امام بیہقی کی کتاب "حیاۃ الانبیاء"
کی مثالی شرح

علامہ محمد عباس رضوی

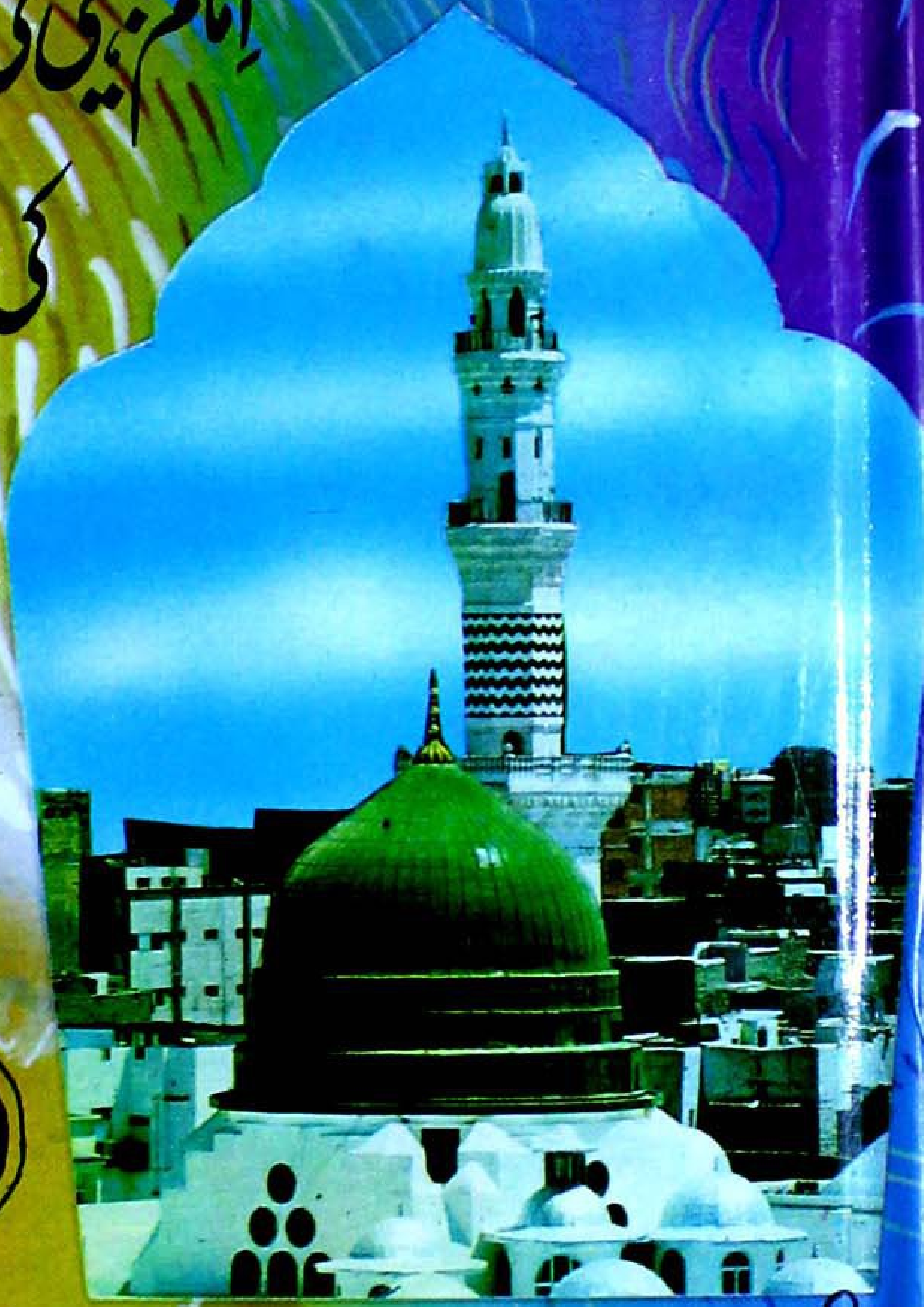

واللہ آپ زندہ ہیں

مرکزِ تحقیقاتِ اسلامیہ

Marfat.com

Marfat.com

امام بیہقی کی کتاب "حیوۃ الانبیاء" کی مثالی شرح

واللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں

1076

علامہ محمد عباس رضوی

مرکزِ تحقیقاتِ اسلامیہ

۱۔ فصیح روڈ۔ اسلامیہ پارک۔ لاہور

فون: ۷۵۹۴۰۰۳

Marfat.com

87353

باسمہ تعالےٰ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام ــــــــ آپ زندہ ہیں واللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف ــــــــ علامہ محمد عباس رضوی

کاتب ــــــــ جناب سید قمر الحسن ضیغم قادری/محمد اقبال کیلانی

ایڈیشن ــــــــ اوّل ۱۹۹۸ء

صفحات ــــــــ

ناشر ــــــــ المجدد الامام احمد رضا اکیڈمی گوجرانوالہ

ہدیہ ــــــــ

ملنے کے پتے

مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

مکتبہ قادریہ اندرون جامعہ نظامیہ لاہور

مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفیٰ گوجرانوالہ

ضیاء القرآن پبلیشرز گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

فیضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائبریری (موضع) گوندلانوالہ (علی پور روڈ) گوجرانوالہ

Marfat.com

انتساب

ملتِ اسلامیہ کی ان عظیم ہستیوں کے نام جنہوں نے ہر دور میں عزت و ناموس رسالت کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ اور منکرین و معاندین شان رسالت کی چیرہ دستیوں کا سدِ باب کرتے ہوئے ان تمام کو عوام کے سامنے بے نقاب کر کے رکھ دیا۔

بالخصوص حضرت امام ابو بکر بن فورک، امام ابوالحسن اشعری، امام جلال الدین سیوطی شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ امام تقی الدین سبکی۔ علامہ ابن حجر مکی، علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، اور امام اہلِ سنت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد مائۃ ماضیہ حضرت امام احمد رضا القادری بریلوی وغیرہم رحمہ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

4076

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	پیشِ لفظ	
	عرضِ ناشر	۱۷
	تقاریظ	۲۱ تا ۲۹
۱	حدیث نمبر ۱ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔	۳۸
۲	حدیث نمبر ۲۔ حضرت انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔	۳۹
۳	حدیثِ مذکورہ کا محدثین کے ہاں مقام	۴۱
۴	ہیثمی، علامہ مناوی۔ العزیزی۔ ابنِ حجر عسقلانی	۴۱
5	ملا علی قاری۔ شیخ عبدالحق۔ علی بن عراق الکنانی۔ ابو احمد عبدالقادر	۴۲
۶	علامہ شوکانی۔ شیخ نورالدین السمہودی شیخ فقیر اللہ نقشبندی	۴۳
۷	حاجی دوست محمد قندہاری۔ ابنِ حجر مکی امام احمد رضا۔ علامہ داؤد بن سلیمان نقشبندی	۴۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
8	امام ابنِ عدی۔ امام نبہانی، امام سخاوی۔ محمد علوی مالکی۔	۴۵
9	امام سیوطی۔ ارشاد الحق اثری۔ حسین سلیم اسد۔	۴۶
۱۰	علمائے کرام اور محدثین عظام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہوئے اس سے استدلال فرمایا	۴۷
۱۱	امام شامی۔ امام سیوطیؒ۔	۴۸
۱۲	امام السمہودی۔ علامہ داؤد بن سلیمان بغدادی۔	۴۸
۱۳	امام زرقانی۔ شیخ احمد بن دحلان مکی	۴۹
۱۴	شیخ حمد اللہ فاضل سہارنپوری	۵۰
۱۵	شیخ مصطفٰے ابو یوسف الحمامی المصری الازہری	۵۱
۱۶	امام عبدالغنی مقدسی۔ محمد بن یوسف الشامی	۵۲
۱۷	علامہ زاہد الکوثری شاہ فضلِ رسول بدایونی	۵۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸	امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی	۵۴
۱۹	سید عمر بن سعید الفوتی الکردی	۵۵
۲۰	امام ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی۔ شیخ عفیف الدین الیافعی	۵۶
۲۱	علامہ جمال الدین محمود بن جملۃ	۵۷
۲۲	امام البارزی۔ شاہ احمد سعید دہلوی مدنی۔ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی	۵۸
۲۳	صدر الشریعہ مولانا امجد علی حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار نعیمی سلطان باہو	۵۹
۲۴	میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف۔ شیخ عبدالقادر مکی حنبلی۔	۶۰
۲۵	امام تقی الدین السبکی	۶۱
۲۶	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی	۶۲
۲۷	امام نجم الدین الغیطی۔ ابن تیمیہ	۶۳
	شیخ حسن العدوی المصری مالکی	۶۴
۲۸	علامہ محمد شوبری المصری۔ علامہ شہاب الدین الخفاجی	۶۴
۲۹	علامہ صاوی المالکی۔ شاہ ولی اللہ شیخ شہاب الدین رملی	۶۵
۳۰	علامہ احمد علی سہارنپوری، شاعرِ مشرق علامہ اقبال امام ابو القاسم القشیری۔	۶۶
۳۱	ملا علی قاری + ابنِ قیم	۶۷، ۶۸
۳۲	تاج الدینِ فاکہانی۔ قاضی ابوبکر ابن العربی۔	۶۹
۳۳	شیخ یوسف الدجوی، ابو حامد بن مرزوق	۷۰
۳۴	علامہ جمیل آفندی، علامہ محمد احمد الشوبری	۷۱
۳۵	شیخ احمد بن شہاب الدین، سید محسن الامین مصری۔ سیدنا غوثِ اعظم	۷۲
۳۶	شیخ عبدالکریم محمد المدرس، مولانا ابو میمونۃ الکرالوی، مولانا سعید الرحمٰن التیراہی۔	۷۳
۳۷	امام تورپشتی۔ علامہ آلوسی بغدادی	۷۴
۳۸	علامہ بدرالدین عینی۔	۷۵
۳۹	امام محمد بن الحسن بن فورک، علامہ تاج الدین سبکی۔	۷۶، ۷۷
۴۰	امام عبدالرؤف المناوی المصری	۷۸
۴۱	امام ابنِ حجر عسقلانی، امام علی بن برہان الدین الحلبی	″
۴۲	امام فخرالدین رازی، مولانا عبدالحئی لکھنوی، الشیخ عبدالوہاب بخاری	۷۹ ″

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۳	علامہ محمد بن قاسم جسوس	۸۰
۴۴	حضرت خواجہ فرید الدین گنجِ شکر۔ حضرت مجدد الف ثانی، امام شمس الدین محمد یوسف الکرمانی، امام احمد قسطلانی	۸۱
۴۵	مولانا ابوالحسن حسن کاکوروی، علامہ اسماعیل حقیؒ	۸۲
۴۶	علامہ حافظ ابوالفرج زین الدین امام ابن الصلاح	۸۳
۴۷	شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی۔ علامہ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی	۸۴
۴۸	علامہ ابوبکر المراغی، امام الحرمین امام جوینی	۸۵
۴۹	امام العز بن عبدالسلام	۸۶
۵۰	نوعِ حیات میں اختلاف	۸۷
۵۱	حیاتِ حقیقی، حسّی، دنیاوی کے قائلین۔	۸۷
۵۲	امامِ اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی	۸۷
۵۳	امام تقی الدین السبکی	۸۹
۵۴	مولوی اسماعیل سلفی کی کم علمی اور غلط بیانی۔	۸۹
۵۵	امام جلال الدین سیوطی	۸۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۶	امام نورالدین السمہودی، علامہ	۹۰
	بدرالدین زرکشی	″
۵۷	ملا علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۹۱
۵۸	شیخ صاحب کی علمیت پر مولوی سرفراز گکھڑوی کی گواہی	۹۳
۵۹	شیخ نورالحق محدث دہلوی	۹۳
۶۰	شیخ احمد حسنی، نواب قطب الدین ابنِ حجر مکی	۹۴
۶۱	مولانا ابوالحسن حسن کاکوروی علامہ محمود آلوسی	۹۵
۶۲	شاہ فقیر اللہ حنفی۔ علامہ ابنِ قیمؒ اور حقیقی زندگی۔	۹۶
۶۳	امام ذہبی کے نزدیک امام سبکی کا مقام	۹۸
۶۴	امام سیوطی کے نزدیک ″ ″	۹۹
۶۵	امام ابنِ صلاح	
۶۶	ابنِ قیم کا مقام محدثین کے نزدیک	۹۹
۶۷	**اعتراض نمبر ۲**	۱۰۲
۶۸	معترضین سلفی و محمد حسین نیلوی	۱۰۳
۶۹	بدعتی کون؟	۱۰۴
۷۰	کیا امام ابن فورک بدعتی ہیں؟	۱۰۵

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۱	امام ذہبی کا اشاعرہ کے بارے تعصب	۱۰۹
۷۲	حافظ صلاح الدین بن کیکلدی کا اظہارِ حق۔	۱۱۰
۷۳	ابن حزم کی جہالت	۱۱۱
۷۴	ابن حجر مکی اور ابنِ حزم	۱۱۲
۷۵	امام ذہبی اور ابن حزم	۱۱۳
۷۶	امام سبکی کا ذہبی پر بے لاگ تبصرہ	۱۱۳
۷۷	مسئلہ حیات الانبیاء اور علمائے دیوبند کی دوغلی پالیسی۔	۱۱۴
۷۸	دیوبند کے تئیس علماء کا فتویٰ	۱۱۵
۷۹	مولوی حسین احمد ٹانڈوی ادریس کاندھلوی۔ شبیر احمد عثمانی	۱۱۶
۸۰	خلیل احمد مفتی عزیز الرحمٰن۔ احمد رضا بجنوری	۱۱۷
۸۱	مولوی انور شاہ کشمیری۔	۱۱۸
۸۲	بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی اور مسئلہ حیات النبی	۱۱۸
۸۳	علمائے نجد علمائے دیوبند کے نزدیک	۱۱۹
۸۴	قاسم نانوتوی کا وفاتِ انبیا سے انکار۔	۱۲۳
۸۵	قاسم نانوتوی علمائے دیوبند کے کٹہرے میں	۱۲۴
۸۶	قاسم نانوتوی اور عشقِ دجال	۱۳۰
۸۷	غیر مقلدین اور مسئلہ حیات النبی	۱۳۱
۸۸	متقدمین اور متاخرین وہابیہ میں اختلاف،	
۸۹	قاضی محمد بن علی الشوکانی	۱۳۲
۹۰	نواب صدیق الحسن بھوپالی	۱۳۳
۹۱	محمد اسماعیل سلفی، عطاء اللہ حنیف	۱۳۴
۹۲	شمس الحق عظیم آبادی	۱۳۵
۹۳	مولوی وحید الزماں، میاں نذیر حسین دہلوی، حافظ محمد گوندلوی	۱۳۶
۹۴	محمد بن ناصر نجدی، امام شرف النووی امام ابوالمحاسن	۱۳۷
۹۵	امام عبداللہ بن محمود الموصلی، ابن الحاج المالکی،	۱۳۸
۹۶	حدیثِ انس رضی تحقیق کی کسوٹی پر	۱۴۰
۹۷	اس حدیث پر اعتراضات۔ اعتراض اول	۱۴۰
۹۸	جواب۔ اس حدیث کو باسند روایت کرنے والے محدثین	۱۴۱
۹۹	دوسرا اعتراض۔ راوی	۱۴۲

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	راوی الازرق بن علی ضعیف ہے		۱۱۱	**پانچواں اعتراض**: اس روایت میں مسلم بن سعید متفرد ہے	۱۵۶
	جواب: یہ راوی ثقہ ہے		۱۱۲	**جواب**: یہ کوئی جرح نہیں	۱۵۷
۱۰۰	امام ابن حجر کا صدوق یغرب کہنا ضعف کی دلیل نہیں۔	۱۴۳	۱۱۳	**اعتراض**: یہ روایت صرف حضرت انس سے مروی ہے	۱۵۸
۱۰۱	صحیحین کے ایسے راوی جنکے بارے میں متذکرہ بالا جرح ہے۔	۱۴۵	۱۱۴	**جواب**: یہ بھی کوئی اعتراض نہیں	۱۶۰
۱۰۲	صحیحین کے وہ راوی جن پر ثقۃ یُغرِبُ کی جرح ہے	״	۱۱۵	**اعتراض کا دوسرا حصہ**: حضرت انس سے راوی صرف ثابت بنانی ہیں	״
۱۰۳	ازرق بن علی کا ثقہ متابع عبداللہ بن محمد بن یحییٰ ہے	۱۴۶	۱۱۶	**جواب**: حضرت انس سے عبدالعزیز اور ابو الملیح بھی یہی روایت کرتے ہیں	۱۶۱
۱۰۴	**تیسرا اعتراض** راوی مسلم بن سعید وہم کا شکار ہے	۱۴۸	۱۱۷	تنبیہ یہ حدیث منکر ہرگز نہیں۔	۱۶۳
۱۰۵	**جواب**: معترض کی علمی دیانت اور مبلغ علم	״	۱۱۸	حدیث منکر کی تعریف	۱۶۴
۱۰۶	یہ راوی ثقہ ہے	۱۴۹	۱۱۹	**حدیث نمبر ۳**: انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔	۱۶۵
۱۰۷	لہٗ اوہام کس طبقہ کی جرح ہے	۱۵۰	۱۲۰	متابع اور شواہد میں ضعیف راوی بھی قابل قبول ہوتا ہے۔	۱۶۶
۱۰۸	**چوتھا اعتراض**: حجاج بن الاسود مجہول ہے	״	۱۲۱	**حدیث نمبر ۴**:-	۱۶۸
۱۰۹	**جواب**: یہ راوی معروف اور ثقہ ہے	۱۵۱	۱۲۲	انبیاء کرام چالیس روز کے بعد قیامت تک قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔	۱۷۱
۱۱۰	امام ذہبی کے اوہام	۱۵۳	۱۲۳	اس روایت پر اعتراض اور اسکا جواب	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۴	شرح حدیث: از امام بیہقی اور شیخ عبدالحق دہلوی	۱۷۱
۱۲۵	امام زرقانی اور علامہ سبکی	۱۷۲
۱۲۶	اس حدیث کے شواہد۔ شاہد اول از انس بن مالک	"
۱۲۷	دوسرا شاہد از امام دیلمی	۱۷۵
۱۲۸	حدیث نمبر ۵: کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا	۱۷۷
۱۲۹	یہ روایت ان معنوں میں صحیح نہیں	۱۷۷
۱۳۰	اس کی شاہد روایت جو کہ موضوع ہے	۱۷۸
۱۳۱	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنبدِ خضرا میں ہیں یا جنت میں۔	۱۸۱
۱۳۲	شیخ عبدالحق کا مسلک	۱۸۱
۱۳۳	غزالی دوراں علامہ کاظمی کا تبصرہ	۱۸۲
۱۳۴	علامہ ابنِ قیم جوزی۔	۱۸۳
۱۳۵	کیا آپ کی روح جنت میں ہے	۱۸۴
۱۳۶	آپکی قبر ہی جنت بلکہ جنت سے افضل ہے۔	۱۸۴
۱۳۷	قبرِ منورہ کا عرشِ عظیم سے افضل ہونا	۱۸۶
۱۳۸	امام اہلسنت فاضلِ بریلوی کا ارشاد	۱۸۶
۱۳۹	امامِ مالک، امام ابنِ عساکر، امام غزالی	۱۸۶
۱۴۰	امام ابنِ عقیل حنبلی، علامہ سیوطی، ملا علی قاری علامہ نبہانی	۱۸۷
۱۴۱	قاضی عیاض امام خفاجی۔ محمد بن رزین ابن الحاج مالکی	۱۸۸
۱۴۲	ابوبکر المراغی۔ علامہ حلبی۔ علامہ فاسی علامہ علاؤالدین۔	۱۸۹
۱۴۳	الحصکفی۔ امام شافعی۔ علامہ آلوسی علامہ خربوتی۔	۱۹۰
۱۴۴	علامہ بحر العلوم۔ علامہ فضلِ رسول	۱۹۱
۱۴۵	علمائے دیوبند کا متفق علیہ فتویٰ	۱۹۲
۱۴۶	حدیث نمبر ۶	۱۹۳
۱۴۷	امام شعرانی اور شرح حدیثِ معراج	۱۹۴
۱۴۸	حدیث نمبر ۷: حضرت موسیٰ کا قبر میں نماز پڑھنا۔	۱۹۸
۱۴۹	مراسیلِ صحابہ کی حیثیت	۱۹۹
۱۵۰	حدیث نمبر ۸ تخریجِ حدیث	۲۰۱
۱۵۱	مذکورہ حدیث کے شواہد، نمبر ۱ از ابنِ عباس۔	۲۰۲ ۲۰۳
۱۵۲	نمبر ۲ از ابو سعید خدری	۲۰۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۳	نمبر۳ از ابوہریرہ	۲۰۴
۱۵۴	**حدیث نمبر۹** بسند دیگر حضرت موسیٰ کا قبر میں نماز پڑھنا	۲۰۵
۱۵۵	**فوائد حدیث:** از علامہ سیوطی،	۲۰۶
	علامہ داؤد بن سلیمان، محمد بن یوسف	۲۰۷
۱۵۶	علامہ سبکی۔ محمد بن قاسم جسوس	۲۰۸
۱۵۷	دیوبندی انوکھی تحقیق۔	۲۰۹ ۲۱۰
۱۵۸	غیر انبیاء کا قبر میں نماز پڑھنا	۲۱۱
۱۵۹	اولیاء کرام کا قبور میں نماز پڑھنا	۲۱۲
۱۶۰	**حدیث نمبر۱۰** حدیث معراج	۲۱۷
۱۶۱	انبیاء کرام کا کائنات عالم میں تصرف فرمانا	۲۱۸
۱۶۲	انبیاء کرام کا حج کرنا	۲۲۰
۱۶۳	حضرت عیسیٰ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مصافحہ فرمانا۔	۲۲۳
۱۶۴	دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے	۲۲۵
۱۶۵	تخریج حدیث۔	۲۲۷
۱۶۶	حضرت سلمان فارسی کا عقیدہ، علامہ العزیزی،	۲۲۸
۱۶۷	امام صدرالدین قونوی، علامہ مناوی علامہ ثناء اللہ پانی پتی	۲۳۰
۱۶۸	شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالعزیز، شاہ ولی اللہ	۲۳۲ تا ۲۳۳
۱۶۹	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	۲۳۵
۱۷۰	علامہ بدرالدین محمود آلوسی	۲۳۷
۱۷۱	امام غزالی، امام نورالدین حلبی	۲۳۹
۱۷۲	قاضی ابوبکر بن عربی۔	۲۴۱
۱۷۳	جلال الدین سیوطی، ولی کامل عمر بن سعید الکدوی	۲۴۲ ۲۴۳
۱۷۴	الشیخ مصطفیٰ الحمامی۔	۲۴۴
۱۷۵	اولیاء کا بیک وقت کئی مقامات پر تشریف فرما ہونا۔	۲۴۵
۱۷۶	اس پر علماء ومحدثین کی توثیق	۲۴۵
۱۷۷	بیداری میں آپ کی زیارت۔	۲۴۷
	تخریج حدیث	۲۴۸
۱۷۸	اس سلسلہ میں علماء ومحدثین کا عقیدہ	۲۴۹
۱۷۹	**حدیث نمبر۱۱** زمین انبیاء کے اجسام کو نہیں کھاتی۔	۲۵۴

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۰	**تخریجِ حدیث**	۲۵۵		(عند البعض) ثابت ہے۔	
۱۸۱	اس حدیث کی صحت پر محدثین کی آراء	۲۵۶ تا ۲۵۹	۱۹۲	**دوسرا اعتراض**:- راوی بردبن سنان ضعیف ہے۔	۲۷۷
۱۸۲	اس حدیث پر اعتراض :-	(۲۶۰)			
۱۸۳	اس حدیث میں راوی ابنِ جابر نہیں بلکہ ابنِ تمیم ہے	۲۶۰	۱۹۳	**جواب**: یہ راوی ثقہ ہے۔	۲۷۷
			۱۹۴	حدیثِ ابی امامہ کے شواہد	۲۷۸
۱۸۴	**جواب**: راوی ابنِ جابر ہی ہے	۲۶۰	۱۹۵	حدیثِ ابی درداء- آپ کا زندہ ہونا اور رزق دیا جانا	۲۷۸
۱۸۵	محدثین کی آراء	۲۶۱			
۱۸۶	حضرتِ دانیال علیہ السلام کا جسدِ اقدس کئی سو سال تک تروتازہ رہا۔	۲۶۷	۱۹۶	اس حدیث کی صحت پر محدثین کے اقوال۔	۲۷۹
	تخریجِ روایت	۲۶۸	۱۹۷	**اعتراض**: یہ روایت منقطع ہے	۲۸۲
۱۸۷	**حدیث نمبر ۱۲**: بروز جمعہ درود شریف کا حضور پر پیش کیا جانا۔	۲۷۰	۱۹۸	**جواب**۔	״
	تخریجِ حدیث،	۲۷۱	۱۹۹	**حدیث نمبر ۱۴**: مؤکل فرشتہ تمہارا درود وسلام میری قبر میں حاضر ہو کر پیش کرتا ہے۔	۲۸۴
۱۸۸	**حدیث نمبر ۱۳**: حدیثِ ابی امامہ	۲۷۳			
۱۸۹	**اعتراض**: مکحول کا حضرت ابوامامہ سے سماع ثابت نہیں۔	۲۷۵	۲۰۰	**تخریجِ حدیث**۔	۲۸۵
			۲۰۱	اعتراض اور اس کا جواب	۲۸۷
۱۹۰	**جواب**: اس طرح یہ حدیث مرسل ہوگی جو جمہور کے نزدیک قابلِ حجت ہے	۲۷۵	۲۰۲	اس حدیث کے شواہد: نمبر ا حدیث جابر	۲۸۷
			۲۰۳	نمبر حدیث عبداللہ بن مسعود	״
			۲۰۴	**حدیث نمبر ۱۵**:- حدیثِ ابی ہریرہ	۲۹۱
۱۹۱	مکحول کا حضرت ابوامامہ سے سماع۔	۲۷۶			

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۰۵	**تخریجِ حدیث**	۲۹۱
۲۰۶	اس حدیث سے زیارتِ قبرِ نبی کی ممانعت پر استدلال کا ردّ	۲۹۲
۲۰۷	**حدیث نمبر ۱۶:** حدیثِ ابی ہریرہ: حضور کی روح کا لوٹایا جانا اور سلام کا جواب دینا	۳۰۰
۲۰۸	**تخریجِ حدیث:-**	〃
۲۰۹	حدیث کی صحت پر اقوالِ محدثین	〃
۲۱۰	تفہیم حدیث۔ ردّ روح سے مراد؟	۳۰۴
۲۱۱	**حدیث:** مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ کی تخریج۔	۳۰۸ ۳۰۹
۲۱۲	اشکال وحلِ اشکال	۳۱۰
۲۱۳	ردّ روح سے مراد خوشی اور سرور ہے ازابن العاد	۳۱۲
۲۱۴	ردِّ روح سے مراد نطق ہے ازعلامہ بکری و دیگر ردّ روح سے مراد	۳۱۳
۲۱۵	سماعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ سیوطی و ابنِ حجر مکی	۳۱۴
۲۱۶	جواب سلام کی سعادت صرف زائر کے ساتھ مخصوص نہیں۔	۳۱۵
۲۱۷	اعتراضات اور اُن کے جوابات	۳۱۸
۲۱۸	**حدیث نمبر ۱۷:** حدیثِ عبداللہ بن مسعود: بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں سیر کرتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں	۳۲۶
۲۱۹	**تخریجِ حدیث:-**	۳۲۸
۲۲۰	اس حدیث کی صحت پر محدثین کی آراء	〃
۲۲۱	اعتراضات اور اُن کا ردّ	۳۳۱
۲۲۲	**حدیث نمبر ۱۸:** حدیثِ ابن عباس: ایک فرشتہ کا ساری مخلوق کی آواز سُننا۔	۳۳۵
۲۲۳	**تخریجِ حدیث**	〃
۲۲۴	اس حدیث کی شاہد حدیث عمار بن یاسر	۳۳۶
۲۲۵	شرحِ حدیث از علامہ مناوی و عزیزی وغیرہما۔	۳۳۸
۲۲۶	قبر پر کھڑے فرشتے کا اسم مبارک	۳۴۰
۲۲۷	**اعتراض:-** اس میں	〃

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	اسمٰعیل بن ابراہیم متفرد ہے	
۲۲۸	جواب: اِس کے متابع راوی۔	۳۴۱
۲۲۹	اعتراض نمبر۲۔ نعیم بن ضمضم ضعیف ہے۔	〃
۲۳۰	جواب: جارح نامعلوم	〃
۲۳۱	تیسرا اعتراض: راوی عمران بن الحمیری مجہول ہے	۳۴۲
۲۳۲	جواب: یہ راوی عندالاکثر معروف ہے۔	۳۴۲
۲۳۳	اس حدیث کے شواہد شاہد نمبر۱ روایت ابی بکر	۳۴۳
۲۳۴	شاہد نمبر۲ روایت ابی امامہ رضی اللہ عنہ	۳۴۴
۲۳۵	حدیث نمبر۱۹۔ جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا میں اُسکو خود سنتا ہوں دُور سے پڑھا جانے والا مجھے پہنچا دیا جاتا ہے	۳۴۵
۲۳۶	تخریج حدیث	۳۴۶
۲۳۷	اس حدیث کی سند پر بحث	〃
۲۳۸	اسمیں راوی محمد بن مروان سدی صغیر متہم بالکذب ہے۔	۳۴۷
۲۳۹	دوسرا راوی العلاء بن عمرو متکلم فیہ ہے	۳۵۰
۲۴۰	اس حدیث میں تیسری عِلّت اس کا منکر ہونا ہے۔	〃
۲۴۱	چوتھی علّت راوی اعمش مدلّس ہے اور روایت منعن ہے	۳۵۱
۲۴۲	مدلس کا عنعنہ مردود ہے	〃
۲۴۳	محمد بن مروان کا متابع اور اُس پر بحث	۳۵۳
۲۴۴	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور نزدیک سے سلام سننا اور اُسکے دلائل۔	۳۵۵
۲۴۵	حضرت سلیمان علیہ السلام کا تین میل سے چیونٹی کی آواز سُننا۔	۳۵۶
۲۴۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بصارت دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی کا دیکھ لینا۔	۳۵۷
۲۴۷	آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو حقیقتاً دیکھ رہے ہیں از علامہ زرقانی	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۴۸	میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے (حدیث)	۳۶۱
۲۴۹	**تخریج حدیث**	۳۶۲
۲۵۰	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھتے اور غیب بتلاتے ہیں (حضرت حسان)	"
۲۵۱	تخریج اثر	۳۶۳
۲۵۲	آپ دور و نزدیک سے بذاتِ خود درود و سلام سنتے ہیں۔	۳۶۳
	(حدیث طبرانی) از حضرت ابوالدردا	۳۶۴
۲۵۳	اس حدیث پر سرفراز گکھڑوی اور "تھانوی" کے اعتراضات اور ان کے جوابات۔	۳۶۵
۲۵۴	کیا تھانوی صاحب دیانتدار اور ذہین آدمی ہیں؟	۳۶۵
۲۵۵	منقطع اور مرسل روایت میں کوئی فرق نہیں ہے۔	۳۶۷
۲۵۶	حجیتِ مرسل	۳۷۰
۲۵۷	بعض اوقات مرسل متصل سے قوی ہوتی ہے۔	۳۷۱
۲۵۸	مرسل حدیث کو رد کرنا دوسری صدی کی بدعت ہے۔	۳۷۲
۲۵۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب اور مولوی انور شاہ کشمیری۔	۳۷۴
۲۶۰	جلاء الافہام میں لفظ "صوتہ" ہے نہ کہ صلوٰۃ کیا "صوتہ" کتابت کی غلطی ہے۔	۳۷۶
۲۶۱	جلاء الافہام، کے متعدد نسخوں کا ذکر جن میں صوتہ لفظ ہے	۳۷۹
۲۶۲	ابنِ قیم کے علاوہ، علامہ ناصر الدین دمشقی علامہ محمد بن یوسف الصالحی ابنِ حجر مکی، موسیٰ محمد علی۔	۳۸۰
۲۶۳	مولانا انوار اللہ حیدر آبادی نے بھی لفظ صوتہ نقل کیا ہے۔	۳۸۱
۲۶۴	حدیثِ طبرانی کے شواہد	۳۸۲
۲۶۵	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق کی آواز سنتے اور اُسکو ملاحظہ فرماتے ہیں (از حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ)	۳۸۲
۲۶۶	**شاہد نمبر ۲**۔ آپ پیر اور جمعہ کو بلاواسطہ درود و سلام سنتے ہیں۔	۳۸۲

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۶۷	شاہد نمبر ۳۔ آپ جمعرات اور جمعہ کو اپنے کانوں سے درود و سلام سُنتے ہیں۔	۳۸۳
۲۶۸	شاہد نمبر ۴:۔ آپ اہلِ محبت کا درود بلا واسطہ سُنتے ہیں	〃
۲۶۹	موضوع حدیث: تائیدِ اقبول کی جائے گی از اسمٰعیل دہلوی	۳۸۶
۲۷۰	تلقی بالقبول سے حدیث قابلِ حجت بن جاتی ہے۔	〃
۲۷۱	فضیلتِ نبی کا منکر زندیق ہے۔ از امام خلّال	۳۸۹
۲۷۲	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا درود وسلام سننا، اس پر علماء محدثین کی آراء۔	۳۹۱
۲۷۳	علامہ سیوطی، ہیرغنی، حلبی، شیخ محقق۔ امام الحرمین،	۳۹۳
۲۷۴	خواجہ ضیاء اللہ، امیرِ ملت۔ عارف کھڑی۔	۳۹۵
۲۷۵	حدیثِ قدسی، اولیاءکی طاقتِ سماعت وبصارت	۳۹۶
۲۷۶	سیدنا فاروق اعظم کا یاساریة الجبل کہنا	۳۹۸
۲۷۷	تخریج اثر	۳۹۹
۲۷۸	حدیث نمبر ۲۰:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلام سننا اور جواب دینا	۴۰۲
۲۷۹	تخریج حدیث	۴۰۳
۲۸۰	اس کے شواہد	〃
۲۸۱	حدیث نمبر ۱ حضرت علیٰؑ بعد از نزول قبرِ مصطفٰے پر حاضر ہوکر یا محمد کہیں گے اور آپ جواب دینگے	〃
۲۸۲	حدیث نمبر ۲:۔ روضۂ نبی سے اذان واقامت کی آواز سنائی دینا۔	۴۰۷
۲۸۳	تخریج اثر	۴۰۷
۲۸۴	اعتراضات اور اُن کے دندان شکن جوابات	۴۰۸
۲۸۵	مختلط کی روائیت کے قبول اور عدمِ قبول کا اصول۔	۴۱۱
۲۸۶	شاہد نمبر ۳۔ ابراہیم بن بشار کا گنبدِ خضرا پر حاضر ہوکر سلام عرض کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جواب دینا۔	۴۱۴

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸۷	شاہد نمبر ۴: دیار بکری کا روضہ شریف سے جواب سلام سننا	۴۱۴
۲۸۸	حیات اور کلام فی القبر کا عجیب واقعہ	۴۱۶
۲۸۹	حضرت ہارون علیہ السلام کا وفات کے بعد قبر میں سے کلام فرمانا	۴۱۶
۲۹۰	تفسیر صحابی کا حکم	۴۱۷
۲۹۱	حدیث نمبر ۲۱:۔ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو	۴۱۹
۲۹۲	تخریج حدیث	۴۲۰
۲۹۳	اس حدیث سے حیات الانبیاء پر استدلال۔	۴۲۱
۲۹۴	حدیث نمبر ۲۲:۔ مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو۔	۴۲۶
۲۹۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کا بیان	۴۲۹
۲۹۶	آپ روز قیامت عرشِ الٰہی پر جلوہ فرما ہوں گے۔	۴۳۰
۲۹۷	(حدیث) اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یوم القیامۃ۔	۴۳۶
۲۹۸	تخریجِ حدیث	〃
۲۹۹	حیات انبیاء اور حیاتِ شہداء میں فرق۔	۴۳۹
۳۰۰	نبیٔ اکرم اور رتبۂ شہادت	۴۴۳
۳۰۱	تخریجِ حدیث	۴۴۵
۳۰۲	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہیں از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۴۴۵
۳۰۳	تخریجِ حدیث	۴۴۶
۳۰۴	حیاۃ النبی کے اثبات پر دیگر آیاتِ قرآنیہ،	〃
۳۰۵	مصادر و مراجع	۴۵۶

Marfat.com

عرضِ مصنف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زمانہ طالب علمی میں حضرت امام بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مختصر اور جامع رسالہ۔ حیاۃ الانبیاء علیہم السلام پڑھ کر دلی مسرت ہوئی اور بعض احباب کے حکم پر اس کی مختصر سی شرح لکھ دی اس کے بعد دیگر مصروفیات میں ایسا کھویا کہ اس کی طرف توجہ نہ دے سکا اب جبکہ دوبارہ بعض احباب کے فرمانے پر اس کی اشاعت کی طرف توجہ ہوئی تو معلوم ہو کہ اس میں بہت ساری جگہوں پر تفصیل اور تفہیم کی ضرورت ہے لہذا اس پر جب نظر ثانی شروع کی تو مضمون توقع کے بالکل برعکس طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا، اور بالآخر اس مضمون کو پہلی جلد کے نام سے شائع کرنا مناسب سمجھا گیا۔ اس کتاب میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ مضمون تحقیقی ہو اور زبان عام فہم اور نرم رہے میری یہ بھی کوشش رہی ہے کہ مسئلہ حیات الانبیاء کو دیگر مسائل یعنی سماع موتیٰ حیات شہداء و اولیاء اور ردِّ روح وغیرہ سے گڈمڈ نہ کیا جائے حالانکہ ان مسائل کو نفس مسئلہ کے ساتھ بڑی مناسبت ہے۔ اور اپنی دانست کے مطابق حتی المقدور جتنے اعتراضات۔ حیات الانبیاء اور اس کی مؤیدہ احادیث پر منکرین و معاندین کی طرف سے وارد ہوتے ہیں ان کے جوابات عقلی و نقلی لحاظ سے دیدیئے گئے ہیں میں اپنی ان کوششوں میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں اس کا فیصلہ تو قارئین حضرات ہی کریں گے میری التجاء صرف یہ ہے کہ

Marfat.com

حضرات علماء کرام جہاں کہیں اس کتاب میں کوئی علمی غلطی یا تسامع ملاحظہ فرمائیں میری راہنمائی فرماکر مشکور ہوں۔

اس کتاب کے اس حصہ میں صرف اپنے دلائل اور ان پر اعتراضات یا شبہات کے جوابات کا مدلل بیان کیا گیا ہے اور منکرین حیات الانبیاء کے دلائل کو قصداً نظر انداز کر دیا گیا ہے اگر اللہ نے توفیق عنایت فرمائی تو اس پر دوسری جلد میں کلام کیا جائے گا۔

اب جبکہ اس کتاب کی پہلی جلد مکمل ہو چکی ہے تو بڑی ناشکری کی بات ہو گی اگر ان مشفق ہستیوں اور تعاون کرنے والے حضرات کا ذکر نہ کیا جائے کہ جن کی دعاؤں اور کوششوں سے، میں اس مقام تک پہنچ سکا۔ سب سے زیادہ میرے شکریے کے مستحق میرے آقائے نعمت سیدی وسندی حضرت علامہ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب امیر جماعت رضائے مصطفے ہیں کہ جن کے فیض ونظر کرم کے صدقے میں آج اس مقام پر کھڑا ہوں کہ جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کروں کم ہے آپ کے بعد حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور کہ جنہوں نے قدم قدم پر میری حوصلہ افزائی فرمائی اور وقتاً فوقتاً اپنا قیمتی وقت نکال کر میری راہنمائی فرماتے رہے۔

اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب مہتمم جامعہ نظامیہ لاہور اور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور اور حضرت مولانا علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی صاحب گوجرانوالہ کا بھی جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے کہ جنہوں نے اس سلسلہ میں میرے ساتھ بہت شفقتیں فرمائیں۔ اور میرے اساتذہ کرام کہ اللہ تعالیٰ انکی عمروں اور

Marfat.com

علم میں برکت عطا فرمائے) نے بھی اس سلسلہ میں میرے ساتھ بڑا تعاون فرمایا بالخصوص حضرت علامہ مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری اور حضرت علامہ مولانا نور الحسن تنویر چشتی بھیروی صاحب اللہ تعالےٰ ان کے علوم و فیوض سے مجھے مزید بہرہ مند فرمائے (آمین) ان کے ساتھ ساتھ میں اپنے ان دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے محروم نہ رکھا بالخصوص حضرت مولانا علامہ غلام مصطفےٰ حنیف صاحب مدرس جامعہ امینیہ گوجرانوالہ حضرت علامہ پروفیسر ابرار حسین ساقی علامہ محمد رفیق احمد مجددی مولانا محمد سرور قادری صاحب گوندلانوالا اور حضرت مولانا سجاد حسین حنیف وغیرہم۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں سب سے زیادہ جو دوست فکر مند تھے اور انہوں نے مالی تعاون کے سلسلہ میں بڑا کام کیا وہ ہیں ہمارے نہایت ہی عزیز دوست جناب محمد ارشد قادری صاحب کہ ان کی وساطت سے جناب عبدالرحمٰن صاحب ڈار مون سٹیل ٹریڈرز گوندلانوالہ روڈ گوجرانوالہ نے سب سے زیادہ مالی تعاون فرمایا ان کے ساتھ ساتھ حافظ محمد اقبال صاحب جناب محمد انور مغل صاحب ۔ جناب محمد بشیر بٹ محمد منشاء اور سنی فورس بقا پور کے احباب اس کار خیر میں شامل ہیں اور میں جناب محمد شفیق شہزاد ایم ۔ اے صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے کتاب اور مراجع و ماخذ کی فہرست میں میرے ساتھ بڑی محنت فرمائی ۔ اور ان کے علاوہ جتنے بھی دوست احباب کہ جنہوں نے میرے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان تمام حضرات کو دنیا و آخرت میں عزت عطا فرمائے۔

Marfat.com

تمام حضرات سے التماس ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر میرے والد صاحب مرحوم کہ جو اس کتاب کی تصنیف کے دوران مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے کی بخشش کے لیے دُعا فرمائیں اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے والدین کی مغفرت کے لیے بھی دعا فرمائیں۔

محمد عباس رضوی

محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

Marfat.com

شیخ الاتقیاء نمونۃ السلف، حجۃ الخلف، مجاہد حق گو، صادق الاقوال والاحوال مخزنِ محاسن الاخلاق۔ نباضِ قوم پاسبانِ مسلک رضا

حضرت مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق امیر جماعت رضائے مصطفیٰ
دامت برکاتہم العالیہ (گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

امابعد۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الوصال خصوصاً حضور پر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بحیات حقیقی حسی و زندہ ہونا اجماعی واتفاقی عقیدہ مبارکہ ہے جس پر اکابر علماء امت و بزرگانِ دین کی بکثرت متفرق تصریحات کے علاوہ مستقل تصانیف شاہد عدل ہیں۔ مگر منکرین شان رسالت نجدی وہابی ٹولہ بالخصوص دیوبندیوں کی مماتی پارٹی حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید منکر اور خود علماء دیوبند کے بقول اس مسئلہ میں نہایت دریدہ دہن اور گستاخ و باغی ہے۔ ایسے ہی بدمذہبوں بے دینوں پر اتمام حجت اور اہل ایمان کے عقائد حقہ کے تحفظ کے لیے العزیز الفاضل مولانا علامہ محمد عباس رضوی (زید عمرہٗ وعلمہ) نے بڑی محنت شاقہ کے ساتھ اپنی یہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جو علمی و تحقیقی خزانہ اور دلائل دبراہین کا ذخیرہ ہے اور ماشاءاللہ مصنف کے علم و فضل اور ان کے تجر علمی و وسیع النظری کا

Marfat.com

منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور خود فاضل مصنف کی آخرت کیلئے بہت بڑا سرمایہ ہے جو عوام وخواص اور خود منکرین کے لیے بہت معلومات افزا ہے مولیٰ تعالیٰ بوسیلۂ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء، مناظر اہلسنت مولانا محمد عباس رضوی کی اس عظیم دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور انہیں خدمت دین وتحفظ شانِ رسالت اور اہل سنت کی پاسداری کی مزید توفیق بخشے۔ اور تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین ثمہ آمین

ابو داؤد محمد صادق

87353

~~6~~

Marfat.com

تقریظ

بحر العلوم، المحدث الکامل، المحق النبیل صاحب الرائے الصائب جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب، مدظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالےٰ ازلی ابدی حی وقیوم ہے، وہ ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا، اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں، اس کی ذات وصفات کے علاوہ جو بھی موجود ہوا اسے اپنے مقرر وقت پر موت کا ذائقہ چکھنا ہے، موت کے بعد روح تو ہر کسی کی زندہ رہنی ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر، لیکن شہداء کی زندگی اور انہیں رزق کا ملنا نص قطعی سے ثابت ہے، انبیاء کرام کی حیات تو ان سے بھی بلند وبالا ہے، کیونکہ شہداء کو یہ مقام انبیاء کرام علیہم السلام کے صدقے میں اور ان کی پیروی کی بدولت ملا ہے۔ تو کیا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ مقام نہیں ملے گا؟۔

شہید باوجودیکہ زندہ ہے، لیکن اس پر اموات کے بعض احکام جاری ہوتے ہیں مثلاً اس کی بیوی عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، اس کا ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے، جبکہ ہمارے آقا ومولا سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نہ تو ترکہ تقسیم کیا گیا اور نہ ہی آپ کی ازواج مطہرات کے لیئے زندگی بھر کسی سے نکاح کرنا جائز تھا، ماننا پڑے گا کہ آپ کی حیات مبارکہ شہداء سے بھی اعلےٰ

Marfat.com

دار فع ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے یہ دلیل کتنے عمدہ پیرائے میں بیان کی ہے؛ فرماتے ہیں

ے اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح۔ اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حیّ ابدی، اِن کو رضا۔ صدق وعدہ کی قضا مانی ہے[1]

تمام انبیاء کرام خصوصًا حبیب کردگار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وسلم کی وفات کے بعد زندگی پر امت مسلمہ کا اجماع رہا ہے، جیسے کہ آپ پیش نظر کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ البتہ ماضی قریب میں کچھ لوگوں نے اس مسئلے کو بھی اختلافی بنا دیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے یہاں تک کہہ دیا کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" حالانکہ کسی حدیث میں یہ نہیں ہے۔

نامور محدث امام بیہقی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک مختصر رسالہ "حیاۃ الانبیاء" لکھا جس میں پیش کردہ حدیثوں سے بعد کے تمام اہلِ علم استدلال کرتے رہے، نو پیدا منکرین نے ان پر جرح کرنا بھی ضروری سمجھا، ورنہ احادیث کی موجودگی میں انکی بات سُن کر کون فتنے کا شکار ہوتا؛ اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فاضل دوست، مناظر اہل سنت مولانا محمد عباس رضوی حیاہ اللہ تعالےٰ (گوجرانوالہ) کو کہ انہوں نے امام بیہقی رحمہ اللہ تعالےٰ کے رسالۂ مبارکہ کی شرح کا بیڑا اٹھایا اور مبسوط شرح لکھ دی جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں

۱۔ احمد رضا بریلوی، امام: حدائق بخشش (مدینہ پبلشنگ، کراچی) ج ۲ ص ۶۵

Marfat.com

ہے، اس میں انہوں نے امام بیہقی کی پیش کردہ احادیث کے شواہد بھی پیش کیے ہیں، اور اس موضوع پر مخالفین کے جتنے اعتراضات سامنے آئے ہیں ان کے اصول حدیث کی روشنی میں محدثانہ انداز میں مسکت جوابات دیئے ہیں، کتاب کے سرسری جائزہ سے ان کے مطالعہ کی حیرت انگیز وسعت سامنے آتی ہے۔ اور مخالفین کے بڑے بڑے محدث اور حدیث دانی کا دعویٰ کرنے والے بونے نظر آتے ہیں وہ ایک ایک حدیث پر بیس بچیس، بلکہ بعض اوقات چالیس تک حوالے پیش کر جاتے ہیں۔

اگر میری آواز اہل سنت و جماعت کے زعماء اور ارباب ثروت تک پہنچ کر ان کے دل و ضمیر پر دستک دے سکے تو میں عرض کروں گا کہ مسلک اہل سنت کا درد رکھنے والے، ایسے وسیع النظر عدیم النظیر فاضل محدث کا تقرر کسی ایسے ادارے میں کیا جائے جہاں وہ اپنا تمام وقت مطالعہ اور تصنیف و تحقیق میں صرف کریں، کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ اسکول ٹیچر کی حیثیت سے اپنا وقت گزار رہے ہیں، اور اپنی ذاتی کوشش سے قائم کردہ حدیث اصول حدیث اور اسماء رجال کی کتابوں کی عظیم لائبریری میں فارغ اوقات میں مطالعہ و تحقیق میں منہمک رہتے ہیں۔

ان کی پیش نظر کتاب اس لائق ہے کہ اس کا عربی میں ترجمہ شائع کیا جائے۔ اور مسلک اہل سنت کی حقانیت کو عالم آشکار کیا جائے۔

Marfat.com

اللہ تعالے فاضل علامہ مولانا محمد عباس رضوی اکرمہ اللہ تعالیٰ کے علم، عمر، تحقیق اور لگن میں برکتیں عطا فرمائے اور امت مسلمہ کی طرف سے انہیں اجرِ جمیل عطا فرمائے۔

عالمی دعوتِ اسلامیہ قابلِ صد تبریک و تحسین ہے جو اِس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے۔

۱۳ر جمادی الاولی ۱۴۱۷ھ
۲۷-ستمبر ۱۹۹۶ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری

Marfat.com

صاحب الفہم الباہر والرشد الزاہر والبصیرۃ التامتہ والملکۃ الراسخۃ فقیہ الامت مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی دامت فیوضہم العالیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چونکہ افعال وتصرفات کا مدار حیات ہے اس لئے جس پایۂ کی حیات ہو گی اسی پایۂ کے تصرفات ہونگے،

اللہ تبارک وتعالے کی حیات ازلی ابدی اور من کل الوجوہ کامل ہے اس لیئے اس کے تصرفات وصفات بھی ازلی اور کامل ہیں جو کہ انسانی عقل وفہم سے ماوراء ہیں جبکہ انسان اپنے خالق کی معرفت کا مکلّف ہے اس لیئے اللہ تعالے جل مجدہ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی صفات کاملہ کا مظہر بنایا تاکہ انسان ان مظاہر کے ذریعے اس کی صفات وتصرفات کاملہ کی معرفت حاصل کر سکے، چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات وتصرفات سے ہی انسان کو اللہ تعالے جل شانہ کی ذات وصفات کی معرفت ہوئی جس سے وہ مرتبہ ایمان پر فائز ہوا۔

لہٰذا ایمان کا تقاضا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مافوق العادت تصرفات کو دیکھ کر انکی حیاتِ مبارکہ کو بھی مافوق العادت تصوّر کرے،

Marfat.com

ایسی حقیقت کے پیش نظر اسلافِ امت، انبیاء علیہم کی حیات کے متجسس ہوئے اور اس حقیقت پر متفق ہوئے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات عام انسانوں کی حیات سے ممتاز و ماوراء ہے، اس موضوع پر محدثِ شہیر علامہ ابوبکر محمد بن حسین المعروف امام بیہقی نے بھی اپنی تحقیق میں ۲۲ مسند احادیث کی تخریج فرمائی، جن کی سندات کو قابلِ اعتماد قرار دیا۔ لیکن اس پُر فتن دور نے اس مسلمہ حقیقت کو بھی معاف نہ کیا اور اس میں تشکیک پیدا کرنے کے لیئے بعض لوگوں نے حیات الانبیاء علیہم السلام سے متعلق احادیث کے راویوں پر تنقید شروع کردی۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ وہ باطل پر زھوق وارد فرماتے ہوئے بطور حجت حق کو ظاہر فرماتا ہے اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فاضل نوجوان علامہ مولانا محمد عباس رضوی کو توفیق فرمائی کہ وہ اس غبار کو ہٹا کر امت مسلمہ کے اجماعی مسئلہ کو واضح کریں تاکہ رفعتِ انبیاء علیہم السلام وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ، کا اعلانِ باری تعالیٰ روشن اور چمکتا رہے، چنانچہ علامہ موصوف نے امام بیہقی علیہ الرحمۃ کی پیش کردہ احادیث کا ترجمہ اور شرح کی اور شرح میں انہوں نے اس موضوع کو تقریباً ساڑھے تین صد کتب کی عبارات سے مؤید کیا اور مذکورہ احادیث کے راویوں پر مخالفین کی جرح و تنقید کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے ہزار کے قریب اہم شخصیات کے اقوال نقل کرکے راویوں کی ثقاہت کو واضح کیا، ناظرین کی سہولت کے لیے فاضل محقق نے موضوع سے متعلق تمام ابحاث اور کتب ماخذ بمع مصنفین، کو علیحدہ علیحدہ بطور فہرست پیش کیا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ الکریم مولانا علامہ محمد عباس رضوی کی اس

Marfat.com

دینی خدمت کو قبول فرمائے اور فنِ حدیث اور نقدِ رجال کی تحقیق میں انکے ذوق کو دوبالا فرمائے اور جس طرح انہوں نے اسلاف کی کثیر کتب پر تحقیقی کام کیا ہے تحقیقات کا یہ سلسلہ جاری وساری رہے اور مولانا کے تحقیقی کام کی اشاعت کے لیئے اسباب پیدا فرمائے۔

مفتی **محمد عبد القیوم** ہزاروی، قادری رضوی

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور/ شیخوپورہ

Marfat.com

مصنف کے بارے میں

نام ونسب

کنیت ابوبکر اور نام احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ بیہقی کی نسبت بیہق کی طرف ہے اور بیہق ایک گاؤں کا نام ہے جو نیشا پور سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

آپ کی ولادت و پرورش

آپ رضی اللہ عنہ ماہ شعبان المعظم ۳۸۴ھ بیہق میں پیدا ہوئے۔ علامہ ابن عساکر نے کہا، میری طرف ابوالحسن فارسی نے لکھا ہے (جو بیہقی کے نام سے مشہور ہیں) وہ حافظ اصول اور دین کے بارے میں پایہ کے فقیہ، حفظ، یادداشت میں یکتائے زمانہ، ضبط اور اتقان میں کمال رکھنے والے ہیں آپ نے اپنے بچپن سے جوانی کے دور تک کتب حدیث لکھنا اور حفظ کرنا شروع کیں، اس میں بڑا درک اور تفقہ حاصل کیا، اصول میں علم شروع کیا۔ عراق اور حجاز کی طرف علم حدیث کے لیئے سفر کیا۔ پھر کتابوں کے لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اور آپ نے اس قدر ذخیرہ کتب لکھا۔ تعداد میں جو تقریباً ایک ہزار کے قریب ہے۔ جو آج تک اس سے پہلے کسی نے نہ لکھیں آپ نے اپنی تصانیف میں علم حدیث اور علم فقہ کو جمع کیا۔ علل حدیث، صحیح و سقیم کا بیان، احادیث کے درمیان

Marfat.com

جمع کی وجوہات بیان کیں۔ پھر فقہ اور اصول بیان کئے۔

تعلیم

آپ نے حاکم، ابو طاہر، ابن فورک (متکلم اصولی) ابو علی روذباری صوفی اور ابو عبد الرحمان سلمی صوفی سے علم حاصل کیا۔ اور بغداد، خراسان، کوفہ حجاز اور دوسری اسلامی آبادیوں میں گشت کیا، اور اللہ تعالے نے ان کے علم میں بڑی برکت اور فہم میں کامل قوت عطا فرمائی تھی۔ انکی یادگار میں ایسی ایسی عجیب تصانیف موجود ہیں۔ جو ان سے پہلے لوگوں سے ظاہر نہیں ہوئی تھیں۔ ان کی چیدہ چیدہ اور نافع تصانیف میں سے درج ذیل ہیں

تصانیف

۱۔ کتاب الاسماء والصفات۔	(۲) دلائل النبوۃ
۳۔ السنن الکبیر	(۴) کتاب الاعتقاد
۵۔ شعب الایمان	(۶) مناقب الشافعی
۷۔ الدعوات الکبیر	(۸) کتاب الخلافیات
۹۔ مناقب الامام الاحمد	(۱۰) احکام القرآن للشافعی
۱۱۔ الدعوات الصغیر	(۱۲) اثبات الرویۃ
۱۳۔ کتاب البعث والنشور	(۱۴) الزہد الکبیر
۱۵۔ کتاب الآداب	(۱۶) کتاب الاسریٰ
۱۷۔ الاربعین	(۱۸) حیات الانبیاء
۱۹۔ السنن الصغیر	(۲۰) فضائل الاوقات (۲۱) اثبات عذاب القبر

Marfat.com

علامہ سبکی کہتے ہیں کہ مجھ کو کتاب الاسماء والصفات کی نظیر نہیں ملی ۔

خصائل آپ تورع و زہد میں وہی خصائل رکھتے تھے جو علمائے ربانیین میں ہونے چاہئیں ۔ امام الحرمین (امام جوینی) نے ان کے بارے میں فرمایا دنیا میں سوائے بیہقی کے اور کسی شافعی کا احسان امام شافعی کی گردن پر نہیں ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ، اپنی تمام تصانیف میں امام شافعی کے مذہب کی نصرت و تائید) کی ہے ۔ اور اسی وجہ سے اس مذہب کا رواج دو بالا ہوگیا ۔ امام شافعی فقہ اور فن حدیث و علل حدیث میں پوری مہارت رکھتے تھے ۔ خدا تعالےٰ نے انکو احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا ۔

ایک دوسرے فقیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ جامع مسجد میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں آج میں نے کتاب فقیر احمد یعنی بیہقی سے فلاں فلاں حدیث کا استفادہ کیا ہے ۔

محمد بن عبد العزیز جو مشہور فقیہ ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے آسمان کی طرف اڑا جا رہا ہے اور اس کے گرداگرد ایک ایسا چمکتا ہوا نور ہے جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے ۔ میں نے دریافت کیا یہ کیا چیز ہے ؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ بیہقی کی تصنیفات کا صندوق ہے جو بارگاہ کبریا میں مقبول ہوگیا ہے ۔

وفات :۔ ہفتہ کے دن ۱۰ جمادی الاوّل ۴۵۸ھ ہجری کو شہر نیشاپور

Marfat.com

میں بیہقی کا انتقال ہوا ان کو تابوت میں رکھ کر بیہق میں لائے اور خسروجرد میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون،

آپ کے شیوخ

۱۔ ابوالحسن محمد بن الحسین العلوی الحسنی المتوفی (۴۰۱ھ)

۲۔ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الطہمانی النیسابوری المتوفی ۴۰۵ھ)

۳۔ ابوعبدالرحمان السلمی محمد بن الحسین بن موسیٰ الازدی (المتوفی ۴۱۲ھ)

۴۔ ابوبکر بن نورک محمد بن الحسن اصبہانی (المتوفی ۴۰۶ھ)

۵۔ ابومحمد الجوینی عبداللہ بن یوسف (المتوفی ۴۳۸ھ)

۶۔ ابوالحسین محمد بن الحسین القطان البغدادی (المتوفی ۴۱۵ھ)

۷۔ ابوعبداللہ الحلیمی الحسین بن الحسن بن محمد الشافعی (المتوفی ۴۰۳ھ)

تلامذہ

۱۔ ابوالمعالی محمد ابن اسماعیل الفارسی نیساپوری (المتوفی ۵۳۹ھ)

۲۔ الحافظ ابوذکریا یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ (المتوفی ۵۱۱)

۳۔ القاضی اسماعیل بن احمد بن الحسین البیہقی (المتوفی ۵۰۷) (امام بیہقی کے فرزند)

۴۔ ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن احمد البیہقی (المتوفی ۵۲۳) (امام بیہقی کے پوتے)

۵۔ زین الاسلام ابونصر عبدالرحیم بن عبدالکریم بن ہوازن القشیری (المتوفی ۵۱۴ھ)

محررہ ابرار حسین ساقی ایم اے۔ ایم ایڈ۔

گورنمنٹ اسلامیہ اقبال کالج سیالکوٹ

Marfat.com

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم امّا بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارفِ مؤلف

مصنّف کتاب ہٰذا علامہ محمد عباس رضوی زیدہ مجدہٗ بمقام کھوتڑے تھانہ واہنڈو ضلع گوجرانوالہ ۱۹۵۹ء کو ایک متوسط گھرانے میں متولد ہوئے سکول کی ابتدائی تعلیم (میٹرک ۱۹۷۵ء) میں پاس کیا۔

بفیضانِ (من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین) طبعی رجحان

(اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے)

علم دین متین کی طرف ہوگیا لہٰذا متعدد مقامات کی طرف حصولِ علم دین کی خاطر سفر کیا جن میں سے خاص طور پر جامعہ حنفیہ، رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ اور مدینۃ الاسلام متصل جامع نقشبندیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ قابلِ ذکر ہیں عرصہ تقریباً ایک سال مرکزی دارالعلوم اہلسنت وجماعت ریاض المدینہ میں حصول علم کے لیے گزارا علاوہ ازیں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

"International Islamic univerestry Islamabad"

اور جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد کا سفر بھی اختیار فرمایا

دریں اثناء متعدد اساتذہ کرام کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا جن میں سے مناظرِ اسلام سید مراتب علی شاہ مفکرِ اسلام افتخار علی چشتی عظیم مذہبی سکالر محمد نواز ظفر اور سید ظفر علی شاہ بخاری فاضل بھیرہ شریف کے علاوہ خصوصی توجہ کا شرف محمد نور الحسن تنویر چشتی اور علامہ مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری سے حاصل ہوا پاسبان مسلک رضا پیرِ طریقت الحاج ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی دامت برکاتہ القدسیہ سے روحانی تربیت کی سعادت حاصل ہوئی اور دورانِ تعلیم خطیب العصر الحاج محمد سعید احمد مجددی

Marfat.com

سے بھی خصوصی راہنمائی کا شرف حاصل رہا۔

بحمد للہ علامہ موصوف نے فاضل العربی، فارسی، اردو کے علاوہ جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد سے فاضل دورہ حدیث شریف کی سند فراغت حاصل کی اور ۱۹۸۵ء میں فاضلِ تنظیم المدارس ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات (الشهادة العالمية) کی سند حاصل کی۔

اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے بھی چند کورسز کئے اور اسناد حاصل کیں۔

علامہ مذکور شبانہ روز محنت کے باعث نصابی کتب متداولہ کے علاوہ وسیع وعمیق مطالعہ رکھتے ہیں۔ اور ناساز گار حالات کے باوجود علمی ذوق کی بنا پر آپ کی ذاتی لائبریری میں کتب کا وسیع ذخیرہ ہے جو آپ نے اندرون وبیرون ملک سے بڑی مشقت سے جمع کیا ہے کتب بینی کے شوق اور تحقیقِ مسائل کی لگن سے رات بھر جاگنا آپ کا معمول ہے۔

"من طلب العلی سهر اللیالی" جسنے بلند مقام چاہا وہ رات کو جاگا

اور ان تھک مطالعہ کے باعث۔

"مَن جَدَّ وَجَدَ" جسنے کوشش کی اسنے پالیا۔

آپ مسائل فقہ اور علم حدیث میں خاصی مہارت رکھتے ہیں بالخصوص علم اسماء الرجال میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام رکھتے ہیں جس پر ماضی قریب میں فرقِ باطلہ سے آپ کے تہلکہ خیز مناظرے شاہد عادل ہیں۔ اور غیر مقلدین کے رد میں تو آپ لاثانی حیثیت کے مالک ہیں۔

Marfat.com

علامہ موصوف اپنی بے بساطی کے باوجود اپنے وسائل کے مطابق سخاوت و دوست پروری میں اپنی مثال آپ ہیں مسلک اعلیحضرت الامام الشاہ احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالے علیہ سے مکمل آگاہی رکھنے کے ساتھ اسی کو اوڑھنا بچھونا جانتے ہیں آپ ایک عاشقِ رسول ہیں اور اسی عشق کی بدولت معاشی ناہمواری کے باوجود دو مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

آپ ایک خندہ مزاج اور وسیع النظرف انسان ہیں ایک مخصوص طبقۂ صوفیاء و علماء سے روحانی وابستگی کے باوجود تمام سلاسل کے اکابرین کا یکساں نظر سے احترام کرتے ہیں آپ سادہ اور بے تکلف زندگی کے عادی، درویش اور صوفی منش عالم کے رنگ میں عوام میں گمنام مگر خواص کے بقول ؎ قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

(سونے کی قدر سنار جانتا ہے ہیرے کی قیمت جوہری جانتا ہے۔)

کے مصداق ہیں۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اپنے بکثرت خدمات سرانجام دی ہیں۔ مثلاً۔ کشف الرین[1] فی مسئلہ رفع الیدین[عہ] (ترجمہ مع حاشیہ و تتمہ) فضائل امام[2] اعظم (مقدمہ و حاشیہ) فضل الصلوٰۃ[3] علی النبی۔ رفع المنارہ[3] فی تخریجِ احادیثِ الزیارہ، الجوہر المنظم فی زیارت قبر النبی المکرم المحظم (ترجمہ) اسی طرح کتاب[5] الآثار للامام محمد شرح اردو اور تعارض بین[6] الاحادیث ورفعہ، اور صحیح بہاری کی تخریج کے علاوہ متعدد تحقیقی اشتہارات جیسے رفع الیدین

عہ علماء و طلباء کے لیے یکساں مفید ہے۔ پہلا ایڈیشن جلد ہی ختم ہو گیا۔

Marfat.com

فاتحہ خلف الامام۔ آہستہ آمین، آہستہ بسم اللہ، دعا بعد نماز فرض تین وتر کے ساتھ ساتھ متعدد مضامین و مختلف رسائل زیرِ ترتیب و تسوید ہیں جو کہ تا حال قلت وسائل کے سبب زیور طباعت سے آراستہ تو نہیں ہو سکے مگر آپ کے تحقیقی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپ زندہ ہیں واللہ

زیر نظر کتاب بھی مصنف مذکور کا ایک علمی و تحقیقی شہہ پارہ ہے اضافہ جو مخالفین اہلسنت کے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار اعتراضات کے تحقیقی رد اور مُسکت جوابات سے بھرپور ہے۔

استدعا ہے کہ مولیٰ تعالےٰ مصنّف موصوف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر ذریعۂ نجات کفارۂ سیّئات اور باعث بلندیٔ درجات اور موجب ہدایت خواص و عام بنائے

آمین بجاہ نبیہ العظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

ربیع الاوّل ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء

الراقم:

ابو المطیع غلام مصطفےٰ حنیف

مدرس جامعہ نقشبندیہ امینیہ ۴۷۷/A ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Marfat.com

حدیث نمبر ا

أخبرنا ابوسعید احمد بن محمد بن الخیل الصوفی فقال أنبأ أبو احمد عبد الله بن عدی الحافظ قال ثنا قسطنطین بن عبد الله الرومی قال ثنا الحسن بن عرفة قال حدثنی الحسن بن قتیبه المدائنی ثنا المستلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الانبیآء احیاءٌ فی قبورهم یصلون۔

(بسند مذکور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

هذا حدیث یُعَدُّ[۱] فی افراد الحسن بن قتیبه المدائنی (یہ روایت حسن بن قتیبہ کے مفردات میں شمار کی گئی ہے)

وقد روی عن یحییٰ بن ابوبکر عن المستلم بن سعید اور یہ یحییٰ ابن ابوبکر عن مستلم بن سعید سے بھی روایت کی گئی ہے۔

۱۔ سوائے حسن بن قتیبہ المدائنی کے اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس کے بارے میں محدّثین کی اکثریت اچھی رائے نہیں رکھتی۔ لیکن امام ابن عدی ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

وللحسن بن قتیبہ هذا أحادیث عن ابیه حسان وأرجو انه لا بأس به۔ اور حسن بن قتیبہ کی یہ احادیث حسن ہیں اور امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال ۲/۳۹)

تو اگرچہ یہ راوی بہت زیادہ ثقہ نہیں لیکن چونکہ آئندہ آنے والی احادیث میں ثقہ رواۃ اس راوی کے مؤید و متابع ہیں اس لیے یہ حدیث دیگر اسناد کے ساتھ بالکل صحیح ہے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۲ و ۳ میں آ رہا ہے۔

حدیث نمبر ۲

وھو فیما اخبرنا الثقة من حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ

---

[۱] یہ لفظ یہاں مبنی للمجھول ہے۔ گویا کہ امام بیہقی فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے حدیث ہذا کو حسن بن قتیبہ کے مفردات میں شمار کیا ہے جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ اس کے متابع موجود ہیں جو کہ آگے آ رہے ہیں۔

Marfat.com

اھل العلم قال أنبأ ابو عمرو بن حمدان قال أنبأ ابو یعلی الموصلی ثنا ابو الجھم الأزرق بن علی ثنا یحییٰ بن ابی بکر ثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت عن أنس بن مالکؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الأنبیاء احیاء فی قبورھم یصلّون۔

عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۲۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ اس کو امام ابو یعلی نے اپنی مسند میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

حدثنا ابو الجھم الأزرق بن علی حدثنا یحیی بن ابی بکیر حدثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالکؓ: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الانبیآء احیاء فی قبورھم یصلّون۔

(مسند ابی یعلی الموصلی ۶: ۱۴۷ بتحقیق حسین سلیم اسد مطبوعہ بیروت و بتحقیق ارشاد الحق الاثری ۳: ۳۷۹ موسسہ علوم القرآن، بیروت)

Marfat.com

حدیث مذکورہ کا محدّثین کے ہاں مقام

متعدد محدثین وعلماء کرام نے اس روایت کے صحیح ہونے پر تصریح کی ہے۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ امام ہیثمی فرماتے ہیں :

رواہ ابویعلی و البزار و رجال ابی یعلی ثقات۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸ : ۲۱۱)	اس کو ابویعلی اور بزار نے روایت کیا ہے اور ابویعلی کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۲۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں :

وھو حدیث صحیح۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۲ : ۱۸۴)	یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۔ علامہ علی بن احمد العزیزی فرماتے ہیں

ھو حدیث صحیح۔ (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر ۲ : ۳۵۶)	یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :

وصححه البیهقی۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ۶ : ۳۵۲)	بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے

Marfat.com

۵۔ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم

"انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں" یہ حدیث صحیح ہے۔

(مرقات ۳: ۱۴۲)

۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

ابو یعلی بنقل ثقات از روایت انس بن مالک آوردہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۱۸۳، مدارج النبوت ۲: ۴۴۷)

ابو یعلی ثقہ راویوں کے واسطہ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۷۔ امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی فرماتے ہیں:

(قلت) منھا حدیث انس الانبیآء احیاء فی قبورھم یصلون اخرجہ من طرق وصححہ من بعضھا۔

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ۱: ۳۳۵)

میں کہتا ہوں کہ ان احادیث میں حضرت انس والی حدیث بھی ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اس کی کئی سندیں ہیں اور ان میں سے بعض سندیں صحیح ہیں۔

۸۔ ابو احمد عبدالقادر فرماتے ہیں:

وقد صح ان الانبیاء احیاء فی قبورھم۔ (الجماعۃ التبلیغیۃ ص۱)

یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

Marfat.com

۹ علامہ شوکانی نے تحریر فرمایا:

وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیآء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححہ البیھقی (نیل الاوطار ۳ : ۲۴۸)	اور حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اسے منذری نے روایت کیا اور امام بیہقی نے اس کو صحیح فرمایا۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

لانہ صلی اللہ علیہ وسلم حیی فی قبرہ و روحہ لا تفارقہ لما صح: ان الانبیآء احیآء فی قبورھم کذا قال ابن الملقن وغیرہ۔	کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی روح مبارک آپ سے جدا نہیں کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں جیسا کہ محدث ابن الملقن

(تحفۃ الذاکرین شرح الحصن الحصین ۲۸) وغیرہ نے کہا ہے۔

۱۰۔ الشیخ نورالدین علی بن احمد السمھودی فرماتے ہیں:

و رواہ ابو یعلی برجال ثقات۔ (وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ۴ : ۱۳۵۲)	ابو یعلی نے اس کو ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔

۱۱ شیخ فقیر اللہ فرماتے ہیں:

ورد فی کثیر من الاحادیث الصحیحۃ الصریحۃ بانھم احیاء فی قبورھم (قطب الارشاد ص۳۷۶)	اور بہت ساری صحیح صریح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

Marfat.com

۱۲۔ حاجی دوست محمد قندھاری نقشبندی فرماتے ہیں:

این حدیث است کہ ابویعلی بنقل ثقات از روایت انس بن مالک می آرند۔

یہ روایت ابویعلی نے ثقہ راویوں کے ساتھ حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے۔

(مکتوبات حاجی دوست محمد قندہاری صد ۸۶)

۱۳۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

وبالحدیث الصحیح الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

اور "انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں" صحیح حدیث ہے۔

(الجوھر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم المعظم صد ۲۲)

اور امام بیہقی نے صحیح حدیث "الانبیاء احیاء فی قبورھم" سے استدلال کیا ہے۔

۱۴۔ امام اہلِ سنّت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

"صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ (فتاوٰے رضویہ ۶: ۱۳۶)

انبیاء کرام اپنے مزارات طیبات میں زندہ ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔

۱۵۔ علامہ داؤد بن سلیمان نقشبندی الخالدی فرماتے ہیں:

وروی البیھقی وغیرہ بالاسانید صحیحۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام بیہقی اور دیگر محدثین نے صحیح اسناد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

انہ قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ (المنحۃ الوھبیۃ فی رد علی الوھابیہ ص۵)	امام بیہقی اور دیگر محدثین نے صحیح اسناد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔

۱۶۔ امام ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی فرماتے ہیں:

وللحسن بن قتیبہ ھذا احادیث من ابیہ حسان۔ (الکامل ۲: ۷۳۹)	کہ حسن بن قتیبہ کی یہ احادیث "انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) حسن ہیں۔

۱۷۔ امام محمد یوسف بن اسماعیل نبھانی فرماتے ہیں:

وبالحدیث الصحیح الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (سعادۃ الدارین ص۱۸۰)	اور حدیث صحیح کے ساتھ استدلال کیا ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۱۸۔ امام سخاوی فرماتے ہیں:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ..... وصححہ البیہقی (القول البدیع ۱۶۷)	انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ امام بیہقی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۹۔ امام محمد بن علوی المالکی فرماتے ہیں:

وبالحدیث الصحیح الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔	(امام بیہقی نے) اس حدیث سے صحیح استدلال کیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں

Marfat.com

(شفاء الفؤاد بزیارۃ خیر العباد ص ۱۴۱)

میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۲۰۔ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

وصح انه صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

(کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام فی الحاوی للفتاوی ۲: ۱۶۳)

یہ روایت صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیآء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

۲۱۔ مولوی ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے:

اخرجه البیھقی فی حیاۃ الانبیاء من طریق ابی یعلی و ابو نعیم فی "اخبار اصبھان" (ص ۸۳ ج ۲) و اسنادہ جید

(حاشیہ مسند ابی یعلی ۳/۳۷۹)

اس کو امام بیہقی نے حیاۃ الانبیاء میں ابو یعلی کی سند سے اور ابو نعیم نے اخبار اصبہان میں روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے۔

۲۲۔ جناب حسین سلیم اسد نے کہا:

اسنادہ صحیح۔

(حاشیہ مسند ابی یعلی ۶: ۱۴۷)

اس کی سند صحیح ہے۔

Marfat.com

علمائے کرام اور محدثین عظام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہوئے اس سے استدلال فرمایا

امام شامی حنفی فرماتے ہیں :

ان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبورھم.	انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں ۔

(رد المحتار علی در المختار المعروف شامی شریف ۴ : ۱۵۱ کتاب الجہاد)

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذلک وتواترت به الاخبار الدالۃ علی ذلک	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر میں اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی علم کے ساتھ ثابت ہے ۔ کیونکہ اس پہ ہمارے پاس دلائل قائم ہیں ۔ اور متواتر احادیث موجود ہیں جو کہ اس (حیاۃ الانبیاء) پر دلالت کرتی ہیں ۔

(الحاوی للفتاوی ۲ : ۱۴۷ رسالۃ انبا ۔ الاذکیاء)

علامہ سیوطی مزید فرماتے ہیں :

باب حیاتہ صلی اللہ علیہ و	اس باب میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وسلم فی قبرہ و صلاتہ فیہ و توکیل ملک بقبرہ یبلغہ السلام علیہ و ردہ علی من سلم علیہ ۔

اپنی قبر میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ایک فرشتہ آپ کی قبر پر موکل ہے جو کہ لوگوں کا سلام آپ کو پہنچاتا ہے ۔ اور ہر سلام کرنے والے کو آپ جواب دیتے ہیں ۔

حضرت امام شامی ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں :

ان الانبیآء احیاء فی قبورھم ۔

انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں ۔

(رسائل ابن عابدین ۲ : ۲۰۲
رسالہ الرحیق المختوم شرح قلائد المنظوم ۔

حضرت علامہ امام سمھودی فرماتے ہیں :

لا شک فی حیاتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد وفاتہ و کذا سائر الانبیآء علیہم الصلاۃ والسلام احیاء فی قبورھم ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ بعد الوفات میں کسی قسم کا شک نہیں اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی قبور میں زندہ ہیں ۔

(وفاء الوفا ۴ : ۱۳۵۲)

حضرت علامہ امام داؤد بن سلیمان بغدادی فرماتے ہیں :

و الحاصل ان حیاۃ الانبیاء ثابتۃ بالاجماع ۔

حاصل کلام یہ کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیاۃ پر اجماع

Marfat.com

(المنحة الوهبية ص۶) امت ہے۔

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں:

وهو حي في قبره يصلي فيه باذان و اقامة و كذالك الانبياء۔	اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں

(کشف الغمہ عن جمیع الامۃ ۱: ۶۷)

حضرت امام زرقانی فرماتے ہیں:

لحياته في قبره يصلي فيه باذان و اقامة۔	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔
(زرقانی علی المواهب ۷: ۱۶۹)	
ان حياة الانبياء ثابتة معلومة مستمر ثابتة في الاستمرار ..... ان تكون حياته اكمل و اتم من حيات سائر الانبياء۔	بے شک حضرت انبیاکرام علیہم السلام کی حیاۃ معلومہ اور ثابت شدہ ہے اور ہمیشگی کے ساتھ ثابت ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تمام انبیاء کرام سے اکمل واتم ہونی چاہیے۔
(زرقانی ۸: ۳۰۹)	

حضرت شیخ احمد بن دحلان مکی فرماتے ہیں:

و حياة الانبياء عليهم الصلوٰة و السلام في قبورهم ثابتة عند اهل سنة بادلة كثيرة ...... وحديث	اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونا یہ اہل سنت کے نزدیک بہت سے دلائل سے ثابت ہے اور وہ حدیث کہ انبیاء کرام علیہم السلام

Marfat.com

ان الانبیاء یحجون ویلبون	حج کرتے اور تلبیہ پڑھتے ہیں تو یہ تمام
وکل ھذہ الاحادیث الصحیحۃ	احادیث صحیح ہیں ان میں کسی قسم کا کوئی
لا مطعن فیھا فلا حاجۃ	طعن نہیں ہے تو ان کے ذکر کو طول
الی الاطالۃ بذکرھا۔	دینے کی حاجت نہیں ہے۔

(الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ ص۱۳، ۱۴)

مولانا حمد اللہ صاحب داجوی فاضل سہارنپوری فرماتے ہیں:

فانظر الی ھذا الزائغ کیف	اس گمراہ کو دیکھ کہ نبی اکرم صلی اللہ
انکر عن الحیوۃ للنبی صلی	علیہ وسلم کی حیاۃ کا کس طرح انکار کر
اللہ علیہ وسلم ...... فان	رہا ہے ..... پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم	وسلم زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے
حی یرزق۔	ہیں۔

(البصائر لمنکری التوسل باھل المقابر ص۹۹)

یہی صاحب فرماتے ہیں:

وان کان المراد من ایرادہ	اور اگر اس کی مراد اس ایراد سے
نفی الحیوۃ البرزخیہ کما	حیات برزخیہ کا انکار ہے جیسا کہ اس
ھو مزعوم الفئتۃ المنکرۃ	منکر فرقہ (نجدیہ) کا زعم ہے تو یہ
فذلک باطل لان الاحادیث	باطل ہے کیونکہ صحیح احادیث اس پر
الصحیحۃ دالۃ علی حیاۃ	دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
الانبیاء علیھم الصلوٰۃ	والسلام زندہ ہیں۔

Marfat.com

والسلام (البصائر صـ۱۶۲)

اور مزید فرماتے ہیں:

والحاصل ان مسئلة الحيوة البرزخية للانبياء عليهم الصلوة والسلام مما تلقتها الامة بالقبول سلفا وخلفا اولا واٰخر والفتنة المنكرة تنكرها.	اور حاصل کلام یہ کہ برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاۃ کا مسئلہ تو اسکو سلف وخلف اول و آخر ساری امت سے تلقی بالقبول کا درجہ مل چکا ہے۔ اور فرقہ ضالہ (نجدیہ) اس کا منکر ہے۔

(البصائر صـ۱۶۳)

شیخ مصطفیٰ ابو یوسف الحمامی المصری الازہری تحریر فرماتے ہیں:

و يزيد بصيرة فى حياة الانبيا فى قبورهم قوله صلى الله عليه وسلم الانبياء احياء فى قبورهم يصلون! رواه ابويعلى والبيهقى وهذا حديث لم يقتصر على حياته صلى الله عليه وسلم بل تعدى الى جميع الانبياء محكم عليهم بانهم احياء فى قبورهم يفعلون فعل الاحياء فى الدنيا وهو	اور تیری بصیرت زیادہ ہو انبیاء کرام کی زندگی ان کی قبروں میں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اس کو ابویعلی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث میں صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی نہیں بلکہ یہ حدیث تمام انبیاء کرام کی حیاۃ فی قبورهم کے اثبات پر حکم کرتی ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور تمام افعال بجالاتے ہیں۔

Marfat.com

الصلوٰۃ ذات الرکوع والسجود والقیام والقعود وذکر اللہ تعالیٰ وھی اعمال لوشاک فی حیاۃ فاعلھا لکان شاکا فی حیاۃ نفسہ
(غوث العباد ببیان الرشاد ص۱۷۶)

ہیں جو کہ دنیا کی زندگی میں بجالاتے تھے اور وہ افعال ہیں نماز رکوع و سجود اور قیام وقعود اور قرأت کے ساتھ اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اگر کوئی شک کرنے والا ان کی حیات میں شک کرے تو وہ اپنی حیات میں ہی شک کرنے والا ہے۔

حضرت امام عبد الغنی المقدسی الحنبلی صاحب "العمدہ" فرماتے ہیں:

فان ثبت ھذا فاعلم أن الانبیآء احیاء فی قبورھم
(بحوالہ سبل الھدی والرشاد ۱۲/۳۶۰)

جب یہ ثابت ہوگیا تو یقین رکھ کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی فرماتے ہیں:

فقد تبین لک رحمک اللہ من الاحادیث السابقۃ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیآء صلی اللہ علیہ وسلم وقد قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ فی الشھداء (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیآء عند ربھم یرزقون)

اللہ تجھ پر رحم فرمائے جب تیرے لیے سابقہ احادیث سے ظاہر ہوچکا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر حضرات انبیاء کرام زندہ ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہداء کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ گمان بھی نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں اور انبیاء کرام ان سے زیادہ حق دار ہیں اور اعظم و اجل

Marfat.com

والانبیاء اولی بذلک فهم اجل و اعظم وقل نبی الا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة فیدخلون فی عموم اللفظ الآیة فثبت کونه صلی الله علیه وسلم حي فی قبره بنص القرآن اما من عموم اللفظ و اما من مفهوم الموافقة۔

ہیں اور نبی کے ساتھ وصف شہادت بھی ملا ہوتا ہے تو وہ اس لفظ کے عمومیت میں داخل ہیں تو ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنص قرآن اپنی قبر میں زندہ ہیں یا تو عموم لفظ کی وجہ یا پھر مفہوم موافق کی وجہ سے۔

(سبل الھدی والرشاد ۱۲: ۳۶۲)

حضرت امام علامہ زاہد الکوثری مصری حنفی فرماتے ہیں:

والانبیاء احیاء فی قبورهم
(محقق التقول فی مسئلة التوسل)

حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

المقالات الکوثری ص ۳۸۷

حضرت امام المحققین سیف المسلول شاہ فضل رسول بدایونی ارشاد فرماتے ہیں:

واعلم ان حرمة النبی صلی الله علیه وسلم بعد موته وتوقیره وتعظیمه بعد وفاته لازم علی کل مسلم کما کان حال حیاته لانه الآن حی یرزق فی علو درجاته

جان تو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت انتقال کے بعد اور ان کی توقیر و تعظیم وفات کے بعد ہر مسلمان پہ لازم وضروری ہے۔ جیسا کہ ظاہری حیات میں تھا کیونکہ وہ اب بھی زندہ ہیں اور اپنے درجات کی بلندیوں اور

Marfat.com

ورفعة حالاته۔

(المنتقد المعتقد مع تعلیقات المستند المعتمد ص ۱۴۹)

حالات کی رفعتوں میں رزق دیئے جاتے ہیں۔

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی م ۶۷۱ھ فرماتے ہیں:

ان الموت ليس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الى حال و يدل على ذلك ان الشهداء بعد قتلهم وموتهم احياء عند ربهم يرزقون فارحين مستبشرين وهذه صفة الاحياء فى الدنيا واذا كان هذا فى الشهداء كان الانبياء بذلك احق و اولى مع انه قد صح عن النبى صلى الله عليه وسلم ان الارض لا تاكل اجساد الانبياء ...... وقد اخبرنا النبى صلى الله عليه وسلم بما يقتضى ان الله تبارك وتعالى يرد عليه روحه حتى يرد السلام على كل من يسلم

موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ یہ تو ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا ہے۔ اور اس پر یہ امر دلالت کرتا ہے کہ شہداء قتل ہونے اور فوت ہونے کے بعد اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں خوش ہیں خوشخبریاں دیتے ہیں اور یہ صفت دنیا میں زندوں کی ہے اور جب یہ بات شہداء کے لیے ثابت ہے تو پھر انبیاء کرام تو ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور وہ اولیٰ ہیں کہ وہ زندہ ہوں اس کے ساتھ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی ہے جو کہ اس کی مقتضی ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم نے آپ کی روح کو

Marfat.com

علیہ الی غیر ذلک مما و	آپ کی طرف لوٹا دیا ہے حتی کہ آپ ہر
یحصل من جملۃ القطع بان	سلام کرنے والے کے سلام کا جواب
موت الانبیاء انما ھو راجع	ارشاد فرماتے ہیں تو اس سے یہ قطعی طور
الی ان غیبوا عنا بحیث	پر حاصل ہوا کہ انبیاء کرام کی موت صرف
لاندرکھم وان کانوا	یہ ہے کہ وہ ہم سے غائب ہیں ہم ادراک
موجودین احیاء و ذلک	نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ موجود ہیں اور
کالحال فی الملائکۃ فانھم	زندہ ہیں اور وہ اس میں فرشتوں کے
موجودین احیاء ولایراھم	مثل ہیں کہ وہ بھی زندہ ہیں اور موجود
احد۔	ہیں لیکن کوئی بھی ان کو دیکھتا نہیں ہے۔

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الاخرۃ ص۱۶۹ للقرطبی)

سید عمر بن سعید الفوتی الکردی الطوری نقل فرماتے ہیں:

و ذلک لانہ صلی اللہ علیہ	اور یہ اس لیے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ
وسلم وسائر الانبیاء احیاء	علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام زندہ ہیں
ردت الیھم ارواحھم بعد	اور ان کی ارواح ان کی طرف لوٹا
ما قبضوا۔	دی گئی ہیں قبض کرنے کے بعد۔

(رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم ۱: ۲۲۸)

یہی حضرت عمر بن سعید صاحب نقل فرماتے ہیں:

فحصل من مجموع ھذہ	ان تمام نقول اور احادیث سے حاصل
النقول والاحادیث ان	ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک

Marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیی بجسدہ۔ (۱: ۲۳۰)

جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔

امام ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی فرماتے ہیں:

قال: المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حیی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ ویحزن بمعاصی العصاۃ منھم وأنہ تبلغہ صلاۃ من یصلی علیہ من امتہ وقال ان الانبیاء لا یبلون ولا تاکل الارض منھم شیئاً۔

(فتاوی عبدالقاہر بحوالہ الحاوی للفتاوی ۲/۱۴۹، ۲/۲۶۳)

ہمارے اصحاب (شوافع) میں سے محققین متکلمین نے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں اور امت کے نیک لوگوں کے صالح اعمال پر خوش ہوتے اور گنہگاروں کے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں اور جو کوئی بھی صلاۃ پڑھے وہ آپ کو پہنچائی جاتی ہے اور کہا کہ بے شک انبیاء کے اجسام نہ تو بوسیدہ ہوتے ہیں اور نہ ہی زمین ان کو کھاتی ہے۔

واذا صح لنا ھذا الاصل قلنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم قد صار حیاء بعد وفاتہ وھو علی نبوتہ۔

(سبل الھدی والرشاد للشامی ج ۱۲: ۳۵۵)

جب ہمارے نزدیک یہ اصل صحیح ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی نبوت پر قائم ہے۔

Marfat.com

شیخ سیدی عفیف الدین الیافعی فرماتے ہیں:

الاولیاء ترد علیهم احوال یشاهدون فیها ملکوت السموٰت والارض وینظرون الانبیآء احیاء غیر اموات کما نظر النبی صلی الله علیه وسلم الی موسی علیه السلام فی قبره وقد تقرر ان ما جاز للانبیآء من معجزة جاز للاولیآء کرامة۔ (الروض الریاحین ص۲۲۲ مطبوعه مصر و سبل الهدی والرشاد للشامی ۱۲/ ۳۵۶ واللفظ له)

اولیاء کرام پر ان کے احوال پیش کئے جاتے ہیں اور وہ ملکوت آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور حضرات انبیآء کو زندہ دیکھتے ہیں وہ مردہ نہیں ہیں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں دیکھا اور یہ طے شدہ بات ہے کہ جو انبیآء کے لیے بطور معجزہ جائز ہے وہ اولیاء کے لیے بطور کرامت جائز ہے۔

حضرت علامہ جمال الدین محمود بن جملۃ فرماتے ہیں:

نبینا صلی الله علیه وسلم احیاء الله تعالیٰ بعد موته حیاة تامه واستمرت تلك الحیاة الی الآن وهی مستمرة الی یوم القیامة ولیس هذا خاصًا به صلی الله علیه وسلم بل یشارکه الانبیآء صلوات الله وسلامه علیهم

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے زندہ فرما دیا ہے اور آپ کی یہ حیات مکمل اور ہمیشہ اب تک قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گی اور یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اس میں آپ کے ساتھ

اجمعین شریک ہیں۔

(سبل الھدی والرشاد ۱۲: ۳۶۰)

امام البارزی نے فرمایا:

وسئل البارزی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل ھو حی بعد وفاتہ؟ فاجاب انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی۔

امام بارزی سے سوال ہوا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔

(الحاوی للفتاوی ۲: ۱۴۹)

حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ثم مدنی نقشبندی نقل فرماتے ہیں:

وقد اتفق العلماء علی انہ علیہ السلام حی فی قبرہ الشریف یعلم بزائرہ۔

اور تحقیق علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں اور زائر کو جانتے ہیں۔

(تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین ص۳۴)

حضرت علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی تحریر فرماتے ہیں:

ولما ھو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر

اور محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور آپ عبادات سے لذت اٹھاتے

Marfat.com

انہ محجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات! (نور الایضاح ص۱۸۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

ہیں۔ ہاں یہ بات ہے کہ وہ ان آنکھوں سے پردے میں ہیں جو ان مقدس مقامات تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔

حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب فرماتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔ کھاتے پیتے ہیں۔ جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ تحقیق وعدہ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور زندہ ہیں۔" (بہار شریعت ۱:۱۷)

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں:

"یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں۔ جواب دیتے ہیں۔"

(تفسیر نور العرفان حاشیہ کنز الایمان سورۂ احزاب)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو فرماتے ہیں:

"اور یاد رہے کہ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کو مردہ جانے اس پر ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے۔" (عین الفقر ص۸۲ ناشر اللہ والے لاہور)

آپؒ مزید فرماتے ہیں:

"جو شخص حیاتِ نبوی کو حیات نہیں مانتا بلکہ ممات کہتا ہے وہ شخص دین میں سست اور جھوٹا ہے کیونکہ جو حیات نبی کا قائل نہیں وہ بے دین اور بے یقین ہے۔ جو بے یقین ہے وہ منافق ہے اور شیطان لعین کا تابع ہے۔"

(مفتاح العارفین ص۲۹ از قبلہ سلطان باہو)

Marfat.com

ولی کامل قطب وقت حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماتے ہیں:

دیئے جواب سلام ہمیشہ دائم زندہ ہویا | اے منکر کیوں سمجھیں ناہیں ہے دل تیرا مویا

امت نوں اعلام پچائے ایس حدیث نبی دی | ہوئی ثبوت حیاتی دائم لئیندے خبر سبھی دی

جدوں سلام ہمیشہ بھلدا واجب جانن زندہ | صحت کامل لازم ہوئی زندہ ہے پائندہ

(ہدایت المسلمین لمیاں محمد بخش صـ۶۵)

ایک اور مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں:

اوہ محبوب قبول میرے در جو چاہے میں دیندا

امت کارن وچہ قبر دے استغفار کریندا

اوہ زندہ پائندہ بیٹھا اپنی وچ قبر دے

بخشش بہت اوہناں جھیڑے جا زیارت کردے

(ہدایت المسلمین صـ۳۴)

حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زندہ در قبر است بہر امت او مستغفر است۔ | آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور امت کے لیے استغفار فرماتے ہیں

(رجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ صـ۵۴)

حضرت شیخ عبدالقادر مکی حنبلی م ۹۸۲ھ فرماتے ہیں:

انه صلی اللہ علیه وسلم حيي كسائر الانبياء فى قبره يراه ويجب لمن الاحترام ماله قبل الموت ومنه عدم رفع الصوت۔ | آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کی طرح اپنی قبر میں زندہ ہیں اور دیکھ رہے ہیں اور آپ کا اسیطرح احترام واجب ہے جوکہ آپ کی ظاہری حیات میں تھا۔ اور اسی ادب میں سے ہے

Marfat.com

بحضرتہ...... فانہ صلی اللہ علیہ یسمعہ و ان السرو یراہ و ان بعد (حسن التوسل فی آداب زیارۃ افضل الرسل صنٗ۱۰۲)

کہ آپ کی بارگاہ میں آواز پست رکھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات سن رہے ہیں اگرچہ وہ آہستہ ہی کیوں نہ بولے اور اس کو دیکھ رہے ہیں اگرچہ وہ دور ہی کیوں نہ ہو۔

اس عبارت میں "فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمعہ و ان السر و یراہ و ان بعد" کے الفاظ قابلِ توجہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اگرچہ کوئی شخص کتنا ہی آہستہ کیوں نہ بولے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں، امتیوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں چاہے وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہوں یعنی نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دور و نزدیک کا کوئی فرق نہیں۔ فافھم

حضرت امام تقی الدین السبکی تحریر فرماتے ہیں:

فھذہ نبذۃ من الاحادیث الصحیحۃ الدالۃ علی حیاۃ الانبیاء۔ والکتاب العزیز یدل علی ذلک ایضاً.... قال تعالیٰ ولا تحسبن الذین ..... الآیۃ واذا ثبت ذلک فی الشھید ثبت فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (شفاء السقام صہ۱۸۷)

پس یہ صحیح احادیث کا مجموعہ حیاۃ الانبیاء پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو جب یہ شہید کے لیے ثابت ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کئی وجوہ سے یہ ثابت ہے۔

Marfat.com

امام اہل سنت مجددِ دین وملت سیدنا و امامنا شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

فانهم صلوات الله تعالیٰ
وسلامه علیهم طیبون
طاهرون احیاء واموانا
بل لاموت لهم الا آنیا
تصدیقا للوعد ثم هم احیاء
ابدا بحیاة حقیقیة دنیاویة
روحانیة جسمانیة کماهو
معتقد اهل السنة والجماعة
ولذا لایورثون ویمتنع
تزوج نسائهم صلوات
الله وتعالیٰ وسلامه
علیهم بخلاف الشهداء
الذین نص الکتاب العزیز
انهم احیاء ونهی ان یقال
لهم اموات۔

(العطایه النبویة فی الفتاوی
الرضویه ۳: ۴۰۳، ۴۰۶ (طبع جدید)

حضرات انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ
وسلامہ علیہم۔ حیات و ممات ہر حالت میں
طاہر وطیب ہیں بلکہ ان کے لیے موت
محض تصدیق اور وعدہ الٰہیہ کے بموجب
ایک آن کے لیے آتی ہے پھر وہ ہمیشہ
کے لیے حیات حقیقی دنیاوی روحانی
وجسمانی کے ساتھ زندہ ہو جاتے ہیں۔
جیساکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔
اسی لیے ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔
اور ان کی عورتوں سے کسی کا نکاح
کرنا منع ہے بخلاف شہداء کے جن کے
بارے میں قرآن مجید نے صراحت فرمائی
ہے کہ وہ زندہ ہیں اور انہیں مردہ
کہنے سے منع فرمایا ہے (مگر ان کی
میراث تقسیم ہوگی اور ان کی عورتوں
سے نکاح ثانی کرنا جائز ہے)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام حیاتِ حقیقی دنیاوی روحانی وجسمانی سے زندہ ہیں اپنے مزارات طیبہ میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ زمین و آسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ ۶:۱۵۶ (طبع قدیم)

حضرت امام نجم الدین الغیطی (استاذ شاہ ولی اللہ) فرماتے ہیں:

بانهم كالشهداء بل افضل منهم احياء فى قبورهم يصلون ويحجون كما ورد فى الحديث الآخر۔ (المعراج الكبير صـ ٦٧)	بے شک وہ (انبیاء کرام) شہداء کی طرح ہیں بلکہ ان سے بہت افضل ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہے۔

ابنِ تیمیہ نے لکھا:

والانبياء احياء فى قبورهم وقد يصلون۔	اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(مختصر الفتاوى المصريه لابن تيميه صـ ١٢)

شیخ حسن العدوی المصری مالکی م ۱۳۰۳ھ فرماتے ہیں:

ولا شك ان حياة الانبياء عليهم الصلوة والسلام ثابتة معلومة مشتهرة ونبينا افضلهم وقال: واذا كان كذلك فينبغى ان تكون حياته صلى الله عليه وسلم اكمل واتم۔	اور بلاشک حیات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت و معلوم اور مشہور ہے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان سب انبیاء سے افضل ہیں جب ایسا ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بھی اکمل اور اتم ہے۔

(مشارق الانوار بحواله شواهد الحق صـ ۱۸)

Marfat.com

حضرت علامہ امام محمد شوبری المصری الشافعی فرماتے ہیں:

اما الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فلانہم احیاء فی قبورھم یصلون و یحجون کما وردت بہ الاخبار وتکون الاغاثہ منہم معجزۃ لہم۔

اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا احادیث میں وارد ہے اور ان کا مدد فرمانا، ان کا معجزہ ہے۔

(شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق ص ۱۱۸)

حضرت علامہ شہاب الدین الخفاجی فرماتے ہیں:

قد حرم اللہ جسدہ علی الارض وحیاۃ فی قبرہ کسائر الانبیاء علیہم السلام۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسد اقدس کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارکہ میں دیگر انبیاء کرام کی طرح حیات حاصل ہے۔

(نسیم الریاض ۱ : ۳۱۶)

مزید فرماتے ہیں:

و فیہ دلیل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم حیی حیاۃ مستمرۃ وقد ثبت بالاحادیث الصحیحہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر الانبیاء احیاء حیاۃ حقیقیۃ۔

اور اس میں دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپ کی حیات ہمیشگی والی ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

(نسیم الریاض ۳/۹۹م)

Marfat.com

آپ مزید فرماتے ہیں :

لانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یسمع دعاء زائرہ و من جاء عظیما لرجاء شفاعتہ لہ لاشک فی انہ یتوجہ الیہ بقلبہ و قالبہ۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منور میں زندہ ہیں اور زائر کی دعا سنتے ہیں اور جو آپ کی شفاعت کی امید سے کر آیا تو بلاشبہ آپ اس کی طرف دل وجسم وجان کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں۔

(نسیم الریاض ۳ : ۳۹۸)

علامہ صاوی المالکی فرماتے ہیں :

مثل الشہداء الانبیاء بل حیاۃ الانبیاء اجل واعلیٰ۔

شہداء کی مثل انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں بلکہ انبیاء کی حیات زیادہ عزت و جلال والی اور بلند تر ہے۔

(تفسیر الصاوی علی الجلالین ۱ : ۱۶۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

ان الانبیاء لا یموتون وانہم یصلون و یحجون فی قبورھم۔

انبیاء کرام فوت نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنی قبور میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔

(فیوض الحرمین ص۸۰ مترجم ص۳۱)

حضرت شیخ شہاب الدین رملی فرماتے ہیں :

اما الانبیاء فانہم احیاء فی قبورھم یصلون و یحجون کما وردت بہ الاخبار۔

اور بہر حال انبیاء کرام تو وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔

(شواھد الحق ص۱۴۱)

حضرت علامہ احمد علی سہارنپوری فرماتے ہیں :

Marfat.com

والاحسن ان یقال ان حیاته صلی الله علیه وسلم لا یتعقبها بل یستمر حیاه والانبیاء احیاء فی قبورهم.
(حاشیہ بخاری ۱: ۵۱۷)

اور بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو موت نہیں پا سکتی بلکہ آپ ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں اور دیگر انبیاء کرام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت علامہ اقبال شاعرِ مشرق فرماتے ہیں:

"میرا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی ان کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرام ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں پر ناگوار ہو گا۔ اس واسطے خاموش رہتا ہوں۔"

(فتراکِ رسول ص۷)

حضرت امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری م ۴۶۵ھ فرماتے ہیں:

لان عندنا رسول الله صلی الله علیه وسلم حیی یحس ویعلم وتعرض علیه اعمال الامة ویبلغ الصلوٰة والسلام علیه علی ما بینا۔
(شکایة اهل السنة فی رسائل القشیریه ص۲۷)

ہمارے (اہلِ سنت) کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ آپ کو حس اور علم حاصل ہے اور آپ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے کہ آپ کو امت کا درود وسلام پہنچایا جاتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

فاذا ثبت ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی فالحی لابد ان یکون عالما او جاھلا ولا یجوز ان یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاھلا۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو زندہ یا تو عالم ہو گا یا جاہل اور یہ جائز نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جاہل ہوں۔

(ایضاً)

اس عبارت میں حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ظاہر ہوا اور الحمد للہ یہی عقیدہ تمام اہل سنت کا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور امت کے حالات و واقعات سے واقف اور عالم ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل کہے (جیسا کہ آجکل کے نجدی وغیرہ کہتے ہیں) وہ خود جاہل و گمراہ اور بدعتی ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

وعندھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ۔

اور اشاعرہ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اقدس میں زندہ ہیں

(ایضاً)

حضرت ملا علی القاری فرماتے ہیں:

ای لانہ حی یرزق فی علو درجاتہ و رفعۃ حالتہ۔

یعنی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ بلند درجوں میں اور عظیم بلند حالت میں

(شرح شفا ۲: ۳۹۶ حاشیہ نسیم الریاض (طبع بیروت ۲: ۷۰)

Marfat.com

علامہ ابن القیم تحریر فرماتے ہیں :

قال ابوعبداللہ و قال شیخنا احمد بن عمرو : الذی یزیح ھذا الاشکال ان شاء اللہ تعالیٰ : ان الموت لیس بعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال و یدل علی ذلک ان الشھداء بعد قتلھم و موتھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین مستبشرین وھذہ صفة الاحیاء فی الدنیا و اذا کان ھذا فی الشھداء کان الانبیاء بذلک احق و اولی مع انہ قد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء ...... وقد اخبر بہ بانہ ما من مسلم یسلم علی الارد اللہ علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام - الی غیر ذلک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما

ابو عبداللہ نے کہا کہ ہمارے شیخ احمد بن عمرو نے کہا جس سے یہ اشکال رفع ہو جاتا ہے موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا نام ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ شہداء قتل ہونے اور انتقال کے بعد اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں اور خوش ہیں اور بشارتیں دیتے ہیں اور دنیا میں زندوں کی یہی صفات ہیں ۔ لہٰذا جب شہدا کا یہ حال ہے تو پھر انبیاء بدرجہ اولیٰ اس کے حق دار ہیں اور تحقیق نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ زمین انبیاء کے اجسام کو نہیں کھاتی اور آپ نے خبر دی کہ جو کوئی بھی آپ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو آپ کی طرف لوٹا دیتا ہے حتی کہ آپ اس کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں - یہ اور اس جیسی دیگر احادیث سے یہ قطعی طور پر علم حاصل ہوا کہ انبیاء کرام کی وفات کا معنی

Marfat.com

هو راجع الی ان غیبوا عنا	صرف یہ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے
بحیث لا ندرکهم وان	غائب ہیں کہ ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے،
کانوا موجودین احیاء، و	اگرچہ وہ زندہ و موجود ہیں ان کا حال
ذلك کالحال فی الملائکة	فرشتوں کا سا ہے کیونکہ وہ زندہ ہیں
فانهم احیاء موجودین	اور موجود ہیں مگر ہم ان کو دیکھ نہیں
ولا نراهم۔	سکتے۔

(کتاب الروح ص۵۷، ۵۸)

ع تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

علامہ ابن القیم وہابیہ کے نزدیک بہت معتبر اور مسلم عالم ہیں۔ دیکھیں وہ کس طرح حیاۃ الانبیاء کے اثبات کے ساتھ ساتھ ان کے حاضر و موجود ہونے کی تصریح بھی فرما رہے ہیں (فافهم وتدبر)

حضرت شیخ تاج الدین فاکھانی مالکی فرماتے ہیں:

یوخذ من هذا الحدیث ان	اس حدیث شریف سے یہ اخذ ہوتا ہے
رسول الله صلی الله علیه	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے
وسلم حي علی الدوام۔	لیے زندہ ہیں۔

(الحاوی للفتاوی ۲: ۱۵۱)

قاضی ابوبکر بن العربی المالکی:

ولا یمتنع رویة ذاته الشریفة	اور آپ کی ذات شریفہ کی زیارت روح
بجسده وروحه وذلك لانه	اور جسد اقدس سمیت ممتنع نہیں ہے کیونکہ
صلی الله علیه وسلم وسائر	آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء

Marfat.com

الانبیآء ۔ احیا ردت علیھم ارواحھم بعد ما قبضوا۔ (الحاوی للفتاوی ۲ : ۲۶۳)

کرام علیھم السلام زندہ ہیں اور ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد واپس ان کی طرف لوٹا دی گئی ہیں ۔

حضرت الشیخ علامہ یوسف الدجوی مصری فرماتے ہیں :

ان الانبیاء وکثیرا من صالحی المسلمین الذین لیسوا بشھداء کاکابر الصحابة افضل من الشھداء بلاشک ، فاذا ثبتت الحیاة للشھداء فثبوتھا لمن ھو افضل منھم اولی علی ان حیاة الانبیاء مصرح بھا فی الاحادیث الصحیحة۔

بے شک انبیاء کرام اور بہت سارے صالحین مسلمان جو کہ شہیدوں میں سے نہیں جیسے کہ اکابر صحابہ کرام ہیں وہ شہداء سے بالیقین افضل ہیں تو جب شہداء کے لیے حیات ثابت ہے تو جو ان سے افضل ہیں ان کے لیے تو بدرجہ اولیٰ حیات ثابت ہونی چاہیئے اور پھر حیات انبیاء میں تو صراحت کے ساتھ صحیح احادیث مروی ہیں ۔

(مقالات العلامة الدجوی فی الرد علی التیمیین بحوالہ التوسل بالنبی وبالصالحین ص۲۷ للعلامة لابی حامد بن مرزوق مصری مطبوعة ترکی ۱۹۸۲ء)

حضرت علامہ ابی حامد بن مرزوق فرماتے ہیں :

واما حیاة الانبیآء فاعلی واکمل واتم من الجمیع

اور حیاة الانبیآء تو وہ سب (شہداء اولیاء و مسلمین) سے اعلیٰ اور اکمل ہے

Marfat.com

لانها للروح والجسم على الدوام على ما كان فی الدنيا على ما تقدم عن جماعة من العلماء۔

کیونکہ ان کی روح وجسد ہمیشہ اسی طرح ہے جیسے کہ دنیا میں تھا جیسا کہ علماء کی ایک جماعت کا موقف پہلے گزر چکا ہے ۔

(التوسل بالنبی وبالصالحین ص۲۱۳)

حضرت علامہ جمیل آفندی الزہاوی فرماتے ہیں :

علی انهم احیاء فی قبورهم

کہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں ۔

(الفجر الصادق فی الرد علی منکری التوسل والکرامات والخوارق ص۶۱ ترکی ۱۹۷۷ء)

حضرت محمد احمد الشوبری الشافعی) ۱۰۶۹ سنہ فرماتے ہیں :

وکرامات الاولیاء لاتنقطع بموتهم اما الانبیاء فلانهم احیاء فی قبورهم یصلون ویحجون کما وردت به الاخبار وتکون الاغاثة منهم معجزة لهم والشهداء احیاء عند ربهم ایضا

اور اولیاء کی کرامات ان کی موت کے ساتھ منقطع نہیں ہوتی اور بہرحال انبیاء کرام تو وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ احادیث اس سلسلہ میں وارد ہیں اور ان کے سامنے استغاثہ پیش کرنا ان کا معجزہ ہے اور شہداء بھی اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ۔

(فتوی فی کرامات اولیاء ص۱ للشیخ الشوبری ملحق الدرر السنیة مطبوعة ترکی ۱۹۸۱ء نقل عنه الشیخ النبهانی فی الشواهد ص۱۱۸)

Marfat.com

شیخ احمد بن شہاب الدین احمد بن محمد اسجاعی الشافعی م ۱۱۹۷ فرماتے ہیں :

وہم علیہم الصلاۃ والسلام احیاء فی قبورہم بلا خلاف	اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہی اور اس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔

(رسالۃ فی اثبات کرامات الاولیاء للشیخ السجاعی مطبوعہ ترکی ۱۹۸۱ ملحق الدرر السنیۃ)

سید محسن الامین مصری لکھتے ہیں :

بانا متفقون علی ان صلی اللہ علیہ وسلم حیی فی قبرہ یعلم زائرہ۔	ہم اس پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں اور زائرین کو جانتے ہیں۔

(کشف الارتیاب فی اتباع محمد بن عبدالوہاب ص۲۶۱)

سید محسن الامین مزید فرماتے ہیں :

ودلت الآیات والاخبار علی حیاتہم بعد الموت.	آیات و احادیث انبیاء کی حیاۃ بعد الوفات پر دلالت کرتی ہیں۔

(ص ۲۳۸)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم فرماتے ہیں :

الانبیاء والاولیاء یصلون فی قبورہم کما یصلون فی بیوتہم۔	انبیاء و اولیاء اپنی قبروں میں اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ اپنے گھروں میں

(سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار ص۱۰۰)

Marfat.com

الشیخ عبدالکریم محمد المدرس البغدادی فرماتے ہیں :

فقد ثبت ان الانبیآء احیاء فی قبورھم و ان الارض لاتاکل اجسادھم۔	تحقیق یہ ثابت ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور زمین ان کے اجسام طاہرہ کو نہیں کھا سکتی۔

(نور الاسلام لمن اراد الفوز بالمرام ص۲۲۶ مطبوعہ ترکی)

مولانا ابو میمونہ الکرالوی فرماتے ہیں :

و بحیاۃ الانبیاء اجزم فی القبر۔ لھم تصرف الی یوم الحشر فی خبر المعراج والاسراء لقاء النبی موسی بالانبیآء	اور حیاۃ الانبیاء فی القبر یہ ضرور ثابت ہے اور ان کو قیامت تک تصرف حاصل ہے اور معراج و اسراء کی حدیث میں حضرت موسیٰ اور انبیاء کرام کی ملاقات کا ذکر اسی پر دلالت کرتا ہے۔

(التحذیر الابداع عن تحبیر الابتداع ص۱۷ ملحق سبیل النجاۃ ترکی ۱۹۸۹ء)

مولانا سعید الرحمٰن الیرابی فرماتے ہیں :

یجوز التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک یجوز لغیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم والا فلیس النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمیت فی الحقیقۃ بل ھو حی یرزق۔	جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جائز ہے اسی طرح آپ کی قبر منورہ سے بھی جائز ہے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں مردہ نہیں ہیں بلکہ زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔

(الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین ص۱۶ طبع استنبول ۱۹۸۷ء)

Marfat.com

حضرت علامہ فضل اللہ شہاب الدین ابو عبد اللہ تورپشتی م ۶۶۱ھ فرماتے ہیں:

وازاں جملہ آنست کہ بداند کہ زمین
کالبد وے را نخورد و بوسیدہ نہ شد
وچوں زمین ازوے شگافتہ شود۔
کالبد وے بحال خود باشد وحشر وے
و دیگر انبیاء چنیں باشد حدیث درست
است کہ (ان اللہ حرم علی
الارض ان تأکل اجساد الانبیاءٔ
احیاء فی قبورھم یصلون)
اول ہمہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم برخیزد
از قبر مبارک آنچہ یاد کردہ شد دانستن
اں مہم تا تعظیم وتوقیر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کہ حق تعالیٰ بر ما فرض کردہ است۔
(المعتمد فی المعتقد ص ۱۱۸ طبع استنبول
۱۹۹۱ء)

اوران دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ
یہ بھی جاننا چاہیئے کہ آپ کے جسم مبارک
کو زمین نہیں کھاسکتی اور نہ ہی وہ
بوسیدہ ہوگا۔ اور جب زمین شق ہوگی
تو آپ کا جسدِ اقدس اپنی اصلی حالت
میں محفوظ ہوگا اور اسی وجود مبارک
کے ساتھ آپ اور دیگر انبیاء کرام کا حشر
ہوگا اور یہ حدیث بالکل صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے زمین پر انبیاء کرامؑ کے اجسام حرام
کردیئے ہیں انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں
اور نمازیں پڑھتے ہیں اور تمام کائنات سے
پہلے قبر سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم
اٹھیں گے۔ اس کو یاد کرلو اور جان لو کہ
یہ بہت اہم چیز ہے اور کیونکہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اللہ جل مجدہٗ نے
ہم پر فرض فرمادی ہے۔

حضرت علامہ آلوسی بغدادی ارشاد فرماتے ہیں:

والاخبار المذکورۃ بعد فیما
سبق المراد منها کلها اثبات
الحیاۃ فی القبر لضرب من

اور یہ تمام احادیث مذکورہ اور جو کچھ گزرا
اس تمام سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاۃ
فی القبر کا اثبات ہوتا ہے اور اس

Marfat.com

التأویل والمراد بتلك الحیاة نوع من الحیاة غیر معقول لنا وهی فوق حیاة الشهداء بکثیر وحیاة نبینا صلی الله علیه وسلم اکمل واتم من حیاة سائرهم علیهم السلام

(روح المعانی پارہ ۲۲، ۱۲ : ۳۸)

سے حیات کی ایک ایسی قسم مراد جو کہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اور یہ شہدا کی حیات سے بلند و بالا ہے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی اکمل و اتم ہے۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

وقال الداؤدی ای لا یموت فی قبرہ موتة اخر کما قیل فی الکافر والمنافق به ان ترد الیه روحه ثم قبض. (عمدة القاری شرح البخاری ۱۸ : ۷۲ کتاب المغازی)

اور امام داؤدی نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر میں دوسری موت نہیں ہے جیسا کہ کافر اور منافق کے حق میں کہا گیا ہے کہ ان کو روح لوٹا کر پھر قبض کر لی جاتی ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

واراد الموتتین الموت فی الدنیا والموت فی القبر وهی الموتتان المعروفتان المشهورتان فلذلك ذکرهما بالتعریف وهما الموتتان الواقعتان لکل احد غیر الانبیاء علیهم الصلاة والسلام فانهم

اور دو موتوں سے مراد ہے کہ ایک اس دنیا میں موت اور دوسری قبر میں۔ اور یہ دونوں موتیں معروف و مشہور ہیں۔ اور یہ دونوں موتیں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے سب کے لیے ثابت ہیں اور انبیاء کرام کے لیے وہ موت نہیں

Marfat.com

لا یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء۔ | ہے۔ بلکہ وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری
۱۶ : ۱۸۵ باب فضائل صدیق اکبر)

حضرت امام محمد بن الحسن بن فورک فرماتے ہیں :

ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حیی فی قبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابد الآباد علی الحقیقۃ لا المجاز وانہ کان نبیًا و آدم بین الماء و الطین۔

بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اللہ کے رسول ہیں۔ ابد الآباد تک حقیقی طور پر نہ کہ مجازی طور پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے (دوران تخلیق تھے)

(طبقات الشافعیۃ الکبری ۳ : ۵۴
طبع بیروت)

حضرت علامہ امام تاج الدین السبکی الشافعی فرماتے ہیں :

ومن عقائدنا ان الانبیاء علیھم السلام احیاء فی قبورھم فاین الموت (و عندھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیی فی قبرہ

یہ ہم اہلِ سنّت کے عقائد میں سے ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں تو پھر ان کے لیے موت کہاں ہے ؟

(طبقات الشافعیہ ۲ : ۲۶۶)

Marfat.com

علامہ تاج السبکی مزید فرماتے ہیں :

لان عندنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حي یحس و یعلم و تعرض علیہ اعمال الامة و یبلغ الصلوٰة و السلام ما بیّنا ۔
(طبقات الشافعیہ ۲/۲۸۲)

کیونکہ ہمارے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، حس رکھتے ہیں اور (امت کے حالات) جانتے ہیں اور صلاۃ و سلام آپ کو پہنچایا جاتا ہے اور آپ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

اشاعرہ کا مسلک

وعندهم محمد صلی اللہ علیہ وسلم حي فی قبرہ

اور ان (اشاعرہ) کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں.

حضرت علامہ ابن السبکی مزید فرماتے ہیں :

و دل علی ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حي فی قبرہ
(ایضًا ۲/۲۸۰)

اور یہ دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں ۔

حضرت علامہ امام عبدالروف المناوی المصری فرماتے ہیں :

(الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون، لانهم کالشهداء بل افضل والشهداء احیاء عند ربهم و فائدة التقیید بالعندیه الاشارة ان حیاتهم لیست بظاهرة

انبیاء کرام علیهم الصلوٰة والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ شہداء کی طرح بلکہ ان سے بہت افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور یہاں عند ربهم کی تقیید کا یہ فائدہ ہے کہ

Marfat.com

عندنا وهما كالملئكة وكذا الانبياء ولهذا كانت الانبياء لا تورث۔
(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۲: ۱۸۴ بیروت ۱۹۷۲ء)

اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان شہداء کی زندگی ہمارے پاس ظاہر نہیں ہے اور وہ شہداء ملائکہ کیطرح ہیں جیسا کہ حضرات انبیاء کرام دکیونکہ فرشتے بھی زندہ ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے اسی طرح انبیاء ہیں۔ اسی لیے انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

علامہ مناوی مزید فرماتے ہیں:

والانبیآء احیاء فی قبورھم یصلون (فیض القدیر ۳: ۴۰۰)

اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت علامہ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ان حیاته صلی الله علیه وسلم فی القبر لایعقبها موت بل یستمر حیا و الانبیآء احیاء فی قبورھم
(فتح الباری ۷: ۲۱ باب فضائل صدیق اکبر بیروت ۱۹۸۸ء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ قبر میں ایسی ہے کہ جس پر موت واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ آپ ہمیشہ زندہ ہیں۔ کیونکہ حضرات انبیاء کرام اپنے مزارات مقدسہ میں زندہ ہیں۔

حضرت علامہ امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی فرماتے ہیں:

وفیه ان یقتضی ان الانبیاء علیهم الصلاة والسلام

اور اس میں اس طرف اشارہ ہے جو کہ مقتضی ہے اس طرف کہ انبیاء کرام

Marfat.com

یفزعون لانهم احیاء۔
(السیرۃ الحلبیہ : ۳ : ۳۰۴)

علیہم الصلاۃ والسلام بیدار ہوں گے کیونکہ وہ (اپنی قبروں میں) زندہ ہیں

حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں :

یدل علی ان الانسان یحیا بعد الموت وکذلک قوله علیه الصلوٰۃ والسلام : انبیآء الله لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار۔
(التفسیر الکبیر ۲۱ : ۴۱)

یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ انسان موت کے بعد زندہ ہیں اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: انبیاء اللہ مرتے نہیں لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں :

فان الرسالة لا تنقطع بالموت بل وکذا الولایة وجمیع المکارم الدینیة کیف والانبیاء احیاء فی قبورهم۔
(عمدۃ الرعایة فی حل شرح الوقایة ۲ : ۳۰۷ کتاب الجهاد)

بے شک رسالت موت کیساتھ منقطع نہیں ہوتی اور بلکہ اسی طرح ولایت اور تمام مکارم دینیہ منقطع نہیں ہوتیں تو نبوۃ کیسے منقطع ہو سکتی ہے۔ جبکہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

حضرت الشیخ حاجی عبدالوہاب بخاری م ۔ ۹۳۲ء فرماتے ہیں :

دو نعمت در عالم بالفعل موجود است که فوق جمیع نعمت ہاست ولیکن مردم قدر آں نعمت را نمی شناسد و بداں پے نمی برند و از تحصیل آنھا

دو نعمتیں اس دنیا میں بالفعل موجود ہیں جو کہ تمام نعمتوں سے بلند اور افضل ہیں اور لوگ ان کی قدر و منزلت نہیں جانتے اور ان سے فیض حاصل

Marfat.com

غافلند یکی آنکہ وجود مبارک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصفت حیاۃ در مدینہ موجود است و مردم ایں سعادت را درنمی یابند و دیگر قرآن مجید کہ کلام پروردگار است (اخبار الاخیار للشیخ عبدالحق محدث دھلوی ص۲۱۵)

کرنے سے غافل ہیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک جو کہ حیاۃ تامہ کی صفت کے ساتھ مدینہ منورہ میں موجود ہے اور لوگ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل نہیں کرتے اور دوسری نعمت قرآن کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے۔

حضرت علامہ سیدی محمد بن قاسم جسّوس تحریر فرماتے ہیں:

لانہ حیی فی قبرہ وکذا سائر الانبیاء۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

ان الانبیاء احیاء ان حیاتھم زائدۃ علی حیاۃ الشھداء وانھا قد تعطی بعض احکام الدنیا - قال ابن حجر وقد صح ان الانبیاء یحجون ویلبون فانھالھم لیست تکلیفیۃ بل یتلذذون بھا۔

بے شک انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں بے شک ان کی حیاۃ شھداء سے افضل ہیں اور ان پر بعض دنیاوی احکام مرتب ہوتے ہیں اور امام ابن حجر نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ انبیاء کرام حج کرتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں اور یہ انکے لیے عبادت تکلیفیہ نہیں ہے بلکہ وہ اس سے لذت حاصل کرتے ہیں۔

(الفوائد الجلیلۃ البھیۃ ۲۳/۱) دار الفکر باب فی میراث رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

الانبیاء احیاء فی القبور (سیر الاولیا ص ۸۵ از میر خورد)

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں :

الانبیاء یصلون فی القبور شنیدہ باشند و حضرت پیغمبر ما علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج چوں بر قبر حضرت کلیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام گذشتند و دیدند کہ در قبر نماز می گذارد۔

انبیاء کرام علیہم السلام قبور میں نماز پڑھتے ہیں یہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پہ گذرے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔

(مکتوبات شریف دفتر دوم حصہ ششم مکتوب ۱۷ ص ۳۳)

حضرت امام شمس الدین محمد یوسف الکرمانی شافعی فرماتے ہیں : (م - ۷۸۶ھ)

و یحتمل ان یراد ان حیاتک فی القبر لا یعقبھا موت فلا تزوق مشقۃ الموت مرتین۔ (کوکب الدراری المعروف الکرمانی شرح صحیح بخاری ۱۴ : ۳۱۰ باب بداء الخلق حدیث ۳۴۳۳)

اور یہ احتمال ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات ایسی ہے کہ موت جس کا تعقب نہیں کرے گی۔ (موت نہیں آئے گی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔

حضرت علامہ احمد بن محمد القسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں :(م - ۹۲۳ھ)

ولا شک ان حیاۃ الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ثابتۃ

بلاشک حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات (قبر میں) ثابت معلوم

Marfat.com

معلومة مستمرة ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم افضلھم واذا کان کذلک فینبغی ان تکون حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل واتم من حیاۃ سائرھم

اور ہمیشہ رہنے والی حیاۃ ہے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے افضل ہیں تو جب آپ افضل ہیں تو چاہیئے کہ آپ کی حیاۃ فی القبر بھی سب سے زیادہ اکمل اور مکمل حیاۃ ہو۔

(المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ ۴/۵۸۷، ۴/۵۸۸)

حضرت مولانا ابوالحسن حسن کاکوروی فرماتے ہیں:

"حیاتِ مستمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدلائل قویّہ ثابت ہے۔ کوئی مسلمان اس سے انکار نہ کرے ...... اسی طرح اور حدیثیں بہت ہیں کہ ان سے حیاتِ مستمرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی انبیآء علیہم السلام خصوصاً اور عموماً بعد چشیدنِ موت یکبارہ ثابت ہوتی ہے ...... اور جو موت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ انک میت وانھم میتون: اور جس موت پر اجماع منعقد ہوئی سو وہ موت مراد ہے کہ جو جملہ انبیاء، شہداء اور مسلم و کافر کو ہوتی ہے پھر انبیاء اور شہدآء بعد اس موت کے بہ حیات مستمرہ زندہ کیے جاتے ہیں ...... واضح ہو کہ حیاتِ انبیاء بھی بقدرِ شان اور مرتبہ ہے اور حیاتِ شہداء سے افضل ہے۔

(تفریح الاذکیا فی احوال الانبیآء ۲: ۳۳۱، ۳۳۲)

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں:

تعلق ارواحھم باجسامھم تصیر باجسادھم حیۃ کحیاتھا

ان کی ارواح کا تعلق ان کے اجسام سے اسی طرح ہوتا ہے کہ ان کے اجسام

Marfat.com

فی الدنیا و تقصیرهم القدرة و الافعال الاختیاریة وکذا فی انسان العیون (تفسیر روح البیان ۴ : ۷۸ (مترجم ۱۱ : ۳۷۳)

بھی اسی طرح زندہ ہو جاتے ہیں جس طرح کہ دنیا میں تھے اور ان کو افعال و اختیار کی قدرت عنایت فرمائی جاتی ہے جیسا کہ انسان العیون میں ہے ۔

حضرت علامہ حافظ ابو الفرج زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی (۷۹۵ھ)

ولان حیاة الانبیاء اکمل من حیاة الشهداء بلا ریب فیشملهم حکم الاحیاء ۔ (احوال القبور و احوال اهلها الی النشور ص ۱۲۵)

کیونکہ حیات الانبیاء حیات شہداء سے اکمل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں پس وہ زندوں کے حکم میں شامل ہیں ۔

حضرت امام شیخ الاسلام تقی الدین ابو عمرو عثمان بن صلاح الشہرزوری الشافعی المعروف بہ ابن الصلاح فرماتے ہیں :

والانبیاء احیاء بعد انقلابهم الی الآخرة من الدنیا فلیحذر المرء من ان یطلق لسانه فی نفی ذلك عنه الآن صلی الله علیه وسلم فانه من عظم الخطاء وقد کانت الکرامیة شنعت بخراسان علی الاشعری بمثل هذا

اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا سے آخرت کی طرف تشریف لے جانے کے بعد زندہ ہیں پس آدمی کو اس سے ڈرنا چاہیے کہ اپنی زبان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اب رسالت اور حیات کی نفی کرے کیونکہ یہ بہت بڑی اور عظیم خطا ہے اور کرامیہ فرقہ نے خراسان میں اس شنیع عقیدہ کی نسبت امام ابو الحسن

Marfat.com

فبین ابو محمد الجوینی والقشیری وغیرهما براءته من ذلك۔	الاشعری کی طرف کی تھی تو امام ابو محمد الجوینی اور امام قشیری نے اس برے عقیدے سے امام الاشعری کی برأت ظاہر و ثابت فرمائی۔

(فتاوٰی و مسائل ابن الصلاح ۱: ۱۳۲، ۱۳۳ جامعہا کمال الدین اسحٰق بن احمد بن عثمان المغربی)

شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی المدنی فرماتے ہیں:

فهو صلی اللہ علیہ وسلم حي في قبره الشريف متصرف في الكون باذن اللہ تعالٰی کیف شاء۔	پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذنِ خداوندی کون (کائنات) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔

(المهند علی المفند ص ۱۱)

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور رحمت کا سلسلہ ہرگز منقطع نہیں ہوا۔ آپ کی حیات مبارکہ کو سمجھنے کے لیے قرآن کریم کی اس آیت کو ملاحظہ کریں جس میں شہداء کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ شہید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے طفیل ہی شہادت ملی ہے اس لیے جس کے طفیل زندگی ملے وہ زندگی سے کیسے محروم رہ سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس حقیقت کو بھی سامنے رکھنا چاہیئے کہ شہید کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور اس کی ازواج سے دوسرے شادی کر سکتے ہیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا اور آپ کی ازواج کو دوسرں

Marfat.com

کے لیے حرام کر دیا گیا ہے کہ وہ مومنین کی مائیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ شہداء سے کہیں عالی و بلند ہے۔"

(مظہر العقائد ص ۲۹ مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور)

حضرت امام علامہ ابی بکر بن الحسین بن عمر ابی الفخر المراغی م ۸۱۶ھ فرماتے ہیں:

وبهذا العلم ان الحياة التی نثبتها للنبی صلی الله علیه وسلم زائدة علی حیاة الشهید۔	اور اس سے علم ہوا کہ جو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حیات ثابت کرتے ہیں وہ شہید کی حیات سے زائد یعنی کامل تر ہے۔

(تحقیق النصرة بتلخیص معالم دار الهجرة ص ۱۲۰)

امام الحرمین حضرت امام جوینی نقل فرماتے ہیں:

اما ما خلفه بقی علی ما کان فی حیاته فکان ینفق ابوبکر منه علی اهله وخدمه وکان یری انه باق علی ملکه النبی صلی الله علیه وسلم فان الانبیاء احیاء وهذا یقتضی اثبات الحیاة فی احکام النبی وذلك زائد علی حیاة الشهید۔	اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ کے پاس تھا اس میں سے جو کچھ باقی بچا حضرت صدیق اکبر نے اس کو ان اہل بیت اور خادموں میں خرچ کیا کیونکہ ان کے نزدیک یہ میراث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں باقی تھی کیونکہ انبیاء کرام زندہ ہیں اور یہ بات ان کی حیات کا تقاضا کرتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں اور یہ حیات شہید کی حیات سے زائد و اعلیٰ ہے

(ایضاً ص ۱۳۰)

Marfat.com

حضرت امام العز بن عبد السلام فرماتے ہیں :

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیی و اعمالہ فیہ مضاعفۃ اکثر من کل احد۔

(فتاوے علامہ سبکی ۱/۳۰۹)

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور قبر میں ہر ایک سے ان کے اعمال خیر بھی زیادہ ہیں۔

Marfat.com

نوعِ حیات میں اختلاف

حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام کے حیاۃ فی القبور ہونے میں تو اُمّتِ محمدیہ بالخصوص حضرات علماء اہلِ سنّت میں قطعًا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس میں پوری اُمّت کا اجماع ہے لیکن یہ کہ حیات فی القبور کی نوعیت کیسی ہے' اس بارے میں علمائے اہلِ سنّت و جماعت کے فقہاء و متکلمین اور دیگر حضرات کی اکثریت کے نزدیک تو یہ حیات حقیقی حِسی دنیاوی جیسی بلکہ کئی جہات سے اس سے بھی بلند و اعلیٰ و افضل حیاتِ مبارکہ ہے۔

چنانچہ سرخیلِ اہلِ سنّت علمائے اسلاف کے عقائد کے امین برحق مجدد وقت حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فانهم صلوات الله تعالیٰ
علیهم طیبون طاهرون احیاء
و امواتا بل لاموت لهم الا
انیا تصدیقا للوعد ثم هم
احیاء ابدا بحیاة حقیقة
دنیاویة روحانیة جسمانیة
کما معتقد اهل السنة و
الجماعة ولذا لا یرثون و
یمتنع تزوج نساءهم صلوات
الله تعالیٰ وسلامه علیهم
بخلاف الشهداء الذین نص
الکتاب العزیز انهم احیاء و

حضرات انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ
وسلامہ علیہم حیات وممات ہر حالت
میں طیب وطاہر ہیں بلکہ ان کے لیے
موت کا آنا محض تصدیق وعدہ الٰہیہ
کے لیے ہے پھر وہ ہمیشہ حیاتِ حقیقی
دنیاوی روحانی وجسمانی کے ساتھ زندہ
ہیں جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ
ہے اسی لیے کوئی ان کی وراثت کا
حقدار نہیں ہوتا اور ان کی عورتوں
سے کسی کا نکاح کرنا منع ہے۔
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم
بخلاف شہداء کے کہ جن کے بارے

Marfat.com

نہی ان یقال لھم اموات۔ (فتاوی رضویہ ۱: ۶۵۳، طبع قدیم فیصل آباد، و ۳: ۲۰۳ تا ۲۰۷، طبع جدید رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میں قرآن مجید نے صراحت فرمائی کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ (ان کی میراث بھی تقسیم ہوگی اور ان کی ازداج دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ہیں)

اس سے ثابت ہوا کہ اہل سنت جماعت کا انبیاء کرام کی حیاۃ فی القبور کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ ان کی حیاتِ مبارکہ حقیقی دنیاوی روحانی جسمانی ہے۔

حضرت امام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حیاۃ الانبیآء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلاۃ موسیٰ فی قبرہ فان الصلاۃ تستدعی جسدا حیا۔

انبیاء کی حیات قبور میں حیاتِ دنیا کی طرح ہے اور اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کی متقاضی ہے۔

(الحاوی للفتاوی صہ ۲/۱۵۲)

لیکن اس کے برعکس موجودہ دور کے وہابی حیاۃ الانبیاء کے منکر ہیں اور اگر قائل ہیں تو صرف روحانی برزخی زندگی کے حقیقی جسمانی زندگی کے نہ صرف مخالف و منکر ہیں بلکہ قائلین کو گمراہ و بدعتی ہونے کے بھی فتوے دے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو سرخیل وہابیہ پاکستان مولوی اسماعیل سلفی گوجرانوالہ نے اس سلسلہ میں کیا لکھا ہے۔ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کہ "یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے" لکھ کر آگے مولوی صاحب کہتے ہیں: (مگر جو اہل سنت ہیں ان کی کتابوں میں نہیں

(تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی صہ ۳۸۳)

Marfat.com

یہ تو ابھی معلوم ہوگا کہ یہ اہلِ سنّت کی کتابوں میں ہے یا کہ نہیں (انشاء اللہ تعالیٰ)

اور اس کے بعد مذکورہ مولوی صاحب نے سرخی جمائی ہے ۔

" انبیآء کی حیات دنیوی اہلِ بدعت کا مذہب ہے "۔

اور اس سرخی کے نیچے لکھا ہے :

"ابن القیم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حیاتِ دنیاوی اہلِ بدعت اور معطلہ کا مذہب ہے ۔قصیدہ نونیہ ص۱۲ ملاحظہ فرمائیں "۔

(تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدید مساعی ص۲۹۲)

تو اب ملاحظہ فرمائیں کہ اہلِ سنت کی کتابوں میں اس کی صراحت ہے یا کہ نہیں؟

حضرت امام تقی الدین علی السبکی فرماتے ہیں :

واما حیاۃ الانبیآء اعلی و	اور بہر حال حضرات انبیاء کرام علیہم السلام
اکمل و اتم من الجمیع لانھا	کی حیات تمام سے اعلیٰ اکمل اور اتم ہے
للروح و الجسد علی الدوام	کیونکہ ان کی حیاۃ جسم اور روح دونوں
علی ما کان فی الدنیا علی ما	کو دوامی طور پہ حاصل ہے جس طرح کہ
تقدم عن جماعۃ من العلماء۔	دنیا میں تھی ۔

(شفاء السقام ۲۰۶)

اور حضرت امام جلال الدین سیوطی امام تقی الدین السبکی سے ہی نقل فرماتے ہیں :

وحیاۃ الانبیآء فی القبر کحیاتھم	اور انبیاء کرام کی قبر میں زندگی دنیا کی
فی الدنیا و یشھد لہ صلاۃ	سی زندگی کی طرح ہے اور اس کی دلیل
موسیٰ فی قبرہ فان الصلاۃ	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز
تستدعی جسداً حیاً وکذلک	پڑھتا ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کی متقاضی
الصفات المذکورۃ فی الانبیآء	ہے اور اسی طرح شب معراج میں انبیاء

Marfat.com

ليلة الاسراء كلها صفات الاجسام ۔

(الحاوی للفتاوی ۲: ۱۵۲)

کرام کی صفات جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائیں وہ تمام کی تمام بدنی صفات ہیں (نہ کہ صرف روح کی کہ حیات صرف روحانی ہو)

حضرت امام نورالدین علی بن احمد السمہودی م ۹۱۱ھ فرماتے ہیں ۔

واما ادلة حياة الانبياء فمقتضاها حياة الابدان لحالة الدنيا مع الاستغناء عن الغذاء ومع قوة النفوذ فی العالم وقد اوضحنا المسألة فی كتابنا المسمی بالوفا لما يجب لحضرة المصطفی صلی الله عليه وسلم"

(وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ۴: ۱۳۵۵)

اور انبیاء کرام کی حیاۃ کے دلائل اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کی حیاۃ ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دنیا میں ان کی حالت تھی اس کے ساتھ ساتھ غذا سے مستغنی ہونے کے باوجود اور دنیا وعالم میں نفاذ کی قوت کے ساتھ ۔ اور اس کی ہم نے وضاحت اپنی کتاب "الوفا لما یجب لحضرۃ المصطفی" میں کر دی ہے ۔

حضرت علامہ بدرالدین زرکشی فرماتے ہیں :

له صلی الله عليه وسلم فی آن واحد من اقطار نواح متباعدة مع ان رؤيته صلی الله عليه وسلم حق وهو حی فی قبره يصلی فيه باذان واقامة

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آن میں مختلف اقطار میں موجود ہونا اور آپ کی زیارت حق ہے اور آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ہیں

Marfat.com

بانه صلی اللہ علیہ وسلم سراج کما قال اللہ تعالیٰ وسراجًا منیرا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراجاً منیرا کہا ہے۔

(زرقانی علی المواھب ۵ : ۳۹۵)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

فمن المعتقد المعتمد انہ صلی اللہ علیہ وسلم حيّ فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم وان لارواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی حالۃ الدنیای فانھم بحسب القلب عرشیون و باعتبار القالب فرشیون۔

اور قابلِ اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں جیسا کہ تمام انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور ان کی ارواح کا تعلق عالم علوی وسفلی کے ساتھ اسی طرح ہے جیسا کہ حالت دنیاوی میں تھا پس وہ قلب کے لحاظ سے عرشی ہیں اور قالب (جسد) کے لحاظ سے فرشی ہیں۔

(شرح الشفاء طبع بیروت ۲ : ۱۴۲ وھامش علی نسیم الریاض ۳ : ۹۴۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں :

بدانکہ حیات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین متفق علیہ است میان علماء ملت و ہیچ کس را خلاف نیست

جاننا چاہیے کہ جملہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات علماءِ ملت کے نزدیک متفق علیہ ہے اور اس میں کسی

Marfat.com

در آں کہ آں کامل تر و قوی تر از وجود	کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ کی حیات
حیات شہداء و مقاتلین فی سبیل اللہ	شہداء اور اللہ کی راہ میں مقتولوں کی
است کہ آں معنوی و اخروی است	حیات سے کامل تر اور قوی تر ہے کیونکہ
عند اللہ و حیات انبیاء حیات حسی دنیاوی	شہداء کی زندگی تو اللہ کے نزدیک معنوی
است و احادیث و آثار دراں واقع	اور اخروی ہے جبکہ انبیاء کی حیات حسّی
شدہ۔	اور دنیاوی ہے اور اسی میں احادیث
(مدارج النبوہ باب حیاۃ الانبیاء ۲: ۴۴۷)	و آثار موجود ہیں۔

حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی حیات دنیاوی حقیقی ہونے میں علماء امت کا اجماع ہے اور اتفاق ہے اور اس میں کسی شخص کو بھی اختلاف نہیں ہے تو پتہ یہ چلا کہ حیات الانبیاء کی حیات حقیقی دنیاوی میں اختلاف حضرت شیخ صاحب کی زندگی کے بعد پیدا ہوا اور منکرینِ حیات الانبیاء آپ کے بعد پیدا ہوئے۔

دوسری جگہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

با چندیں اختلافات و کثرتِ مذاہب	باوجود اس بات کے کہ امت کے علماء
کہ در علمائے امت است یک کس را	میں (کئی مسائل میں) اختلافات ہیں اور بہت
دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت	سارے مذاہب (فرقے) ہیں لیکن اس
صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے	مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف
شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی	نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
است و بر اعمال است حاضر و ناظر	حقیقی زندگی کے ساتھ ہمیشہ باقی ہیں۔
(مکتوبات شریف بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۵۵)	اور امت کے (احوال) اعمال پہ حاظر و ناظر

Marfat.com

ہیں۔ اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے
اور نہ ہی کسی قسم کی تاویل کا وہم ہے۔

سبحان اللہ! حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کی وسیع النظری وسعتِ مطالعہ اہلسنت کے مخالفین (مولوی سرفراز گکھڑوی وغیرہ) کو بھی تسلیم ہے وہ باوجود اپنے وسیع علم و نظر اور وسیع مطالعہ کے یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے زمانے تک نہ تو کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیاوی کا منکر ہے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاظر و ناظر ہونے کا منکر ہے اور یہ دونوں عقیدے بغیر شائبہ مجاز وہم تاویل کے ہیں۔

ان عبارات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور حاضر و ناظر کے منکرین (وہابیہ، دیابنہ) گیارہویں صدی ہجری کے بعد کی پیداوار ہیں اور انگریز کا لگایا ہوا پودا ہیں کیونکہ حضرت شیخ صاحب گیارہویں صدی ہجری کے بطلِ جلیل اور مجدد ہیں۔ اور یقیناً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا کیونکہ آپ کے دور تک ابن تیمیہ کا فتنہ تقریباً ختم ہو چکا تھا اور شیطان کا سینگ ابھی تک نجد سے نمودار نہیں ہوا تھا۔

حضرت شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۔ ۱۰۷۳ھ) فرماتے ہیں:

وقولِ مختار و مقرر جمہور ہمیں است کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام بعد از اذاقت موت زندہ اند بحیات دنیوی۔	جمہور کے نزدیک طے شدہ حقیقت اور مختار قول یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام موت چکھنے کے ساتھ زندہ ہیں!

(تیسیر القاری شرح صحیح بخاری ۳: ۲۶۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس حیات پر علماء کی اکثریت ہے وہ حیات حقیقی جسمانی اور دنیاوی حیاۃ کے مثل ہے نہ کہ صرف روحانی اور جن علماء نے اس کو برزخی زندگی کیساتھ

Marfat.com

تعبیر کیا ہے تو وہ صرف مکان کے لحاظ سے ہے کہ وہ اب برزخ میں ہیں اس لحاظ سے وہ ہیں تو برزخ میں لیکن زندگی بہرحال حقیقی اور جسمانی ہے۔

حضرت شیخ احمد حسنی فرماتے ہیں:

آں حیات دنیویم خیمہ از بہر شماست
بعد نقلم آن دفاتم خیمہ از بہر شماست

(تحفہ احمدیہ المسمیٰ بہ نجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ ص۲۶ مطبوعہ لاہور ۱۲۸۵ھ)

حضرت مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب فرماتے ہیں:

"زندہ ہیں انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے۔

(مظاہر حق ۱: ۵۴۴)

مندرجہ بالا حضرات علماءِ اسلام کی عبارات سے واضح ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں بحیاۃ حقیقی جسمانی دنیاوی زندہ ہیں اور یہ مذہب مہذب امت کے علماء کی اکثریت کا ہے اور یہی مسلک اہل سنت ہے۔

حضرت امام علامہ ابن حجر مکی (م - ۹۷۳) فرماتے ہیں:

واما ادلۃ حیاۃ الانبیاء فمقتضاھا حیاۃ الابدان کحالۃ الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء۔	اور حیات الانبیاء کے دلائل متقاضی ہیں کہ وہ حیاۃ ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دنیا میں تھی۔ لیکن غذا وغیرہ سے مستغنی ہو۔

(الجوھر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم المعظم ص۲۷)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

الظاهر من الادلة ان حياة الشهداء اقوى من حياة الاولياء للنص عليها فى القرآن الكريم ودون حياة الانبياء لانهم بها اولیٰ و احرٰے والتفاوت فيها بمعنى التفاوت فى ثمراتها غير بعيد نتامله وقد نظر لبعض آئمتنا الى ان حياته صلى الله عليه وسلم امتازت بانها تقتضى اثباتها حتى فى بعض احكام الدنيا.
(الجوهر المنظم ص۲۲)

ان دلائل سے ظاہر ہے کہ شہداء کی زندگی اولیاء کی زندگی سے زیادہ قوی ہے کیونکہ ان کی زندگی کے بارے میں قرآن کریم میں نص وارد ہے اور انبیاء کی زندگی ان سے ادلی اور دوسری قسم کی ہے اور مختلف ہے اور یہ اختلاف حیاۃ کے ثمرات میں سے بعید نہیں ہے اور ہمارے بعض ائمہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ممتاز ہے کیونکہ یہ حیات اثبات کا تقاضا کرتی ہے حتی کہ اس پر بعض دنیاوی احکام بھی لاگو ہوتے ہیں ۔

مولانا ابوالمحسن حسن کاکوروی فرماتے ہیں :

"گویا حیاتِ دیگراں حیات انبیآ چیز اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ احکام دنیویہ اس پر مترتب نہیں ہوتے بخلاف حیاتِ انبیاء علیہم السلام کہ احکام دنیویہ کا ترتب اس پر ہوتا ہے۔" (تفریح الاذکیا ۲ : ۳۲۲)

حضرت علامہ شہاب الدین محمود الآلوسی فرماتے ہیں :

ثم ان تلك الحيات فى القبر وان كان يترتب عليها بعض يترتب على الحياة

اور پھر یہ جو قبر کی زندگی ہے اس پر معروف دنیاوی زندگی کے بعض احکام مترتب ہوتے ہیں جیسے نماز ،

Marfat.com

فی الدنیا المعروفة لنا من الصلوٰۃ والاذان والاقامة ورد السلام المسموع و نحو ذلک۔	آذان، اقامت اور سلام کو سن کر اس کا جواب دینا اور اسی طرح دوسری اشیاء۔

(روح المعانی ۲۲: ۳۸)

قطب وقت حضرت الحاج فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن الحنفی فرماتے ہیں:

ورد فی کثیر من الاحادیث الصحیحة الصریحة بانهم احیاء فی قبورهم مشغولون بعبادة ربهم یصلون و یصومون ویحجون و یلبون و ان حیاتهم حسیة لحیوتهم فی الدنیا الا انهم مختفون من ابصارنا لانتقالهم من عالم شهادة الی عالم الغیب کاختفاء الملائکة الکرام الکاتبین وغیرهم (قطب الارشاد ص ۳۷۶)	اور بے شمار احادیث الصحیحہ الصریحہ میں وارد ہوا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں اور ان کی حیات حسی ہے جیسی کہ دنیا میں تھی سوائے اس کے کہ وہ ہماری آنکھوں سے ملائکہ کراماً کاتبین کی طرح چھپے ہوئے ہیں کیونکہ وہ اس جہانِ شہادت سے جہان غائب کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں۔

اب مولوی اسماعیل سلفی بلکہ اس کے حواری یہ بتائیں کہ مذکورہ بالا شخصیات اہلِ سنّت ہیں یا نہیں؟ اور ان کی کتابوں میں حیاتِ جسمانی دنیوی کی صراحت ہے یا کہ نہیں اور

Marfat.com

جہاں تک ابن القیم کا تعلق ہے تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ ابن القیم کا اپنا کلام اس سلسلے میں متضاد ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں گذرا کتاب الروح میں تو حیات جسمانی دنیوی کا قائل نظر آتا ہے جبکہ قصیدہ نونیہ میں اس کا منکر۔ جو شخص خود کسی مسئلہ پہ مطمئن نہ ہو اس کے کسی غیر معروف اور امت کے علماء کے خلاف قول پر عقیدہ رکھنا اور اس کو بطور دلیل علمائے امت کے خلاف پیش کرنا کہاں کی دیانت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ "کتاب الروح" میں کیا نقل کیا ہے۔

ان الموت لیس لعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال ویدل علی ذلک ان الشھداء بعد قتلھم وموتھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین مستبشرین وھذہ صفة الاحیاء فی الدنیا واذا کان ھذا فی الشھداء کان الانبیاء بذلک احق واولی مع انہ قد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء۔

(کتاب الروح ص۵۷)

بے شک موت عدم محض نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال کرنا ہے اور اس پہ یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ شہداء قتل اور موت کے بعد اپنے رب کے پاس زندہ ہیں وہ رزق دیے جاتے ہیں۔ خوش ہیں اور خوشخبریاں دیتے ہیں اور یہ ہی صفت دنیا میں زندہ لوگوں کی ہے۔ جب یہ (دنیوی صفات) شہداء کو حاصل ہیں تو انبیاء تو اس کے زیادہ حق دار ہیں اور اولیٰ ہیں۔ اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ بے شک زمین انبیاء کرام کے اجساد کو نہیں کھاتی۔

Marfat.com

توجب ابن قیم خود اس چیز کا قائل ہے تو پھر دیگر حضرات پر اعتراض کیوں کر رہا ہے ؟ اور اگر ابن قیم کو اس حیات کے منکرین میں شامل کر لیا جائے جیسا کہ مولوی اسماعیل سلفی نے کہا ہے تو پھر بھی ابن القیم کی حضرت علامہ امام تقی الدین سبکی کے سامنے کیا حیثیت ہے جو کہ حیاتِ دنیوی کے بڑے زور و شور سے قائل ہیں۔ کہاں امام تقی الدین السبکی اور کہاں ابن القیم۔

امام سبکی کا مقام کیا ہے ؟

اس بارے میں امام ذہبی کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔ وہ اس فاضل یگانہ روزگار شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں :

علی بن عبد الکافی السبکی: وکان صادقاً مثبتاً خیراً دیّناً متواضعاً حسن السمت من أوعیة العلم یدری الفقه و یقرره و علم الحدیث و یحرّره و الاصول و یقرئهما و العربیة و یحققها ثم قرا بالروایات علی تقی الدین الصائغ وصنّف التصانیف المتقنة۔ وقد بقی فی زمانه الملحوظ الیه بالتحقیق و الفضل۔

(المعجم المختص بالمحدثین للذهبی ص۱۶۶)

اور آپ سچے۔ چھان بین کرنے والے بہت بہتر۔ دین والے متواضع اور اچھے اداوے والے آپ علوم کے برتنوں میں سے ایک برتن تھے۔ فقہ جانتے اور اسکی تقریر کرتے تھے اور علم حدیث جانتے اور اسکی تحریر کرتے تھے اور آپ اصول جانتے اور پڑھاتے تھے عربی جانتے اور اسکی تحقیق کرتے تھے۔ پھر روایات کو تقی الدین الصائغ سے پڑھا اور بہت پائیدار کتابیں تصنیف کیں اور اپنے زمانہ میں تحقیق و فضل کے لحاظ سے منظور نظر تھے۔

Marfat.com

اور دوسری جگہ یہی امام ذہبی فرماتے ہیں :

وکان تام العقل متين الديانة مرضى الاخلاق طويل الباع فى المناظرة قوى المواد جزل الرأى مليح التصنيف۔	کہ وہ مکمل عقل کے مالک متین الدیانت اچھے اخلاق والے فن مناظرہ میں درک کامل رکھنے والے بہت سارے قوی مواد والے اچھی رائے اور بہترین تصانیف والے شخص تھے ۔

(معجم الشيوخ الكبرىٰ ص۲۷۳)

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں :

وكان محققاً مدققاً نظاراً جدلياً بارعاً فى العلوم له فى الفقة وغيره الاستنباطات الجليلة والدقائق اللطيفة والقواعد المحررة التى لم يسبق اليها وكان مصنفاً فى البحث ۔	کہ آپ (سبکی) محقق مدقق بہترین مناظر اور علوم میں کامل دسترس رکھنے والے اور فقہ میں ان کی جلیل القدر تالیفات اور دقائق لطیفہ ہیں اور بہترین قواعد لکھے ہیں کہ ان سے پہلے ایسے دقائق کسی نے نہ لکھے اور بحث و مناظرہ میں صاحب انصاف تھے۔

(بغية الوعاة فى طبقات اللغويين والنحاة ۲ : ۱۷۷ للسيوطى)

امام ابن الصلاح فرماتے ہیں :

وليس بعد المزى والذهبى احفظ منه ۔	اور امام مزی اور ذہبی کے بعد کوئی بھی امام سبکی سے زیادہ حافظہ والا نہیں ہے ۔

(ذیل طبقات الحفاظ ۳۵۳ للسیوطی)

Marfat.com

حضرت امام السبکی کی شانِ رفیع کے جلوے اگر مزید دیکھنے ہوں تو ملاحظہ فرمائیں:

ذیل تذکرۃ الحفاظ للذھبی للحافظ ابی المحاسن الحسنی الدمشقی ص۳۹ تا ص۴۲۔ ذیل العبر للحسنی ۴: ۱۶۸ - الوفیات لابن رافع ۲: ۱۸۵-۱۸۷۔ الدرر الکامنۃ لابن حجر عسقلانی ۳: ۱۳۴- طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للتاج الدین السبکی جلد ۶- النجوم الزاھرۃ لابن تغری بردی ۱: ۳۱۹۔ طبقات الشافعیۃ لابن قاضی شھبہ ۳: ۴۷ تا ۵۳۔

تو اب ان کے مقابلہ میں ابن القیم کے بارے میں دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا کسی بھی مسئلہ میں ابن القیم امام تقی الدین السبکی کے ہم پلّہ ہو سکتا ہے۔ اور کیا ابن القیم کے قول سے علامہ سبکی و دیگر حضرات محدّثین کے اقوال رد کیے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی اسماعیل سلفی صاحب نے کہا ہے:

امام ذھبی فرماتے ہیں:

وکان یشتغل فی الفقہ ویجید تقریرہ وفی النحو ویدریہ وفی الاصلین وقد حبس مدۃ واوذی لانکارہ شد الرحل الی قبر الخلیل واللہ یصلحہ ویوفقہ سمع معی من جماعۃ وتصدر للاشتغال ونشر العلم ولکنہ معجب برأیہ (سیء العقل) جریٔ	وہ فقہ میں مشغول اور اس کی خوب تقریر کی اور نحو کو خوب جانچا اور ان دونوں اصلوں پر کام کیا۔ اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کرنے کے انکار پر کچھ مدت قید ہوا اور تکلیف دیا گیا اللہ اسکی اصلاح فرمائے اور اس کو نیکی کی توفیق بخشے اس نے میرے ہمراہ علماء کی جماعت سے سماعت کی پھر نشر علم اور اشتغال میں خوب محنت کی۔ لیکن یہ بڑا متکبر کم عقل (ردی العقل) اور خود سر تھا۔

Marfat.com

علی الامور۔ غفر اللہ لہ

(المعجم المختص بالمحدثین

صـ ۲۶۹

(تنبیہ) کتاب کا ناشر اور محقق چونکہ نجدی ذہنیت کا مالک ہے اس لیے اس نے (یحرفون الکلم عن مواضعہ) کے تحت مذکورہ عبارت سے (سیی العقل) کے الفاظ حذف کردیے ہیں اور اس تحریف کا جواز یہ پیش کیا کہ

لا یتوقع ان یقول الذھبی	کہ امام ذہبی سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی
عن ابن قیم الجوزیہ انہ	کہ وہ ابن قیم جوزیہ کو یہ کہیں کہ وہ ردی
سيي العقل) لبعد ان ذکر	عقل کا آدمی ہے ۔ اس ترجمہ میں اس
من صفاتہ ما ذکر خلال ھذہ	کی صفات بیان کرنے کے بعد اس لیے
الترجمۃ مما جعلنا نشك	اس حکم کو ذہبی کی طرف نسبت کرنے
فی صحۃ نسبۃ ھذا الحکم	میں ہمیں شک ہے ۔

للذھبی۔ (حالانکہ علامہ عبدالحی لکھنوی نے بھی (سی العقل) کے الفاظ علامہ ذہبی نقل فرماتے ہیں (السعی الحثیث صـ ۸۵)

سبحان اللہ! کیسی نرالی و پختہ دلیل دی ہے کیا ایسی دلیل کسی اور شخص کے بارے میں قبول ہوسکتی ہے ۔ ایسے نرالے استدلال صرف نجدی ذہن کو ہی زیب دیتے ہیں ۔

بہر حال یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت علامہ امام تقی الدین السبکی ' امام جلال الدین سیوطی' امام سمہودی وغیرہم کے مقابلے میں علامہ ابن قیم کی علمی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے اور جہاں تک علم حدیث کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں تو بالکل ہی ان حضرات اور ابن قیم کے درمیان کوئی مناسبت ہی نہیں ہے ۔ اور جہاں تک عقیدہ کا تعلق ہے تو یہ ہر شخص جانتا ہے کہ ابن القیم عقیدہ میں اپنے شیخ ابن تیمیہ کی طرح مجسمی اور بدعتی ہے جبکہ مذکورہ بالا ائمہ میں سے کسی ایک پر بھی بدعتی ہونے کی تہمت نہیں ہے ۔

Marfat.com

حضرت علامہ زاہد بن حسن الکوثری المصری فرماتے ہیں :

و ابن القیم علی بدعتہ قلیل البضاعۃ فی علم الرجال ۔	اور ابن قیم بدعتی ہونے کے ساتھ ساتھ علم اسماء الرجال میں بھی قلیل البضاعۃ ہے ۔

(مقالات الکوثری ۳۱۲)

تو ایسا شخص (ابنِ قیم) جو بتصریح ائمہ دین سیٔ العقل، جری علی الامور، قلیل البضاعۃ فی الرجال ۔ بدعتی ۔ جیسے اوصاف سے متصف ہو ائمہ اہلِ سنّت کا مقابلہ کرنے کی کہاں سکت رکھتا ہے ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حیاۃ الانبیاء فی القبور حقیقی جسمانی دنیوی کا عقیدہ اہلسنّت کی اکثریت کا ہے اور صرف روحانی برزخی زندگی کا عقیدہ نجدیوں وہابیوں جیسے بدعتیوں کا ہے ۔

جناب مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے لکھا ہے کہ حافظ ابن القیم تو بقول علامہ ذہبی وغیرہ خود ضعیف فی الرجال ہے ۔

(ملفوظات محدث کشمیری ص۲۰۵)

اعتراض نمبر ۲

جناب مولوی اسمٰعیل صاحب سلفی نے حضرت علامہ سیوطی پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے :

" حافظ سیوطی نے کتاب الروح سے تو استفادہ فرمایا لیکن معلوم نہیں قصیدۂ نونیہ کی طرف ان کی توجہ کیوں مبذول نہیں ہوئی ۔"

تو اس کا سادہ سا جواب تو یہی ہے کہ چونکہ کتاب الروح میں علامہ ابن قیم نے جمہور علماء کی موافقت کی ہے اور زیادہ تر کلام بھی اسلاف کا ہے جس کو ابنِ قیم نے

Marfat.com

نقل کیا ہے ۔ جبکہ قصیدہ نونیہ میں ایک تو جمہور اہلِ سنت کے مذہب کے خلاف لکھا گیا ہے اور پھر یہ کلام بھی ابن قیم کا اپنا ذاتی ہے ۔ اور اس میں وہ منفرد ہیں ۔ اس لیے حافظ سیوطی نے قصیدہ نونیہ کو قابلِ التفات نہیں سمجھا اور اس میں وہ حق بجانب ہیں اللہ تعالیٰ سیوطی کی اس سعی و انصاف پر ان کے درجات بلند فرمائے ۔ آمین !

اور پھر سلفی صاحب کی اس بات میں بھی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ دنیا وی جسمانی حیات کا قول سب سے پہلے علامہ سبکی نے کیا ہے کیونکہ حضرت علامہ سبکی سے پہلے امامِ اہلِ سنّت امام محمد بن حسن بن فورک جیسی شخصیت سے بھی اسی طرح کے الفاظ مروی ہیں جیسا کہ مولوی محمد حسین نیلوی نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔

"لطف یہ ہے کہ سبکی بھی اس مفہوم کے موجد نہیں ۔ وہ بھی خیر سے ناقل ہیں چنانچہ مواہب اللدنیہ میں ہے (۲ : ۵۴) نقل السبکی فی طبقاته عن ابن فورک انه قال انه علیه الصلوٰة والسلام حي فی قبره صلی اللہ علیه وسلم ابد الآباد علی الحقیقة لا المجاز۔ سبکی نے ابن فورک سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر عرنی میں سچ مچ کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں ۔

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ ابن فورک کون ہے کہ جس کی تقلید سبکی نے کی ہے پھر سبکی کی تقلید متاخرین نے کی ۔ کسی سے کیا پوچھیں خود سبکی طبقات کبریٰ ۱ : ۵۴ میں لکھتے ہیں : ان ابن فورک کان رجلا صالحا ثم قال (الذهبی) کان مع دینه صاحب فلتة و بدعتا ۔ ابن فورک صالح مرد تھا ۔ ذہبی نے کہا کہ ابن فورک دینداری کے باوجود بدعتی تھا اور غلطیاں مارتا تھا ۔ اب فرمائیے کہ اس قول کا مآخذ ہاتھ لگا یا نہ ؟ دنیوی زندگی کی طرح اولیاء ائمہ اطہار کو زندہ ماننا اہل بدعت کا کام ہے ۔"

(ندائے حق ۱ : ۳۱۷، ۳۱۸)

Marfat.com

اس ائمہ اسلام کے گستاخ دیوبندی مولوی کی عبارت سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ حقیقی دنیاوی زندگی کے قول میں امام سبکی متفرد اور موجد نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنے متقدمین کی اتباع کرتے ہوئے یہ قول اپنایا ہے تو مولوی اسماعیل سلفی صاحب کا حضرت علامہ سبکی کو صرف اس لیے مطعون کرنا کہ یہ قول صرف انہوں نے سب سے پہلے کہا کم علمی اور جہالت پر مبنی ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حضرت علامہ ابن فورک کون ہیں؟ کیا واقعی مصنّف ندائے حق کے کہنے کے مطابق بدعتی ہیں (معاذاللہ) یا پھر صحیح العقیدہ سنی شخص ہیں۔

دراصل دیوبندیوں وہابیوں کا معتزلیوں کی طرح یہ خیال ہے کہ جوان کے غلط مسلک و مذہب کو نہیں مانتا وہ معاذاللہ بدعتی ہے۔ جیسے معتزلہ اہلِ سنت کو بدعتی کہتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں تفسیر کشاف از زمخشری معتزلی کہ کئی مقامات پر اس نے اہلسنت کو اہل بدعت کے لقب سے پکارا ہے حتیٰ کہ موجودہ معتزلہ (دیابنہ وہابیہ) بھی اہلِ سنت کو بدنام کرنے کے لیے اہلِ بدعت کا ناروا لقب دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس دیوبندی مولوی نے صرف امام ابن فورک کو ہی بدعتی نہیں کہا بلکہ یہ لکھتا ہے کہ:

"ہو سکتا ہے کہ بدعتی ابنِ فورک اور سبکی کی کتابوں اور قسطلانی وشعرانی وابن حجر مکی جیسے غالی قسم کے علماء ......"

(ندائے حق ۱ : ۵۱۳)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ بیک جنبش قلم اس گستاخ وظالم مولوی نے کس طرح ملّتِ اسلامیہ کی عظیم شخصیات کو غالی اور بدعتی لکھ مارا ہے۔ سچ ہے کہ آئینہ میں اپنی ہی صورت نظر آتی ہے۔ یہ خود بدعتی اور گستاخ ہیں اس لیے ان کو ہر سنی صحیح العقیدہ شخص بدعتی نظر آتا ہے۔ اسی لیے تو آجکل یہ اہل سنّت وجماعت کو بدعتی کہتے ہیں لیکن

Marfat.com

بدمذاہب کے کہنے سے اگر کوئی بدعتی ہوتا تو سب سے پہلے معاذ اللہ صحابہ کرام ہوتے کیونکہ روافض حضرات صحابہ کرام کو بدعتی کہتے ہیں ان کے بعد حضرات ائمہ اربعہ اور بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہ کئی جاہل لوگوں نے بدعتی ہونے کا الزام لگایا۔ تو یہ تو اہل بدعت اور گمراہ فرقوں کی چال ہے کہ اہلسنّت وجماعت کو اہل بدعت مشہور کرکے اپنی گمراہی لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس بات کی اگر کسی کو دلیل وشہادت چاہیئے تو علامہ زمخشری معتزلی کی تفسیر کشاف کا مطالعہ کرے اس نے ہر جگہ اہل سنت وجماعت کو اہل بدعت ہی لکھا ہے۔

ایک طرف یہ نیلوی صاحب ہیں جو کہ امام بن فورک اور دیگر جلیل القدر ائمہ پہ بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور دوسری طرف محدثین کی جماعت ہے جو کہ ان حضرات کی عظمت بیان کر رہی ہے

جناب نیلوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ امام ابن فورک کے بارے میں امام ذہبی کا مقولہ۔ صاحب فلتۃ وبدعۃ: یا تو امام ذہبی کی کسی اپنی تصنیف سے باحوالہ نقل کرتے اور اگر اس قول کو امام تاج الدین السبکی کی طبقات سے نقل کیا ہے تو پھر امام سبکی کی اپنی عبارت اور اس قول کا رد جو امام سبکی نے کیا ہے وہ بھی نقل کرتے لیکن ایسا نہیں کیا کیوں؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

امام ابن فورک کون ہیں اور امام ذہبی نے ان کے بارے میں یہ الفاظ کیوں کہے ہیں؟ اس سلسلے میں حضرت امام ابن عساکر صاحب تاریخ دمشق محدث شام فرماتے ہیں:

محمد بن الحسن فورك الاديب المتكلم الاصولى الواعظ النحوى ابوبكر الاصبهانى اقام اولا بالعراق الى ان درس بها على

محمد بن حسن بن فورک ادیب متکلم اصولی واعظ نحوی ابوبکر اصبہانی پہلے پہ عراق میں مقیم تھے یہاں تک کہ مذہب امام اشعری پر درس دیا پھر جب رے میں وارد ہوئے۔ تو بد عقیدہ لوگوں نے آپکی بدگوئی

Marfat.com

مذهب الاشعری ثم لما ورد
الری سعت به المبتدعه
نعقد ابو محمد عبدالله
بن محمد ثقفی مجلساً فی
مسجد رجا وجمع اهل
السنة و تقدمنا الی الامیر
ناصر الدوله ابی الحسن
محمد بن ابراهیم والتمسنا
منه المراسلة فی توجیهه
الی نیشابور ففعل و ورد
نیشابور فبنی له الدار
و المدرسة من خانگاه
ابی الحسن البوشنجی واحیاء
الله تعالیٰ به فی بلدنا
انواعاً من العلوم لما
استوطنا وظهرت برکته
علی جماعة من المتفقهة.
...... کان الاستاذ اوحد
وقته ابوعلی الحسن بن علی
الدقاق یعقد المجلس
و یدعو للحاضرین والغائبین

کی تو ابو محمد عبداللہ بن محمد ثقفی نے مسجدِ
رجا میں ایک مجلس منعقد کی اور اہلسنت
کو جمع کیا اور ہم امیر ناصر الدولہ ابو حسن
محمد بن ابراہیم کے پاس گئے اور اس سے
التماس کیا کہ اس کو نیشا پور بھیج دیا جائے
تو اس نے ایسا ہی کیا تو ان کے لیے ابوالحسن
بوشنجی کی خانگاہ میں گھر اور مدرسہ بنا دیا
گیا تو اللہ تعالےٰ نے انکے سبب ہمارے
شہر میں کئی قسم کے علوم کو زندہ کیا۔
جب سے آپ نے وہاں سکونت پذیر ہوئے
تو فقہا کی جماعت پر ان کی برکت ظاہر
ہوئی۔ اور اپنے وقت کے یکتا حضرت
ابو علی حسن بن علی الدقاق مجلس منعقد
فرماتے تھے اور شہر کے تمام حاضرین
و غائبین بزرگوں اور اماموں کے حق
میں دعا فرماتے تھے تو ان سے کہا
گیا کہ آپ ابن فورک کو بھول گئے ہیں
تو حضرت ابو علی نے فرمایا۔
میں ان کے لیے کیسے دعا
مانگوں ان کی شان تو یہ ہے
کہ گزشتہ رات میں نے ان

Marfat.com

من اعیان البلد دائمتهم
نقیل له قد نسیت ابن
فورك و لم تدع له فقال
ابوعلی کیف ادعوله وکنت
اقسم علی الله البارحة
بایمانه ان یشفی علّتی وکان
به وجع البطن تلك اللیلة
.... قال عبد الغفار
بن اسماعیل : محمد بن
الحسن بن فورك ابوبکر بلغ
تصانیفه فی اصول الدین
و اصول الفقه و معانی
القرآن قریبًا من المائة
.... و کان شدید الرد
علی اصحاب ابی عبد الله
(الکرام) ولما عاد من غزنة
سم فی الطریق و مضی الی
رحمة الله ونقل الی نیشابور
و دفن بالحیرة ومشهده
الیوم ظاهر یستشفی به و
یجاب الدعا عنده۔

کے ایمان کی اللہ کو قسم دے کر دعا
کی کہ وہ میری بیماری سے مجھے
شفا دے۔ اور اس رات آپ
کے پیٹ میں تکلیف تھی۔ امام
عبد الغفار بن اسماعیل نے فرمایا
محمد بن حسن بن فورک کی اصولِ
فقہ اصولِ دین اور معانی قرآن
میں تقریبًا سو تصانیف ہیں۔ اور
آپ ابو عبد اللہ الکرام (بدعتی فرقہ
کرامیہ کے بانی) کے ماننے والوں کا
خوب رد فرماتے تھے جب غزنی سے
لوٹے تو راستہ میں آپکو زہر دے دیا
گیا تو شہید ہو گئے پھر ان کو نیشاپور
منتقل کیا گیا اور حیرہ میں دفن کیا
گیا آجکل ان کا مزار مشہور ہے
وہاں سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور
اس کے قریب دعا قبول ہوتی ہے

(تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری ص۲۳۲ لابن عساکر)

Marfat.com

امام الحافظ عبدالحق بن عبدالرحمٰن الاشبیلی (۵۸۳ م) فرماتے ہیں :

وکان من الصالحین اور وہ اولیائے مجتہدین میں

المجتہدین ۔ سے تھے ۔

(کتاب العاقبۃ ص۹۰ طبع بیروت)

اسی قسم کی عبارات و تعریف دیگر مختلف علماء نے اپنی اپنی تصانیف میں لکھی ہیں:
جیسے ' امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۱۴ ' امام قشیری نے رسالہ قشیریہ ص۳۱، و
ابن خلکان نے وفیات الاعیان ۲۷۳/۴ ، طبقات الاسنوی ۲۶۶/۲ ، النجوم الزاہرہ
۲۴۰/۴ ، تاج التراجم (از امام قاسم قطلوبغا حنفی) ۴۶ ، شذرات الذہب ۱۸۱/۳ ،
طبقات الشافعیہ لابن السبکی ۱۲۷/۴ تا ۱۳۵ طبع مصر وغیرہ ۔

اس عبارت کو جناب نیلوی صاحب اذعان کے حواری بار بار پڑھیں اور غور و فکر کریں کہ ایسا شخص جو ساری عمر اہلِ بدعت کے ساتھ مسلکِ حقہ کی حقانیت کے ثبوت کے لئے مناظرے کرتا رہا ہو وہ بدعتی ہو سکتا ہے اور کیا کسی بدعتی کے صدقے اللہ علوم کو زندہ کرتا ہے اور کیا اس وقت کے تمام اہلِ سنت ایک بدعتی کی عزت کے لیے اکٹھے ہو کر التجاء والتماس کر رہے تھے ۔ جبکہ بدعتی کی عزت کرنا حرام ہے ۔ اور کیا اپنے وقت کے غوث و قطب اور ولی کامل حضرت امام ابوعلی الدقاق ایک بدعتی کے صدقے اللہ سے شفاء کی دعا مانگ رہے ہیں ۔

امام ابنِ عساکر ' امام ذہبی ' ابن خلکان ' عبدالغافر ' امام تاج الدین السبکی ، اور امام قشیری یہ تمام جو کہہ رہے ہیں کہ ان کی قبر کے طفیل بارش طلب کی جاتی ہے اور یوں دعا قبول ہوتی ہے تو کیا یہ سب بھی بدعتی بلکہ معاذ اللہ مشرک ٹھہرے اور ایک بدعتی کی قبر پہ اتنا فیض اور اللہ کی رحمت کیسے نازل ہو رہی ہے ۔؟

اصل میں بات یہ ہے کہ امام ابن فورک مذہباً اشعری تھے جیسا کہ ابنِ عساکر کے

Marfat.com

...الہ سے گزرا اور امام ذہبی نے خود لکھا ہے کہ :

قلت کان اشعریاً راسا فی فن الکلام ، اخذ عن ابی الحسن الباهلی صاحب الاشعری .

میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ ابن فورک اشعری تھا اور فن کلام میں عظیم تھا اس نے یہ مذہب امام ابوالحسن اشعری کے شاگرد ابوالحسن باہلی سے اخذ کیا ہے ۔

(سیر الاعلام النبلاء ۱۷ : ۲۱۶ للذہبی)

اب جب کہ ثابت ہوچکا کہ امام ابن فورک عقیدۃً اشعری تھے اور مذہباً حنفی تھے ...سا کہ ابن قاسم قطلوبغا نے لکھا) تو اس لیے امام ذہبی کا ان کے بارے میں صاحبِ فلتۃ و ...ۃ کہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔ کیونکہ امام ذہبی اشاعرہ کے بارے میں بڑے سخت تھے ۔ خود حنبلی تھے اس لیے امام تاج الدین السبکی نے امام ذہبی کے بارے میں ارشاد فرمایا: ...کیا خوب فرمایا کہ ۔

فالذهبی رحمه الله تعالیٰ علیه متعصب جلد وهو شیخنا و له علینا حقوق الا ان حق الله مقدم علی حقه والذي نقول انه لا ینبغی ان یسمع کلامه فی حنفی ولا شافعی ولا تؤخذ تراجمهم من کتبه فانه یتعصب علیهم کثیرا "

پس امام ذہبی متعصب اور جلد باز ہیں حالانکہ وہ ہمارے استاد ہیں اور ان کے ہم پر کئی حقوق ہیں لیکن اللہ کا حق ان پر مقدم ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ان کا کلام نہ تو حنفی کے بارے میں اور نہ ہی شافعی کے بارے میں لینا چاہیئے اور نہ ہی ان کی کتب سے ان کے بارے میں ترجمہ اخذ کرنا چاہیئے کیونکہ ان کے ساتھ امام ذہبی کا تعصب بہت زیادہ ہے ۔

(طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۲ : ۱۹۱)

Marfat.com

اور اس بات میں امام تاج الدین السبکی اکیلے نہیں ہیں بلکہ آپ کی اس بات کی صداقت میں کئی اور محدثین علماء بھی امام ذہبی کے بارے میں اسی طرح کے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

حضرت امام الحافظ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی (٧٦١ھ) فرماتے ہیں:

لا یشك فی دینه و ورعه	امام ذہبی کی دیانت تقویٰ اور دوسروں
وتحریه فیما یقوله فی	کی بابت رائے زنی میں ان کی احتیاط
الناس قال انه غلب علیه	مسلم ہے اور کہا (العلائی نے) کہ ان
مذهب الاثبات ومنافرة	پر مذہب اثبات کا غلبہ ہے۔ تاویل
التأویل والغفلة عن	سے ان کو نفرت ہے اور تنزیہہ کا
التنزیه حتی اثر ذلك فی	بہت کم لحاظ کرتے ہیں۔ اس کا اثر
طبعه انحرافا شدیدا عن	یہ ہے کہ وہ اہل تنزیہہ سے سخت برگشتہ
اهل التنزیه ومیلا قویا	ہیں اور اہل اثبات کی طرف بہت زیادہ
الی اهل الاثبات فاذا ترجم	جھکے رہتے ہیں۔ جب اہل اثبات میں سے
واحدا منهم یطنب فی	کسی کی سوانح لکھتے ہیں تو حکایت دراز
وصفه بجمیع ما قیل فیه	کرتے ہیں اور اس کی خوبیوں کی بابت
من المحاسن ویبالغ فی وصفه	جو کچھ کسی نے کہا ہو سب بیان کرکے
ویتغافل عن غلطاته	اس کی تعریف میں مبالغے سے کام لیتے
ویتأول له ما امکن و	ہیں۔ ساتھ ہی اس کی غلطیوں کی
اذا ذکر احدا من الطرف	تاویل پیش کرتے ہیں۔ اس کے برعکس
الآخر کامام الحرمین و	جب دوسرے فریق (اہل تنزیہہ) میں
الغزالی ونحوهما لا یبالغ	سے کسی کا ذکر کرتے ہیں جیسے امام الحرمین

Marfat.com

فی وصفه ویکثر من قول من طعن فیه ویعید ذکره ویبدیه ویعتقده دینا وهو لا یشعر ویعرض من محاسنهم الطافحة فلا یستوعبها واذا ظفر لاحد منهم بغلطة ذکرها۔

(الاعلان بالتوبیخ ص۷۵ للسخاوی)

اور امام غزالی وغیرہما تو زیادہ تعریف نہیں کرتے اور بیشتر وہ اقوال نقل کرتے ہیں جس سے ان پر طعن ہو پھر ان باتوں کو بار بار دہراتے ہیں۔ اس کو وہ دین سمجھتے ہیں اور بالکل شعور کھو بیٹھتے ہیں۔ ان لوگوں کی نمایاں خوبیوں سے صرف نظر کر لیتے ہیں اور تمام کو نہیں بیان کرتے۔ البتہ جہاں کسی کی غلطی ہاتھ آئی فوراً ٹانک دیتے ہیں

تو اس کا مطلب ہے کہ امام ذہبی کی عزت و کرامت و دیانت اپنی جگہ مسلّم ہے لیکن جب وہ کسی اشعری کے بارے میں رد و قدح کریں تو پھر دیگر ائمہ کے اقوال کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور اگر دوسرے ائمہ ان کے مخالف ہوں تو پھر امام ذہبی کی اس بات اور جرح کو رد کر دینا چاہیئے جیسا کہ ابن امام ابن فورک کے بارے میں ہے۔

اور پھر امام ذہبی نے یہ صرف ابن حزم کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے کہہ دیا ہے حالانکہ وہ الزامات جو کہ ابن حزم امام ابن فورک پر لگاتے ہیں وہ ان سے صاف بَری ہیں جیسا کہ تاج الدین السبکی نے طبقات میں بیان فرمایا ہے اور جہاں تک ابنِ حزم کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں امام تاج الدین السبکی لکھتے ہیں۔

ابن حزم لایدری مذهب الاشعریه ولا یفرق بینهم وبین الجهمیة لجهل۔

(طبقات السبکی ۲: ۵۶ بیروت)

ابنِ حزم مذہب اشعری کو بالکل نہیں جانتا اور جہالت کی وجہ سے وہ اشاعرہ اور جہمیہ میں فرق نہیں کرتا۔

Marfat.com

امام ابنِ حجر مکی فرماتے ہیں:

ومن ثم قال المحققون انه لایقام له وزن ولا ینظر لکلامه ولا یعول علی خلافه ای فانه لیس مراعیا للادلة بل لما رآه هواه وغلب علیه من عدم تحریه وتقواه و مبالغته فی سب العلماء۔

اور اسی لیے محققین نے فرمایا کہ ابن حزم کے کلام کا کوئی وزن نہیں اور نہ ہی اسکے کلام کو دیکھنا چاہیئے اور نہ ہی اسکی مخالفت کا اعتبار کرنا چاہیئے اسلیے کہ وہ دلائل کی رعایت نہیں کرتا۔ بلکہ اس پر اسکی خواہشِ نفس غالب آگئی اسکے غلط اور صحیح میں فرق نہ کرنے اور صاحب تقویٰ نہ ہونے اور علماء کی شان میں گستاخی اور عیب جوئی کرنے کی وجہ سے اس پر دنیا و آخرت میں رسوائی غالب آگئی اللہ تعالیٰ ہمیں اس قسم کے احوال سے بچائے۔

(کف الرعاع عن محرمات اللهو و السماع ص ۲۱۰)

مزید لکھتے ہیں:

ان العلما لا یقیمون لابن حزم واصحابه وزنًا (ص ۲۱۵)

کہ علماء کرام ابن حزم اور اس کے ساتھیوں کی کسی رائے کو کوئی وزن نہیں دیتے۔

یہ تو ابنِ حزم کے بارے میں مختصر سا کلام تھا اور یہ اس لیے نقل کیا کیونکہ امام ذہبی کو غلط فہمی اسی کے کلام سے ہوئی تھی جیسا کہ امام ذہبی نے خود تحریر کیا ہے کہ

وقال ابن حزم: کان یقول: ان روح رسول الله صلی الله علیه وسلم قد بطلت قد و تلاشت وما هی فی الجنة۔

ابن حزم نے کہا کہ ابن فورک کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک فنا ہو چکی ہے اور وہ جنت میں بھی نہیں ہے۔

(سیر الاعلام النبلاء ۱۷ : ۲۱۶)

اب آئیں امام ذہبی کی اصل عبارت کی طرف تو اس میں امام ذہبی کی عبارت

Marfat.com

متناقض ہے جیسا کہ امام تاج الدین سبکی فرماتے ہیں :

و قال الذهبي : ابن فورك خير من ابن حزم و اجل و احسن نحلة ۔	امام ذہبی نے فرمایا کہ امام ابن فورک ابن حزم سے بہتر ہے اور اس سے بڑا اور اچھا عالم ہے۔
(طبقات ۳ : ۵۴ بیروت)	(طبع جدید ۴/۱۳۲)

مزید لکھتے ہیں

و اما قول شيخنا الذهبي انه مع دينه صاحب فلتة و بدعة فكلام متهافت فانه يشهد بالصلاح و الدين لمن يقضى عليه بالبدعة ثم ليت شعرى ما الذى يعنى بالفلتة فان كانت قيامه فى الحق كما نعتقد نحن فيه فتلك من الدين فان كانت فى الباطل فهى تنافى الدين و اما حكمه بان ابن فورك خير من ابن حزم فهذا التفضيل امره الى الله تعالى و نقول لشيخنا ان كنت	ذہبی کا کہنا کہ وہ باوجود دیندار ہونے کے تنگ نظر اور بدعتی تھے تو ذہبی کا یہ کلام متضاد ہے اسلیے کہ وہ اسی شخص کے بارے میں صلاح و دین کی شہادت دے رہے ہیں کہ جس پر خود ہی بدعت کی تہمت لگا رہے ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اس تنگ نظری (فلتہ) سے کیا مراد ہے اگر تو یہ حق کے لیے ہے جیسا کہ ہم اسکا اعتقاد رکھتے ہیں تو یہ فلتہ دین میں سے ہے (جو کہ صحیح ہے) اور اگر فلتہ فی الباطل مراد ہے تو یہ دین کے منافی ہے اور ذہبی کا یہ کہنا کہ ابن فورک ابن حزم سے بہتر ہے تو اس تفضیل کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور

Marfat.com

تعتقد فيه ما حكيت من انقطاع الرسالة فلا خير فيه البتة والا فلم لا تشنعت علىٰ ان ذلك مكذوب عليه لئلا يغتر به۔

(طبقات الشافعیه الکبریٰ للتاج السبکی ۳: ۵۵)

(طبع جدید: ۴/۱۴۳)

ہم اپنے شیخ (ذہبی) سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کا اعتقاد ابن فورک کے بارے میں وہی ہے جسکی آپ نے حکایت کی ہے ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت منقطع ہو چکی تو اس (ابن فورک) میں قطعاً کوئی بھلائی و بہتری نہیں ہے اور اگر ان کا یہ عقیدہ نہیں تو آپ نے اس بات پر تنبیہ کیوں نہیں کی کہ یہ ابن فورک پر جھوٹ باندھا گیا ہے تاکہ لوگ اس سے دھوکہ میں نہ پڑیں۔

مسئلہ حیات الانبیاء اور علمائے دیوبند

ہر مسئلہ کی طرح اس مسئلہ میں بھی علمائے دیوبند دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں گروہ اپنے متفقہ اسلاف کو اپنے اپنے حامی اور اپنا ہم مسلک ثابت کرتے ہیں اور مزید عجیب بات یہ ہے کہ دیوبندیوں کے بڑوں کی عبارات واقعتاً اتنی متضاد ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ یہ کیا گورکھ دھندہ ہے۔ ایک گروہ عقیدہ حیاۃ النبی کو شرک اکبر بتاتا ہے تو دوسرا اسی کو عین جزوِ ایمان بتا رہا ہے۔ اصل میں یہ اللہ جل مجدہ الکریم کا ان لوگوں سے انتقام ہے کہ ان لوگوں نے عشاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اہل سنّت کو ناروا طور پر مشرک کہا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا کر دیئے جو ان کو مشرک کہیں۔ سچ کہتے ہیں خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ آپس میں بدعتی، مشرک، گستاخ سبھی فتوؤں کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ لیکن اکابرینِ دیوبند چاہے وہ حیاتِ جسمانی دنیوی

Marfat.com

کے قائل ہوں یا منکر وہ اپنی جگہ پہ ولی اللہ بنے ہوئے ہیں نہ بدعتی نہ مشرک اور نہ ہی گستاخ رسول ۔ تو ان تمام روئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ اختلاف محض دکھاوا ہے کہ اگر کوئی خوش عقیدہ شخص ملے تو اس کو گمراہ کرنے کے لیے ایک گروہ کھڑا ہو جائے دیکھیں جی ہم تو حیات الانبیاء کے قائل ہیں اور اگر کوئی زاہدِ خشک دستیاب ہو تو اس کو دوسرا گروپ کہے کہ دیکھیں جی ہم تو توحید میں اتنے پختہ ہیں کہ انبیاء کرام کو بھی عام مُردوں کی صف میں شامل کرتے ہیں ۔ (معاذ اللہ) جیسے یہ لوگ سیاسی طور پہ ہمیشہ دو گروپوں میں تقسیم رہے ہیں ۔ ایک حکومتِ وقت کے حق میں دوسرا حکومت کے خلاف تاکہ ہر طرف سے دنیاوی فائدہ حاصل کیا جاسکے ۔ چونکہ یہ لوگ انگریز کے پروردہ ہیں اس لیے اس کی چال چل رہے ہیں سبھی پاکستان بننے کے خلاف ۔ صرف چند پاکستان کے حق میں تاکہ اگر بن جائے تو وہاں سے فائدہ ، نہ بنے تو ہندو خوش ۔ اور ان سے فائدہ حاصل کریں گے ۔ اور تاریخ بتا رہی ہے کہ ان لوگوں نے اسی طرح دنیاوی فوائد حاصل کیے ہیں ۔

بہر حال ہم یہاں کچھ علمائے دیوبند کے حوالے صرف اس لیے پیش کر رہے ہیں کہ الحمد للہ مسلک حق اہلِ سنت کی سچائی ظاہر ہو جائے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ الفضل ما شھدت بہ الاعداء ۔

علمائے دیوبند کے تیئس بزرگوں کا فتویٰ :

عندنا و عند مشائخنا	ہمارے نزدیک اور مشائخ کے نزدیک
حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک
علیہ وسلم حی فی قبرہٖ	میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا
الشریف و حیوتہٗ صلی	کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور
اللہ علیہ وسلم دنیویۃ	یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت

Marfat.com

من غير تكليف وهي مختصة به صلى الله عليه وسلم وبجميع الانبياء صلوات الله عليهم والشهدآء برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس .... فثبت بهذا ان حياته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ	اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو .... پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔

(المهند على المفند صـ ۲۸)

اور جناب مولوی حسین احمد ٹانڈوی (مدنی) نے لکھا ہے:

"آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مؤمنین وشہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔"

(مکتوبات شیخ الاسلام ۱ : ۱۵۳)

جناب مولوی محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے لکھا ہے:

"تمام اہل سنّت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز وعبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔"

(حیات نبوی صـ ۲)

مولوی شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے:

ان النبي صلى الله عليه وسلم	بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حتی کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ۔	زندہ ہیں اور اپنی قبر منورہ میں اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

(فتح الملہم شرح مسلم ۳: ۱۹م)

دوسری جگہ انہی نے لکھا ہے:

و دلت النصوص الصحیحۃ علی حیاۃ الانبیآء علیہم الصلوٰۃ والسلام کما سیأتی۔	نصوصِ صحیحہ اس چیز پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام زندہ ہیں جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

(فتح الملہم ۱: ۳۲۵)

مولوی خلیل احمد سہارنپوری

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیی فی قبرہ کما ان الانبیآء علیہم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبورھم۔	بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

(بذل المجہود ۲: ۱۱۷)

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے لکھا:

"اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شہدا کی حیات سے افضل و اعلیٰ ہے۔"

(فتاویٰ دار العلوم مدلل و مکمل ۵: ۱۷۸)

مولوی احمد رضا بجنوری صاحب انوار الباری نے لکھا:

یہاں ایک مختصر ضروری اشارہ یہ بھی کر دینا مناسب ہے کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب صاحب تلخیص اور امام الحرمین کی یہ تحقیق نقل

Marfat.com

کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مال بوجہ حیات بدستور آپ کی ملک میں رہا اور دوسری طرف موت کو بھی ماننا ضروری ہے بوجہ نصوص قرآنی و احادیث تو اشکال پیش آیا کہ موت تسلیم کر لینے پر تو انتقال ملک وغیرہ احکام ثابت ہوں گے۔"

تو علامہ موصوف نے اس اشکال کو اس طرح رفع کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت غیر مستمر ہے اور انتقالِ ملک وغیرہ کے احکام مشروط ہیں. موت مستمر کے ساتھ (نہ کہ موت آنی کے ساتھ)

(ملفوظات محدث کشمیری صہ ۱۳۴)

جناب مولوی انور شاہ کشمیری سے مولوی احمد رضا بجنوری نقل کرتے ہیں:

درس بخاری شریف میں باب "نفقہ لنساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ" پر فرمایا کہ:

"انبیاء کرام اپنی قبور میں احیاء ہیں اس لیے لامحالہ ازواجِ مطہرات کو نفقہ خدا کے مال یعنی بیت المال سے جاری رہا۔

(ملفوظات محدث کشمیری صہ ۱۳۱)

بانی دار العلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مولوی محمد قاسم نانوتوی کے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ابنائے دیوبند خود مخمصے کی حالت میں ہیں اور حقیقتاً دیوبندیوں کے دونوں گروہ نانوتوی صاحب کے عقیدہ حیات الانبیاء کے مخالف ہیں اصل میں دیوبندیوں کے عقائد عام طور پر وقتی ہوتے ہیں جیسا دَور دیکھا ویسا عقیدہ بنالیا۔

جب امام اہلِ سنّت مجددِ دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارات پر مؤاخذہ فرمایا اور دیگر کفریہ

Marfat.com

عبارات کے تحت علماء حرمین شریفین سے (حسام الحرمین) نامی فتویٰ حاصل کیا تو ابنائے دیوبند میں کھلبلی مچ گئی اور رافضیوں کی طرح چند مجتہدین نے بیٹھ کر نئے عقائد ترتیب دیئے اور حقیقت میں امام اہل سنت کی تائید کر دی کہ جو عقائد انہوں نے ہماری (دیوبندیوں) کی طرف منسوب کیے ہیں وہ ہمارے نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک بھی وہ کفر ہیں۔ ہمارے (نئے) عقائد یہ ہیں اور علمائے حرمین کے سامنے المھند نامی کتابچہ کے ذریعے عقائد لکھ کر تائید حاصل کی۔

انہی عقائد میں سے ایک مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جبکہ ایک مسئلہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق تھا۔ پرانا عقیدہ تو یہی تھا کہ معاذ اللہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" : (تقویۃ الایمان)

لیکن علمائے حرمین کے سامنے بالکل اس کے الٹ لکھ کر تائیدی فتویٰ حاصل کر لیا۔

اسی طرح چونکہ اس وقت حرمین شریفین کی خادمی اہل سنّت کے پاس تھی اور وہ علمائے اہلِ سنّت نجدیوں کے سخت مخالف تھے اس لیے انہوں نے علماءِ دیوبند سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں سوال کیا۔ وہ سوال اور اس کا جواب قارئین کی ذوقِ طبع کے لیے درج کر رہا ہوں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ یہ حضرات کس طرح اپنے عقائد و اقوال وقت کے مطابق ڈھالتے اور بدلتے ہیں

السوال الثانی عشر	بارہواں سوال
قد کان محمد بن عبدالوھاب	محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال
النجدی یستحل دماء	سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور
المسلمین و اموالھم و	ان کے مال وآبرو اور تمام لوگوں
اعراضھم وکان ینسب	کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب

Marfat.com

الناس کلهم الی الشرک و
یسب السلف فکیف ترون
ذلک وهل تجوزون تکفیر
السلف والمسلمین واهل
القبلة ام کیف مشربکم۔

اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا
تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا
رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ
کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب
ہے تمہارا؟

الجواب

الحکم عندنا فیهم ما قال
صاحب الدر المختار و
خوارج هم قوم لهم منعة
خرجوا علیه بتأویل یرون
انه علی باطل کفر او معصیة
توجب قتاله بتاویلهم
یستحلون دماءنا واموالنا
ویسبون نسائنا الی ان
قال وحکمهم البغاة ثم
قال فکفرهم لکونه عن
تاویل وان کان باطلا
وقال الشامی فی حاشیته
کما وقع فی زماننا فی
اتباع عبد الوهاب الذین

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے
جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے
اور خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت
والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی
تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی
کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے
تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔
اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و
مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں
کو قیدی بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں
ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی
فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے
نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے
اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے

Marfat.com

خرجوا من نجد وتغلبوا	نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے:
على الحرمين وكانوا ينتحلون	جیسا کہ ہمارے زمانے میں (محمد بن
مذهب الحنابلة لكنهم	عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد
اعتقدوا انهم هم المسلمون	ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین
وان من خالف اعتقادهم	پر متغلب ہوئے اپنے آپ کو حنبلی مذہب
مشركون واستباحوا	بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ
بذلك قتل اهل السنة	بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے
وقتل علمائهم حتى كسر	عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے
الله شوكتهم۔	اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور
(المهند على المفند ص ۳۴ تا ۳۶)	علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ
	رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
	نے ان کی شوکت توڑ دی۔

یہ علمائے دیوبند کا متفق علیہ فیصلہ اس وقت تھا جبکہ نجدیوں کی شوکت اللہ تعالیٰ نے توڑ دی تھی مگر شومئی قسمت کہ ملت اسلامیہ کے ازلی دشمن یہود و نصاریٰ کی مدد اور ملی بھگت کے ساتھ جب نجدی ظالم حرمین طیبین پہ قابض ہو گئے تو ادھر ابنائے دیابنہ نے بھی اپنا مسلک و فیصلہ تبدیل کر لیا۔ اب شاید ہی کوئی دیوبندی ہو گا جو کہ نجدیوں کے خلاف ہو۔ بلکہ اب عقیدہ و فیصلہ کیا ہے تو اس سلسلہ میں دیکھئے کہ دیابنہ کے امام وقت کیا تحریر فرماتے ہیں۔

"محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کے پیروکار مسلکاً حنبلی ہیں جو مقلدین ہی کا ایک فرقہ ہیں۔ حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہوئے ان کی کتابوں

Marfat.com

کی خوب نشر و اشاعت کرتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب باوجود حنبلی ہونے کے سطحی ذہن کے آدمی تھے اور توحید و سنّت کے خوب داعی تھے۔ ان سے وقتی مصلحت کے پیشِ نظر کچھ عوامی غلطیاں سرزد ہو چکی تھیں جن کی وجہ سے وہ عوام میں خاصے بدنام ہو چکے تھے۔ اور علامہ شامی اور حضرت مدنی جیسے بزرگ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے لیکن ان کے بارے میں صحیح نظریہ وہی ہے جو علامہ آلوسی اور حضرت گنگوہی کا ہے وللتفصیل مقام آخر انگریز نے ان کو اپنی سیاسی بقاء کے لیے انہیں بہت بدنام کیا۔"

(تسکین الصدور ص ۲۶۹)

اور جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کا اس بارے میں کیا نظریہ تھا جس کی طرف صاحب تسکین الصدور نے اشارہ کیا تو وہ بھی دیکھ لیں۔ وہ کہتے ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں جن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

بہرحال جملہ معترضہ کے طور پر یہ ایک نمونہ ہے کہ علمائے دیوبند نظریۂ ضرورت کے تحت اپنے نظریات و عقائد تبدیل کرتے رہتے ہیں اور عام طور پر افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں جس کے ثبوت کے لیے حضرت علامہ ارشد القادری صاحب کی تصنیف " زلزلہ " کا مطالعہ مفید ہے۔

اسی افراط و تفریط کے مسائل میں ایک مسئلہ "حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام" بھی ہے۔ کچھ دیوبندی حضرات تو برزخی زندگی کے بھی قائل نہیں ہیں یعنی جسم اقدس کے ساتھ روح کا بالکل تعلق مانتے ہی نہیں اور کچھ قبر میں حقیقی دنیا

Marfat.com

زندگی کے قائل ہیں اور ان دونوں گروہوں کے برعکس بانی دارالعلوم دیوبند جناب مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ہی منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک آن کے لیے بھی "موت" واقع نہیں ہوئی۔ اور آپ کی روح مقدسہ کا آپ کا جسدِ اقدس سے اخراج ہوا ہی نہیں۔ فیا للعجب! جناب قاسم نانوتوی نے تحریر کیا :

"ارواحِ انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا۔ فقط مثل نور چراغ اطراف وجوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوا ان کے اوروں کی ارواح کو خارج کر دیتے ہیں اور اس لیے سماع انبیاءؑ علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرینِ قیاس ہے ۔ اور اسی لیے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے ۔"

(جمالِ قاسمی ص۱۶)

دوسری جگہ لکھا ہے :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے ۔ اس میں انقطاع یا تبدل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیاتِ برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔"

(آبِ حیات ص۳۷)

اور ایک جگہ اس طرح لکھا ہے :

" بالجملہ موتِ انبیاء اور موتِ عوام میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ وہاں استتار حیات زیر پردہ موت ہے اور یہاں انقطاعِ حیات بوجہ عروضِ موت ہے ...... بالجملہ جیسے حیاتِ نبوی صلعم اور حیاتِ مومنین امت میں فرق ہے ...... ایسے ہی موتِ نبوی صلعم اور موتِ

Marfat.com

مومنین میں بھی فرق ہے"۔

(آبِ حیات صد ۱۶۸، ۱۶۹)

یہ شخص یعنی بانی دارالعلوم دیوبند صاحب پوری امتِ محمدیہ کے علمائے حق کے خلاف بلکہ قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کے خلاف ایک ایسا عقیدہ اپنانے کے باوجود آجکل کے نام نہاد توحید پرستوں کے نزدیک نہ تو مشرک ٹھہرا اور نہ ہی بدعتی بلکہ ان کے نزدیک حجۃ اللہ علی العالمین، شیخ الاسلام، حجۃ الاسلام، آیۃ من آیات اللہ اور فنافی اللہ اور فنافی الرسول ہے۔ فیا للعجب!

اور اس کے برعکس امام اہلِ سنّت مجددِ دین و ملّت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب وفات (آنی) ماننے کے باوجود قابلِ گردن زدنی ہیں۔ ع

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

جناب مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی لکھتے ہیں:

"اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمان اس نظریہ کے حامل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اور وفات کا لفظ آپ کے حق میں بولنا بالکل درست اور صحیح ہے لیکن وفات کے بعد آپ کو پھر حیات مرحمت ہوئی۔

......جمہور علماءِ اسلام موت کا معنی انفکاک الروح عن الجسد ہی کرتے ہیں۔"

(تسکین الصدور ۲۱۶)

جب تمام مسلمان اس نظریہ کے حامل ہیں تو مولوی قاسم صاحب جو اس نظریہ کے حامل نہیں ہیں وہ مسلمان ٹھہرے یا کہ نہیں؟ اور کیا ان پر اس آیت کریمہ کا حکم لاگو ہوتا ہے یا کہ نہیں؟ کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ	اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى	کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں

Marfat.com

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی ۔

(سورۃ النسآء آیت نمبر ۱۱۵)

تو کیا یہ شخص مسلمانوں کے راستہ سے جدا چلا یا کہ نہیں ؟

اور شائد اس بات کو جانتے ہوئے ہی صاحبِ تسکین الصدور نے یہ واضح جھوٹ لکھ مارا کہ :

"اور بعض علمائے ملت جن میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند بھی ہیں حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا یہ معنی کرتے ہیں :
کہ ارواحِ انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا فقط مثل نور چراغ اطراف و جوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوائے ان کے اوروں کی ارواح کو خارج کر دیتے ہیں ۔"

(جمال قاسمی صہ ۱۵ ، تسکین الصدور صہ ۲۱۶)

اب جناب مولوی صاحب سے سوال یہ ہے کہ وہ بعض علماءِ ملت جن کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے وہ کون ہیں کتنے ہیں ؟ ان کے اسماءِ گرامی کیا ہیں ؟ اہلِ سنت سے ہیں یا کہ نہیں ؟ اور وہ کس دور کے ہیں ؟ ترتیب وار جواب دیں ۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ مولوی مذکور صاحب ہرگز ہرگز ان سوالوں کے جواب نہیں دیں گے ۔

اب یہاں پر جناب مولوی سرفراز صاحب لکھتے ہیں ۔

"الغرض حضرت نانوتوی نے کیسی صاف گوئی سے یہ واضح کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا عقیدہ ضروری ہے اور علمی یا ذوقی طور

Marfat.com

پر بعض دیگر علماء کرام کی طرح موت کا جو معنی انہوں نے بیان فرمایا ہے
اس کو نہ تو وہ عقائد ضروریہ سے سمجھتے ہیں اور نہ عام لوگوں کو اس کی تعلیم و
تبلیغ کرتے ہیں۔" (تسکین الصدور ۲۱۷)

اب مولوی صاحب سے دریافت طلب امر یہ ہے۔ اگر یہ علمی اور ذوقی عقیدہ و معنی ہے تو کیا نانوتوی صاحب کے علاوہ آپ سمیت پوری ذریت دیوبندیہ بد ذوق اور بے علم ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ و معنی نہ اپنایا۔؟

اور اگر یہ عقیدہ و معنی صحیح تھا تو اس کی تعلیم و تبلیغ ہونی چاہئیے تھی۔

اور اگر یہ عقیدہ و معنی غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو اس سے جناب نانوتوی صاحب کو تائب ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن غلط عقائد سے تائب ہونا اس کا تو دیوبندیوں کے یہاں دستور ہی نہیں ہے۔ اور پھر یہ کہنا

" اور نہ عام لوگوں کو اس کی تعلیم و تبلیغ کرتے ہیں۔" بلفظہ

تو جناب عالی کیا آپ کے نزدیک تبلیغ صرف بستر باندھ کر کاندھے پر اٹھا کر ہی کی جاتی ہے۔! اور نانوتوی صاحب نے بستر نہیں اٹھایا۔

کیا کتب لکھنا اور بار بار اس عقیدہ کا اظہار و تحریر کرنا تعلیم و تبلیغ نہیں تو اور کیا ہے؟

اس معنی و عقیدہ کے ثبوت کے لیے تو جناب نانوتوی صاحب نے مستقل ضخیم کتاب "آبِ حیات" کے نام سے لکھی اور پھر وہ کتاب شائع بھی ہوئی۔ کیا یہ تعلیم و تبلیغ نہیں ہے؟

اور یہ مسئلہ اپنی دیگر کتب مثل "جمالِ قاسمی" اور لطائفِ قاسمیہ میں بھی بیان کیا تو اگر اب بھی کوئی کہے کہ یہ تعلیم و تبلیغ نہیں ہے تو یہ اس کے دماغ کا پھیر ہے یا پھر واقعی وہ شخص سمجھتا ہے کہ تبلیغ صرف لوٹے اور بستر اٹھا کر کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ

Marfat.com

ں کا تصور بھی نہیں ہے۔

اب دوسرے گروہ کی سنیئے کہ جو ہر اس شخص کو بدعتی بلکہ مشرک قرار دیتا ہے جو کہ
ی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبرِ منورہ میں زندہ تسلیم کرتا ہے یا آپ کے جسدِ اقدس جسدِ
نصری سے آپ کی روحِ مقدسہ کا تعلق مانتا ہے۔ وہ یہ تو تسلیم کرتا ہے کہ نانوتوی صاحب
ا عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے جیساکہ مولوی محمد حسین نیلوی کہتا ہے:

گروہ ۱ ۔ جسدِ اطہر سے روحِ مبارک حضرت کی خارج ہی نہیں ہوئی بلکہ اندر ہی اندر سمٹ کر رہ گئی اور پہلے سے زیادہ حیات قویہ ہو گئی ہے۔ یہ ہے مسلک حضرت قاسم العلوم والخیرات نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا......"

جمالِ قاسمی ص۱۵ میں واشگاف الفاظ میں فرماتے ہیں: انبیاء کرام علیہم السلام کے ارواح کا اخراج نہیں ہوتا۔"

حضرت نانوتوی جس معنی سے موت مانتے ہیں یہ معنی متعارف نہیں بلکہ حضرت موت بمعنی "ستر الحیاۃ" لکھتے ہیں۔"

(ندائے حق ۱: ۵۷۲)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"لیکن حضرت نانوتوی کا یہ نظریہ صریح خلاف ہے اس حدیث کے جو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل فرمائی ہے۔"

(ندائے حق ۱: ۶۳۶)

ایک اور جگہ لکھا ہے:

"مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں مولانا نانوتوی قرآن و حدیث کی نصوص و اشارات کے خلاف جمالِ قاسمی ص۱۵ میں فرماتے ہیں: ارواحِ انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا۔"

(ندائے حق ۱: ۷۳۱)

Marfat.com

بہر حال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک وہ نہیں جو دوسرے علماء کا ہے۔"

(ندائے حق ۱ : ۷۲۰)

اب جب اتنے حوالہ جات سے یہ ثابت ہو گیا کہ جناب نیلوی صاحب کے نزدیک جناب نانوتوی صاحب قرآن و حدیث کی نصوص اور علمائے امت سے خلاف مسلک رکھتے ہیں، تو اب ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب نیلوی صاحب کا نانوتوی صاحب کے بارے میں کیا فتویٰ ہو گا جو کہ صرف علامہ ابن فورک کو محض اس لیے بدعتی ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبرِ انور میں حقیقی جسمانی اور دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ مانتے ہیں۔

اور علامہ سبکی امام ابوبکر قسطلانی شارحِ بخاری قطبِ وقت امام شعرانی اور امام علامہ ابنِ حجر مکی صرف قبر میں حیاۃ النبی ماننے کی وجہ سے غالی کا لقب پا چکے ہیں۔

(ندائے حق ۱ : ۵۰۲)

تو آئیے دیکھئے کہ جناب نیلوی صاحب منکر وفات النبی نانوتوی صاحب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:

"اب میرے اس قول سے یہ نہ سمجھ لینا کہ حضرت نانوتوی کے حق میں گستاخی کر گیا ہے اور مرزا گاماں کے مساوی قرار دے گیا ہے۔ والعیاذ باللہ! میرے ہاتھ اور زبان جل جائیں اگر ان کے حق میں گستاخی کر دوں ہمیں قرائنِ قویہ سے یہ تیقن ہے کہ آپ فنافی الرسول تھے، حدِ عشقِ رسول میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔"

(ندائے حق ۱ : ۵۷۵)

حضرات قارئین کرام! دیکھئے یہ لوگ ہیں قرآن و حدیث کے نام نہاد مبلغ اور توحید کے پرچاری۔ یہ ہے میزانِ عدل۔ اور یہ ہے قرآن کریم کے حکم: اِعْدِلُوْا

Marfat.com

وَهُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۔ پر عمل ۔

جناب نیلوی صاحب کیا اگر نانوتوی صاحب فنا فی الرسول تھے تو امام محمد بن الحسن بن فورک ، امام تقی الدین السبکی ، امام عبدالوہاب الشعرانی اور امام ابن حجر مکی کیسے بدعتی اور غالی ہو گئے ۔ گستاخِ رسولؐ تو فنا فی الرسولؐ کے رتبہ پر فائز ہو گئے اور عشاقِ رسولؐ بدعتی اور غالی بن گئے ۔ (دنیا للعجب)

؎ اُلٹی عقل ایسی کسی کو خدا نہ دے

دے آدمی کو موت مگر یہ بدادا نہ دے

شبہ : اور اگر یہ ذہن میں آئے کہ ایسے معنی کرنا جیسے کہ نانوتوی صاحب نے کیے ہیں یہ تو واقعی محبتِ رسول کے متقاضی ہیں اور جناب نانوتوی تو واقعی عاشقِ رسول تھے ۔

تو بات یہ نہیں ہے ۔ دراصل جناب نانوتوی صاحب ہر مسئلہ میں جمہور امت کے خلاف چلے ہیں ۔ جیسے انہوں نے یہاں موت کے معنی عجیب و غریب کیے ہیں ایسے ہی انہوں نے "تحذیر الناس" نامی کتاب میں خاتم النبیین کے معنی بھی جمہور امت کے خلاف کر کے ایک نیا فتنہ برپا کر دیا تھا ۔ وہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ' عوام کا خیال بتاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور نبی آنے کا عقیدہ رکھتے ہوئے خاتم النبیین کا معنی قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے ان کی مرضی کے مطابق کر دیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مرزا قادیانی نے ان سے ہی یہ معنی کشید کیا ہے

اور اگر نانوتوی صاحب انفکاک الروح عن الجسد کے معروف معنی کو چھوڑ کر ۔ استتار الروح فی الجسد کا نظریہ پیش کر کے اور یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم متصف بحیات بالذات ہیں فنا فی الرسول ہیں تو وہ یہی الفاظ و نظریہ دجال لعین کے لیے اپنانے پر فنا فی الدجال کیوں نہیں ٹھہرے ؟

Marfat.com

اب آپ جناب نانوتوی صاحب کی دجال کے بارے میں عبارت و عقیدہ پڑھیں اور پھر سوچیں کہ یہ کتنے بڑے عاشق رسول ہیں ۔

"جیسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوگا اور اس وجہ سے اس کی حیات قابل انفکاک نہ ہوگی اور موت و نوم میں استتار ہوگا۔ انقطاع نہ ہوگا اور شائد یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابن صیاد جس کے دجال ہونے کا صحابہ کو ایسا یقین تھا کہ قسم کھا بیٹھے تھے۔ اپنے نوم کا وہی حال بیان کرتا ہے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی نسبت ارشاد فرمایا یعنی بشہادت احادیث وہ بھی یہی کہتا تھا کہ تنام عیناى ولا ینام قلبی اور اس وجہ سے خیال مذکور یعنی دجال کا منشاء مولد ارواح کفار کو ہونا اور پھر اس کے ساتھ ابن صیاد ہی کا دجال ہونا زیادہ ترصحیح ہوا جاتا ہے اور اس کی صحت کا گمان قوی ہوا جاتا ہے۔"

(آب حیات، ۱۶۹)

معاذ اللہ، استغفراللہ ! گستاخی اور بے باکی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان (دیوبند) میں اس کی کوئی حد و انتہا ہے ہی نہیں ۔

یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ آقائے کل جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک روح الارواح ہے ۔ اور آپ کی ذات مقدسہ تمام ممکنات کے لیے منشاء وجود ہے ۔ لیکن دجال لعین کے لیے منشائیت ارواح کفار کا قول کرنا کہاں کی دانشمندی و علمی اور ذوقی بات ہے ۔

ان لوگوں کا بھی عجیب معاملہ ہے کبھی تو شیطان کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

اعلم بتائیں (براھین قاطعہ) اور کبھی دجال لعین کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ٹھہرائیں اور پھر صرف یہی نہیں کہ دجال کو متصف بحیات بالذات جان کر اس کے حق میں امتناعِ انفاک حیات کا قول کرنا بلکہ دجال کی موت اور نیند کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اور نیند سے پورا پورا انطباق کرنے کے لیے "تنام عینای ولاینام قلبی" کا وصف نبوت بعینہٖ دجال لعین کے لیے ثابت کرنا اور اس کے ثبوت میں خود دجال کے قول کو دلیل بنانا یہ سب کچھ کیا ثابت کرتا ہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا عشقِ دجال لعین!

بقولِ شاعر ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز!

علمائے دیوبند کے بارے میں ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے اس بحث کو اس جگہ ختم کرتے ہیں۔

غیر مقلدین اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ (حیاۃ النبی فی القبر) کے متقدمین کی اکثریت تو حیاۃ النبی فی القبر کی قائل تھی۔ لیکن بعد میں اس کے منکرین پیدا ہوتے گئے اور اب تو اکثریت اس کی منکر ہو چکی ہے۔ اور جو مانتے ہیں وہ بھی صرف برزخی زندگی جیسی کہ عام لوگوں کو قبور میں حاصل ہے۔ اس سے زیادہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کو حیثیت دینے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

یہاں ہم چند غیر مقلدین کے بھی حوالے پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارا موقف زیادہ

Marfat.com

واضح ہو جائے۔

جناب قاضی محمد بن علی بن محمد الشوکانی صاحب فرماتے ہیں:

(والاحادیث) فیہا مشروعیۃ الاکثار من الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ وانہا تعرض علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ حیی فی قبرہ.....	اور ان احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی مشروعیت ہے اور بے شک درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے اور بلاشک و شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔
وقد ذھب جماعۃ من المحققین الی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ وان الانبیاء لا یبلون مع ان مطلق الادراک کالعلم و السماع ثابت لسائر الموتی۔	اور بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کے نیک کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور بے شک انبیاء کرام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے جبکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع تو سب قبر والوں کے لیے ثابت ہے۔
وورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء انھم احیاء یرزقون وان الحیاۃ فیھم متعلقۃ بالجسد فکیف الانبیآء والمرسلین۔	اور شہدآء کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور ان کی یہ حیات جسم کے ساتھ ہے حضرات انبیاء و مرسلین

Marfat.com

(نیل الاوطار ۳ : ۲۴۸) کی حیات جسم سے متعلق کیوں نہ ہوگی۔

شوکانی کی اس عبارت سے یہ واضح ہوگیا کہ چونکہ شہداء عظام کی حیاۃ فی القبر جسمانی ہے تو انبیاء کرام کی حیاۃ بطریقِ اولیٰ حقیقی و جسمانی ہوگی۔ کیونکہ انبیاء کے اجسام تو بالاتفاق صحیح و سالم ہوتے ہیں اور یہ ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہوتے ہیں۔

علامہ شوکانی ہی ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

و انه صلی الله علیه و سلم حي فی قبره بعد موته کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورهم۔ و قد صححه البیهقی و الف فی ذلك جزءًا قال الاستاذ ابو منصور البغدادی۔ قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی الله علیه وسلم حي بعد وفاته (انتهی)	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔ استاذ ابو منصور البغدادی نے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب میں متکلمین اور محققین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں۔

(نیل الاوطار ۵ :)

نواب صدیق الحسن بھوپالی صاحب لکھتے ہیں :

انه صلی الله علیه وسلم حي فی قبره بعد موته کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورهم و قد صححه	بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصالِ مقدس کے بعد اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس حدیث کی امام

Marfat.com

البیھقی ۔ بیہقی نے تصحیح فرمائی ۔

(السراج الوھاج شرح مسلم ۱:۵۰۴)

یہی نواب صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

" آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے اذان اور اقامت کے ساتھ وکذلک الانبیاء ۔"

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص۵۲)

جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب سلفی لکھتے ہیں :

"اہلِ سنّت کے دونوں مکاتب فکر کے اصحاب الرائے اور اہلِ حدیث کا اس امر پہ اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں ۔ برزخ میں وہ عبادات، تسبیح وتہلیل فرماتے ہیں ۔ ان کو رزق بھی ان کے حسبِ حال اور حسبِ ضرورت دیا جاتا ہے ....

انبیاء کی زندگی کے متعلق سنت میں شواہد ملتے ہیں ۔ صحیح احادیث میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبادت وغیرہ کا ذکر آتا ہے ۔"

(تحریکِ آزادیِ فکر ۳۸۵)

مولوی عطاء اللہ حنیف نے لکھا ہے :

انھم احیاء فی قبورھم یصلون وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا بلغتہ ۔	حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پہ درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے ۔
(التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی ۱:۲۳۷)	

Marfat.com

مولوی شمس الحسن عظیم آبادی نے لکھا ہے:

فان الانبیاء فی قبورھم احیاء قال ابن حجر المکی وما افادہ من ثبوت حیاۃ الانبیاء حیاۃ بھا یتعبدون ویصلون فی قبورھم مع استغنائھم عن الطعام والشراب کالملئکۃ...... وقد ذھب جماعۃ من المحققین الی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حي بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ......	حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ انبیاء کی حیات ایسی ہے کہ وہ عبادت کرتے ہیں اور اپنی قبور میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے مستغنی ہیں...... اور محققین کی ایک جماعت کا یہی دعوٰے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور اپنی امت کے نیک اعمال پر خوش ہوتے ہیں۔

(عون المعبود شرح ابوداؤد ۱:۴۰۵)

اس عبارت میں: انہ یسر بطاعات امتہ (کہ وہ اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں) قابلِ غور ہے۔ یہ عبارت شوکانی نے بھی نقل کی ہے جیسا کہ گذرا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی امت نیک اعمال کر رہی ہے یا کہ نہیں لازماً یا تو آپ پر اعمال پیش ہوتے ہیں جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ یا پھر آپ خود اعمالِ امت پر حاضر و ناظر ہیں جیسا کہ قرآن میں حکمِ خداوندی ہے۔

اِعْمَلُوْا فَسَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ	عمل کرو اللہ اور اس کا پیارا رسول تمہارے

Marfat.com

اعمال کو دیکھ رہا ہے)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اس طرف اشارہ بھی فرمایا ہے جس کا حوالہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔

وکیل وہابیہ جناب مولوی وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے:

"تو کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح و سالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع جسم صحیح و سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سن لیتے ہیں۔ اگر دور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ مترجم ۱ : ۵۶۴)

غیر مقلدین کے شیخ الکل جناب مولوی میاں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں:

"اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں۔ چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہے لیکن کیفیت حیات کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اوروں کی اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔"

(فتاوٰے نذیریہ ۱: ۵۱، ۵۲ بحوالہ فتاوٰے علمائے حدیث ۹ : ۲۸۲، ۲۸۳)

جناب حافظ محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں زندہ ہیں یہ زندگی برزخی ہے نہ کہ دنیوی انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ ہیں بلکہ سب لوگ زندہ ہیں اسی لیے وہاں تعظیم و تعذیب کی صورت ہے۔ حدیث! الانبیآء احیاء فی قبورھم یصلون۔ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (فتح الباری)

(الاعتصام ۲ شمارہ ۸ بحوالہ فتاوٰے علمائے حدیث ۹ : ۱۲۵)

Marfat.com

محمد بن ناصر نجدی نے کہا ہے :

فان اللّٰہ حرم علی الارض	بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرما دیا
ان تاکل اجساد الانبیاء	ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے پس
فہم فی قبورھم طریون ۔	وہ اپنی قبور میں تر و تازہ ہیں ۔

(مجموعۃ رسائل النجدیہ ۴ : ۶۵۲)

حضرت امام محی الدین بن شرف النووی فرماتے ہیں :

ولیکن من اول قدومہ الی	اور اوّل حاضری کے وقت آپ صلی اللہ
ان یرجع مستشعر التعظیمہ	علیہ وسلم کی تعظیم کو ملحوظ خاطر رکھتے
صلی اللّٰہ علیہ وسلم ممتلی	ہوئے لوٹے اور آپ کے رعب و ہیبت
القلب ھیبتہ کانہ یراہ	سے اس کا دل بھرپور ہو گویا کہ آپ
...... فیقول السلام علیک	صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دیکھ رہے ہیں پھر
یا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ	اس طرح عرض کرے السلام علیک یا رسول
وآلہ وسلم ۔	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(کتاب الایجاز فی المناسک للنووی ۶ م، ۷ م)

حضرت امام ابوالمحاسن القاوقجی الحنفی م ۱۳۰۵ھ فرماتے ہیں

ثم انہض الی القبر المکرم	اور پھر قبر منورہ کی طرف باادب اسطرح
فاستقبلہ واستدبر القبلۃ	کھڑا ہو کہ قبر شریف کی طرف منہ اور پیٹھ
مستحضر جلالۃ ھذا الموقف	قبلہ کی طرف ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ملاحظا نظرہ السعید الیک	جلالت کو مدنظر رکھتے ہوئے کیونکہ یہ وہ
وسماعہ کلامک وردہ سلامک	مبارک جگہ ہے کہ آپ کی نظر مبارک تجھ
وتامینہ علی دعائک وقل	پر ہے اور وہ تیرا کلام سماعت فرما

Marfat.com

السلام علیک یا رسول اللہ
السلام علیک یا حبیب اللہ
(غنیۃ الطالبین فی مایجب من
احکام الدین للقادوقجی ۱۱۵۔مصر)

رہے ہیں اور تیرے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں اور تیری دعا پر آمین فرماتے ہیں پھر یوں عرض گزار ہو۔ یا رسول اللہ آپ پر سلام اے حبیب اللہ آپ پر سلام ہو۔

حضرت امام عبداللہ بن محمود بن مودود الموصلی الحنفی فرماتے ہیں:

ویقف کما یقف فی الصلوٰۃ
ویمثل صورتہ الکریمۃ
البھیۃ صلی اللہ علیہ وسلم
کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ
یسمع کلامہ .... و
یقول السلام علیک یا رسول
اللہ السلام علیک یا نبی اللہ
(الاختیار لتعلیل المختار للامام
عبداللہ ۱:۱۷۶)

زائر روضہ اقدس کے سامنے یوں کھڑا ہو جیسے قیام نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کا تصور کرے گویا کہ وہ آپ محو استراحت ہیں اور اس کا کلام سنتے ہیں تو چاہیے کہ زائر عرض کرے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ،

حضرت امام ابن الحاج المالکی فرماتے ہیں:

وقد قال علماؤنا رحمۃ
اللہ علیھم ان الزائر یشعر
نفسہ بأنہ واقف بین یدیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کما
ھو فی حیاتہ اذ لا فرق بین
موتہ وحیاتہ اعنی فی

ہمارے علما نے بیان فرمایا کہ زائر اپنے آپ کو خیال کرے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا رہے جیسا کہ آپ کی ظاہری حیات میں کھڑا ہوا جاتا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

Marfat.com

مشاهدته لأمته ومعرفته
باحوالهم ونياتهم و
عزائمهم وخواطرهم
وذلك عنده جلي لاخفا
فيه۔

(المدخل لابن الحاج ١ :٢٥٩)

وفات میں کوئی فرق نہیں یعنی آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو مشاہدہ
فرمانے اور ان کے احوال اور ان کی
نیتیں و عزائم جاننے میں آپکی حیات و
وفات میں کوئی فرق نہیں ہے اور
یہ تمام اشیاء آپ کے سامنے واضح ہیں
مخفی نہیں ہیں۔

Marfat.com

حدیثِ انسؓ تحقیق کی کسوٹی پر

یہ روایت الحمدللہ بالکل صحیح ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں علماء و محدثین کے کئی حوالوں سے ثابت ہوا لیکن اس کے باوجود بعض عظمتِ انبیاء کے منکر لوگوں نے اس کی صحیح سند میں کلام کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ ثابت کرنے کی ناکام جسارت کی ہے کہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ چونکہ یہ حدیث حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حقیقی جسمانی اور دنیاوی زندگی ثابت کرتی ہے اس لیے منکرین کی یہ کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس حدیث کو ضعیف ثابت کر کے اپنا غلط عقیدہ و مسلک عوام میں رائج کر سکیں۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ہم ثابت کریں گے کہ یہ حدیث شریف ہر لحاظ سے قابلِ حجت و صحیح ہے۔

اس پر ابھی تک جو اعتراضات ہماری نظر سے گذرے ہیں ہم ان کو ترتیب وار نقل کر کے ان کے مسکت جواب دیتے ہیں۔

پہلا اعتراض

اس حدیث کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے:

اس حدیث کی سند میں حسن بن قتیبہ خزاعی ہے جس کے متعلق ذہبی نے میزان الاعتدال میں ابن عدی کا قول "لا بأس به" ذکر کر کے اپنی

Marfat.com

اور دوسرے ائمہ کی رائے ذکر فرمائی :

قلت بل هو هالك قال الدارقطني في رواية البرقاني متروك الحديث قال ابوحاتم ضعيف قال الازدي واهي الحديث قال العقيلي كثير الوهم ۱/۲۴۱ (یعنی ائمہ جرح و تعدیل کی نظر میں یہ ہالک متروک الحدیث ضعیف واھی الحدیث اور کثیر الوہم ہے ۔

حافظ ابن حجر نے لسان المیزان ص۲۴۶ ج ۱ میں ذھبی کی پوری عبارت نقل فرما کر اس جرح کی تصدیق فرما دی ہے ۔ حافظ خطیب بغدادی نے بھی اسے واھی الحدیث اور متروک الحدیث فرمایا ہے (تاریخ بغداد جلد ۷، ص۴۰۵ (تحریک آزادی فکر اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی ص۴۰۵)

جواب

یہ اعتراض بالکل سطحی اور مردود ہے ۔ کیونکہ ہمارے علم کے مطابق اس حدیث کا اپنی سند کے ساتھ اخراج کرنے والے محدثین کی تعداد کم از کم نو ہے ۔

ان میں سے امام[1] بیہقی نے حیاۃ الانبیاء ص۱۵ میں ، امام[2] بزار نے مسند البزار (کشف الاستار عن زوائد البزار ۳ : ۱۰۱ ، امام[3] ابن عساکر نے (تہذیب تاریخ دمشق ص۲۳۷/۴ ، امام[4] تمام بن محمد الرازی نے فوائد التمام ۴ : ۲۴۶ ، امام[5] ابن عدی نے الکامل ۲ : ۷۳۹ میں اس سند کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے اس میں یہ راوی (الحسن بن قتیبہ موجود ہے لیکن اس کے برعکس (تاریخ دمشق ۱۳/۳۲۶ مطبوعہ ، وقلمی نسخہ ۴/۵۶۶)

۶ ۔ امام ابو یعلی الموصلی نے (مسند ابی یعلی ۶ : ۱۴۷ بتحقیق ڈاکٹر سلیم اسد) امام[۷] بیہقی نے حیاۃ الانبیاء ص۱۷) اور[۸] امام ابونعیم اصبہانی نے (تاریخ اصبہان ۳ / ۸۳) میں اس کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں یہ راوی ہے ہی نہیں اور ہمارا استدلال اسی

Marfat.com

سند کے ساتھ ہے جو کہ امام ابویعلی نے نقل کی ہے۔

۸۔ اور اس روایت کو امام ابن مندہ نے بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (شرح الصدور ص۲۵۵ للسیوطی) لیکن فی الحال ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ابن مندہ کی سند میں یہ مجروح راوی ہے یا کہ نہیں کیونکہ علامہ سیوطی نے اس کی سند پیش نہیں کی۔ ۹۔ اسی طرح اس کو حافظ شیرویہ بن شہردار بن الدیلمی نے (فردوس الاخبار ۱: ۱۵۴) میں بغیر سند کے نقل کیا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ جناب سلفی صاحب کا یہ اعتراض بالکل بے محل اور مردود ہے اور جناب سلفی صاحب کی کم علمی اور علم حدیث سے ناواقف ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ کیونکہ ایک راوی پر جرح کر کے کسی حدیث کو ضعیف ٹھہرانا صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ وہ مجروح راوی متفرد ہو۔ اور حدیث کا دارومدار اسی مجروح راوی پہ ہو لیکن یہاں ایسا معاملہ ہرگز نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحب اس اصول سے واقف نہیں ہیں۔

دوسرا اعتراض

اس حدیث کی سند پہ دوسرا اعتراض مولوی سجاد بخاری دیوبندی نے یوں کیا ہے۔

مگر یہ حدیث صحیح حدیث کی شرطوں پر پورا نہیں اترتی۔ اول اس لیے کہ اس کا ایک راوی ہے ابوالجہم الازرق بن علی۔ یہ ثقاہت کے اس درجہ سے محروم ہے جو صحیح حدیث کی شرط ہے۔ وہ صدوق ہے اور یہ توثیق کا بہت ادنیٰ درجہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمداً جھوٹ نہیں بولتا لیکن غلطی سے روایت میں غلط سلط باتیں کہہ جاتا ہے۔ .... الازرق بن علی کے بارے میں ابن حجر فرماتے ہیں الازرق بن علی الحنفی ابوالجہم صدوق یغرب من

Marfat.com

الحادية عشرة (تقریب ص۲۵)

ازرق بن علی حنفی الوالجہم صدوق ہے۔غریب حدیثیں بیان کرتا ہے۔

گیارہویں طبقہ سے ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال یغرب (تہذیب التہذیب ۱: ۲۰۰)

ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ غریب حدیثیں لاتے ہیں۔

(اقامۃ البرہان علی ابطال وساوس ہدیۃ الحیران ۲۴۹)

جواب

پہلے نمبر پر تو یہ بات ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے اور جہاں تک علامہ ابن حجر نے اس کو صدوق یغرب کہا ہے تو یہ جرح نہیں تعدیل ہے اور یہ کہنا کہ یہ ثقاہت کے اس مرتبے سے محروم ہے جو کہ صحیح حدیث کی شرط ہے۔ مردود ہے چونکہ ہم پچھلے صفحات میں بالتفصیل اور باحوالہ محدثین کرام کے حوالہ جات نقل کر آئے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اگر علامہ ابن حجر کا صدوق یُغرِبُ کہنا اس کو صحیح کے مرتبہ سے گراتا ہے تو یہ تو آپ نے صحیحین کے رواۃ کے بارے میں بھی لکھا ہے تو کیا صحیحین بھی صحت کے درجے سے گر جائیں گی۔؟

ملاحظہ فرمائیں حضرت علامہ ابن حجر صحیح بخاری کے راوی ازھر بن جمیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

ازھر بن جمیل بن جناح	ازھر بن جمیل بن جناح الھاشمی مولاھم
الھاشمی مولاھم البصری	البصری الشطی صدوق یغرب ہے اور
الشطی صدوق یغرب من	دسویں طبقہ میں سے ہے۔

Marfat.com

العاشرة (تقریب التهذیب ۱ : ۲۶)

اور ایک راوی سلمہ بن رجا کے بارے میں لکھتے ہیں

سلمة بن رجا التميمي	سلمہ بن رجا التمیمی کوفی صدوق ہے
ابوعبد الرحمٰن الكوفي	غریب احادیث لاتا ہے اور آٹھویں
صدوق يغرب من الثامنة	طبقہ سے ہے۔

(تقریب ۱ : ۱۳۰)

اسی طرح صحیح مسلم کے راوی خالد بن قیس کے بارے میں لکھا ہے :

خالد بن قيس بن رباح الازدي	خالد بن قیس بن رباح ازدی حدانی
الحدّاني البصري صدوق	بصری صدوق ہے غریب حدیثیں
يغرب من السابعة۔	لاتا ہے۔

(تقریب ۱ : ۹۰)

تو ثابت ہوا کہ اگر ان رواۃ کی احادیث صحیحین میں ہوں اور وہ صحت کے درجے سے نہ گریں تو الازرق بن علی پر بھی اسی طرح کے الفاظ ہوں تو اس کی حدیث کیوں درجہ صحت سے گر جاتی ہے۔

اور پھر اس کو امام ابن حبان نے "ثقة يغرب" کہا ہے جیسا کہ خلاصہ تہذیب الکمال میں علامہ صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی فرماتے ہیں :

وقال ابن حبان ثقة يغرب۔	ابن حبان نے فرمایا کہ ثقہ ہے اور غریب
(خلاصہ تہذیب الکمال ۱ : ۴۴)	احادیث لاتا ہے۔

تو اس صفت کے راوی تو صحیحین میں بہت سارے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ (ثقة يغرب) والا راوی صحت کے درجے سے گر جاتا ہے تو پھر تو صحیحین کے بہت سارے رواۃ درجہ صحت سے گر جائیں گے اور صحیحین کی صحت بھی مشکوک ٹھہرے گی۔ ملاحظہ

Marfat.com

فرمائیں کہ یہ ثقہ یغرب کے الفاظ کس کس راوی کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں ۔

ابراہیم بن طہمان : اس راوی سے بخاری و مسلم سمیت تمام اصحاب صحاح ستہ نے روایت لی ہے ۔ اس کے بارے میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں :

ثقة یغرب و تعلم فیه الارجا ثقہ ہے غریب حدیثیں لاتا ہے مرجئی ہے ۔

(تقریب ۱ : ۳۰)

بشر بن خالد : بخاری و مسلم کا راوی ہے ۔ یہ بھی ثقہ یغرب ہے ۔

(تقریب ۱ : ۴۴)

ابراہیم بن سوید : ثقہ یغرب (تقریب ۱ : ۲۰)

بشیر بن سلیمان : صحیح مسلم کا راوی ۔ ثقہ یغرب (تقریب ۱ : ۶۴)

الحسن بن احمد بن ابی شعیب ۔ ثقہ یغرب (تقریب ۱ : ۶۸)

تو اب کیا کہتے ہیں دیوبندی علماء کرام کہ یہ تمام رواۃ صحیح کے مرتبے میں ہیں یا نہیں ؟ اور ان کی روایات صحت کے درجے تک نہیں پہنچتیں ؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ یغرب اور غریب الحدیث کی اصطلاحات میں فرق نہیں جانتے ورنہ ایسا کبھی نہ لکھتے ۔

ثابت ہوا کہ یہ راوی ثقہ ہے اور اگر کوئی ہٹ دھرمی سے کام لے اور کہے کہ ہم نہیں مانتے کہ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی روایت صحیح کے مقام پر ہے تو ہم کہیں گے کہ اس روایت میں اگر یہ راوی ضعیف بھی ثابت ہو جائے تو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا کیونکہ اس راوی کا متابع موجود ہے ۔ جو کہ امام ابونعیم الاصبہانی کی سند میں ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں ابونعیم کی سند ۔

حدثنا علی بن محمود ثنا عبد اللہ بن ابراهیم بن الصباح ثنا — بسند مذکور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

Marfat.com

عبد اللہ بن محمد بن یحیی بن ابی بکیر ثنا یحیی بن ابی بکیر ثنا المستلم بن سعید عن حجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں

(کتاب ذکر اخبار اصبہان ۲ : ۸۳)

اس سند میں ازرق بن علی راوی نہیں بلکہ اس کی بجائے عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی بکیر ہے جو کہ ازرق بن علی کا متابع ہے اور یہ بھی ثقہ ۔

ملاحظہ فرمائیں (اس راوی کے بارے میں) خطیب بغدادی فرماتے ہیں :

عبد اللہ بن محمد بن یحیی بن ابی بکیر، ابو عبد الرحمٰن سمع جدہ یحیی بن ابی بکیر قاضی کرمان روی عن احمد بن جعفر التغلبی و یحیی بن صاعد و محمد بن مخلد وکان ثقۃ ۔

عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی بکیر ۔ ابو عبد الرحمٰن اس نے اپنے دادا یحییٰ بن ابی بکیر جو کہ کرمان کے قاضی تھے سے سماعت کی اور اس سے احمد بن جعفر التغلبی یحیی بن صاعد اور محمد بن مخلد نے روایت لی اور یہ ثقہ ہے ۔

(تاریخ بغداد ۱۰ : ۸۰)

امام ابوالشیخ اصبہانی فرماتے ہیں :

عبد اللہ بن محمد بن یحیی

Marfat.com

بن ابی بکیر الکرمانی قدم
اصبہان وحدث بہا و
کان صدوقاً۔ وہ صدوق (سچا) ہے۔

(طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا ۲ : ۲۸۳ بیروت)

امام ابونعیم فرماتے ہیں:

عبد اللہ بن محمد بن یحیی
بن ابی بکیر الکرمانی ابو محمد
وقیل ابوعبد الرحمٰن قدم
اصبہان وحدث بہا وکان
صدوقا۔ وہ صدوق (سچا) ہے

(کتاب ذکر اخبار اصبہان ۲ : ۵۱)

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

عبد اللہ بن محمد بن یحیی
بن ابی بکیر الکرمانی یروی
عن جدہ یحیی بن ابی بکیر
و یزید بن ھارون ثنا عنہ
احمد بن یحیی بن زھیر
التستری وغیرھم مستقیم
الحدیث۔

عبد اللہ بن محمد بن یحیی بن ابی بکیر کرمانی اپنے دادا یحیی بن ابی بکیر اور یزید بن ہارون سے روایت کرتا ہے اور اس سے احمد بن یحیی بن زہیر التستری نے روایت لی ہے اور یہ مستقیم الحدیث ہے۔

(کتاب الثقات لابن حبان ۸ : ۳۶۵)

ثابت ہوا کہ یہ متابع جو کہ ازرق بن علی کا ہے یہ قوی اور ثقہ ہے اور دیوبندیوں کا

Marfat.com

اس راوی کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دینا ان کی کم علمی اور تعصّب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور علمی دنیا میں اس اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

تیسرا اعتراض

مولوی سجاد بخاری غلام خانی صاحب نے لکھا ہے:

"اس حدیث کا ایک راوی مستلم بن سعید ہے۔ وہ ثقہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہم کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔"

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

مستلم بن سعید الثقفی الواسطی صدوق عابد ربما وھم (تقریب ص۳۵۱)

مستلم بن سعید ثقفی واسطی صدوق ہے اور بعض دفعہ وہم کا بھی شکار ہوتا رہتا ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ذکرہ ابن حبان فی الثقات و قال ربما خالف۔ (تہذیب التہذیب ج۱۰ ص۱۰۴)

ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ کبھی کبھی روایت حدیث میں ثقات کی مخالفت کرتا ہے۔

جواب

قارئین کرام یہ ہے ان لوگوں کی علمی دیانت اور مبلغ علم کہ ایک تو تہذیب سے صرف ربما خالف کے الفاظ نقل کئے ہیں اور دیگر محدثین کے اقوال تعدیل مولوی صاحب نہ جانے کیوں چھپا گئے ہیں۔ جبکہ یہ راوی ثقہ ہے اور ایسے ثقہ راوی پر مبہم جرح قطعاً مردود اور ناقابلِ التفات ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

Marfat.com

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نقل فرماتے ہیں:

مستلم بن سعید الثقفی الواسطی العابد ...... قال حرب عن احمد شیخ ثقۃ من اھل واسط قلیل الحدیث و قال اسحاق بن منصور عن ابن معین صویلح ...... و قال النسائی لیس بہ بأس و ذکرہ ابن حبان فی الثقات و قال ربما خالف۔	امام احمد نے فرمایا کہ یہ شیخ ثقہ ہے۔ امام ابن معین نے فرمایا ہے صویلح ہے۔ جبکہ امام نسائی نے فرمایا کہ اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔ ابن حبان نے اس کو ثقات میں بیان فرمایا اور کہا کہ کبھی کبھا مخالفت کرتا ہے۔

(تہذیب التہذیب ۱۰ : ۱۰۴)

ثابت ہوا کہ یہ راوی ثقہ ہے جیسا کہ امام ابو داؤد نے امام احمد سے نقل فرمایا ہے۔

سمعت احمد قیل لہ المستلم؟ قال! ثقۃ۔	ثقہ ہے۔

(سوالات ابی داؤد فی الجرح و التعدیل ص۳۲۱)

امام ذہبی فرماتے ہیں:

صدوق	سچا ہے۔

(الکاشف ۳ : ۱۱۹)

اب جبکہ یہ راوی ثقہ و صدوق ثابت ہوگیا تو ربما وھم و ربما خالف کے الفاظ اس راوی کو ثقاہت کے درجے سے گرا نہیں سکتے۔ ملاحظہ فرمائیں مشہور

Marfat.com

دیوبندی عالم ظفر احمد عثمانی تھانوی صاحب لکھتے ہیں :

اذا قالوا فی رجل : له اوهام او يهم فی حديثه او يخطی فيه - فهذا لا ينزله عن درجة الثقة ، فان الوهم اليسير لا يضر ولا يخلوا احدا -

(قواعد فی علوم الحديث ۱۶۸)

اور جب کسی راوی کے بارے میں محدثین کہیں کہ له اوهام (اس کے لیے وہم ہیں یا وہ حدیث میں وہمی ہے یا غلطی کرتا ہے تو یہ الفاظ اس کو ثقہ کے درجے سے نہیں گراتے کیونکہ قلیل وہم مضر نہیں ہے اور اس سے خالی دیاک کوئی ایک بھی نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ جرح ہے ہی نہیں ۔ اگر یہ جرح ہے تو پھر صحیحین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں ۔ دیکھیں کتنے رواۃ کے بارے میں علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے یہ الفاظ فرمائے ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں ۔

م ۔ خت ۔

ابراہیم بن یوسف بن اسحاق ۔ اسامۃ بن زید اللیثی ۔ اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن ۔ اسدی ۔ ایمن بن نابل ۔ جابر بن عمرو ۔ جبر بن نوف ۔ حاتم بن اسمٰعیل ۔ حرب بن ابی العالیہ حرمی بن عمارہ حزم بن ابی حزم ۔ حسن بن الصباح ۔ حسن بن فرات ۔ حمید بن زیاد ۔ ربیعہ بن کلثوم ۔ عبد اللہ بن عبد اللہ بن قیس وغیرھم کے بارے میں یہی الفاظ مروی ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں تقریب التھذیب ۔

تو ثابت ہوا کہ یہ خود ساختہ اعتراض بھی پہلے اعتراضات کی طرح مردود ہے ۔

چوتھا اعتراض

اس حدیث شریف کی سند پر منکرین شانِ رسالت کا بزعم خویش بہت وزنی اور بہت اہم یہ اعتراض ہے کیونکہ یہ ان کا خود ساختہ نہیں بلکہ یہ اعتراض

Marfat.com

یائے علم وفن کے ایک بہت بڑے ماہر یعنی حضرت امام ذہبی نے کیا ہے۔

مولوی سجاد بخاری صاحب اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں :

ایک راوی حجاج بن الاسود ہے۔ یہ راوی ذات اور حال دونوں اعتبار سے ...ل ہے۔ مستلم بن سعید کے سوا کوئی اس سے روایت نہیں کرتا۔ یہ حدیث جو اس نے ...ت بنانی کے واسطے سے حضرت انس سے بیان کی ہے، امام ذہبی اس کو حدیث منکر ...رماتے ہیں۔

حجاج بن الاسود عن ثابت	حجاج بن الاسود ثابت بنانی سے
البنانی نکرة ما روی عنه	روایت کرتا ہے وہ مجہول العین و
فیما اعلم سوی مستلم بن	الحال ہے۔ میرے علم کے مطابق مستلم بن
سعید فاتی بخبر منکر عنه	سعید کے سوا کوئی اور اس سے روایت
عن الانس فی ان الانبیاء	نہیں کرتا۔ چنانچہ اس نے ثابت کے
احیاء فی قبورهم یصلون	ذریعے انس سے ایک منکر حدیث روایت
رواه البیهقی۔	کی ہے کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(میزان الاعتدال ۱ : ۴۶۰) (اقامة البرهان ۲۵۰)

جواب

جناب سجاد بخاری صاحب کا یہ کہنا کہ یہ راوی ذات اور حال (مجہول العین والحال) ہے یہ بالکل غلط ہے اور امام ذہبی نے بھی اس راوی کا مجہول ہونا کسی محدث سے نقل نہیں فرمایا یعنی امام ذہبی سے پہلے اس راوی کو کسی بھی محدث نے نکرہ یا مجہول نہیں لکھا۔ یہ امام ذہبی کا اپنا قول و اجتہاد ہے جو کہ عقل و نقل کے لحاظ سے خلاف واقعہ و غلط ہے۔ ملاحظہ فرمائیں امام ذہبی خود فرماتے ہیں:

Marfat.com

وان قلت : فیہ جھالۃ او نکرۃ او یجھل اولایعرف وامثال ذلک ولم اعزوہ الی قائل فھومن قبلی۔

(میزان الاعتدال ۱ : ۶)

" اگر میں کسی راوی کے بارے میں کہوں کہ اس میں جہالت ہے یا وہ نکرہ ہے یا جہالت کی نسبت اسکی طرف کی جاتی ہے وہ غیر معروف یا اس جیسا کوئی لفظ اور کسی کی طرف نسبت نہ کردوں تو یہ جرح میری طرف سے ہوگی۔

ثابت ہوا کہ یہ امام ذہبی کا اپنا اجتہاد ہے :

پہلے نمبر پر تو بات یہ ہے کہ یہاں امام ذہبی کو سہو ہو گیا ہے۔ یہ راوی مجہول نہیں ہے جیسا کہ امام علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

حجاج بن الاسود ...... انما ھو حجاج بن ابی زیاد الاسود یعرف بزق العسل وھو بصری ...... قال احمد ثقۃ ورجل صالح وقال ابن معین ثقۃ وقال ابو حاتم صالح الحدیث وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔	حجاج بن الاسود — وہ حجاج بن ابی زیاد ہے جو کہ زق العسل کے نام سے مشہور ہے اور بصری ہے۔ امام احمد نے فرمایا ثقہ ہے اور صالح آدمی ہے۔ امام ابن معین نے فرمایا ثقہ ہے اور ابو حاتم نے کہا کہ صالح الحدیث ہے۔ امام ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات میں (۶ : ۲۰۲) ذکر کیا ہے۔

(لسان المیزان ۲ : ۱۷۵)

اور اسی طرح امام ابن ابی حاتم نے بھی اس راوی کی تعدیل ہی نقل کی ہے۔ جرح کا کوئی لفظ نقل نہیں کیا۔ ملاحظہ فرمائیں کتاب الجرح والتعدیل ۳ : ۱۶۱ اور

Marfat.com

امام یحیی بن معین نے کہا حجاج الاسود، بصری ثقہ ہے (تاریخ یحیی بن معین ۲ : ۱۰۱)
اب جبکہ یہ بات دلائل سے واضح ہو گئی کہ یہ راوی مجہول نہیں بلکہ معروف اور زبردست ثقہ ہے تو یہ روایت بھی صحیح ثابت ہو گئی۔

لیکن بعض حضرات امام ذہبی کی اس عبارت کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔

مولوی سجاد بخاری لکھتے ہیں:

"اسماء الرجال میں امام ذہبی استقراء تام کے مالک ہیں اور اس فن میں ان کی رائے معاصرین اور بعد کے علماء کی رائے پر فائق اور راجح ہے۔ یہ بات بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ امام ذہبی ایسا ماہر فن اور رجال کا وسیع علم رکھنے والا امام احمد، ابن معین اور ابو حاتم ایسے ائمہ جرح و تعدیل کی توثیق سے بے خبر ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جریر، عیسٰی، حماد اور روح ایسے ائمہ ثقات اس سے روایت کرتے ہیں اور اس بے خبری میں مجہول کہہ دیا.......الخ

(اقامۃ البرہان، ۲۵۲)

ایک اور شخص یعنی شیر محمد صاحب مماتی نقل کرتے ہیں:

"علامہ ذہبی وہ ہیں جن کو نقد رجال میں کامل ملکہ حاصل ہے۔ جب علامہ ذہبی کو رواۃ اور رجال کے پرکھنے کی مکمل مہارت حاصل ہے اور ان کے بعد آنے والے جملہ محدثین کرام ان پر اس فن میں کلی اعتماد کرتے ہیں تو ان پر بلا وجہ یہ الزام کیوں عائد کیا جاتا ہے کہ یہ ان کا وہم ہے۔"

(آئینہ تسکین الصدور ص ۳۲)

جواب

امام ذہبی کی اسماء الرجال تحقیق و علم میں استقراء تام کے درجہ میں ہے۔ یہ بجا

Marfat.com

اور "رواۃ اور رجال کو پرکھنے کی مکمل مہارت ہے۔ یہ بھی صحیح لیکن امام ذہبی معصوم نہیں ہیں کہ ان سے غلطی کا امکان ہی نہ ہو اور اس راوی کو نکرہ کہنا ان کی غلطی ہے جس کا انہوں نے خود بھی اقرار کیا ہے اس راوی کے بارے میں امام ذہبی خود فرماتے ہیں:

قلت حجاج ثقۃ۔ حجاج ثقہ ہے۔

(تلخیص المستدرک ۴ : ۳۲۲ کتاب الرقاق)

امام ذہبی خود اس راوی کو ثقہ گردانتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ میزان میں یا تو علامہ ذہبی کو سہو ہو گیا ہے یا پھر انہوں نے بعد میں ویسے ہی اس جرح سے رجوع کر لیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے ہیں:

حجاج الاسود القسملی	حجاج الاسود القسملی، اور اس کو حجاج
ویقال لہ حجاج زق العسل	زق العسل بھی کہتے ہیں اور وہ حجاج بن
وھو حجاج بن ابی زیاد حدث	ابی زیاد ہے۔ جو کہ شہر، ابو نفرہ اور
عن: شھر و ابی نضرۃ و	محدثین کی ایک جماعت سے روایت لیتا
جماعۃ۔ بصری صدوق	ہے اور بصری ہے اور صدوق ہے
روی عنہ جعفر بن سلیمان	اور اس سے جعفر بن سلیمان اور عیسیٰ
وعیسی بن یونس و روح	بن یونس و رَوح نے روایت کی ہے
وکان من الصلحاء وثقہ	وہ علماء میں ہے۔ امام ابن معین نے
ابن معین۔	اس کو ثقہ کہا ہے

(سیر الاعلام النبلاء ۷ : ۷۶ موسسۃ الرسالہ بیروت)

اور یہ حجاج الاسود ہی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ امام ذہبی نے اپنی جرح سے خود ہی رجوع فرما لیا تھا۔ اور اگر کوئی

Marfat.com

یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ یہ راوی بہر حال مجہول ہے چونکہ اس کو امام ذہبی نے مجہول کہہ دیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ امام ذہبی نے تو بہت سارے ثقات کو میزانُ الاعتدال میں مجہول لکھ دیا ہے تو کیا آپ ان سب ثقہ راویوں کو فقط امام ذہبی کے کہنے پر مجہول مان لیں گے ؟

آئیں چند مثالیں میزان سے پیش کرتا ہوں کہ امام ذہبی نے کن کن ثقہ رواۃ کے بارے میں مجہول وغیرہ جیسے الفاظ لکھے ہیں ۔

امام ذہبی فرماتے ہیں

الحسین بن الحسن بن یسار	کہ اس کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے
ذکرہ ابن ابی حاتم مجھول.	یہ مجہول ہے ۔

اب دیکھیں کہ راوی ایسا ہے کہ جس سے امام بخاری و مسلم وغیرھما نے روایت لی ہے اور میزان الاعتدال میں اس کے بارے میں مجہول لکھا گیا ہے ۔

حضرت علامہ المزی لکھتے ہیں :

الحسین بن الحسن بن یسار	الحسین بن حسن بن یسار امام احمد بن
...... قال احمد بن حنبل	حنبل نے فرمایا کہ یہ ثقات مامونین
من الثقات المامونین و	میں سے ہے اور نسائی نے کہا ثقہ ہے
قال النسائی ثقة و ذکرہ	ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقات
ابن حبان فی الثقات روی	میں ذکر کیا ہے اور اس سے امام بخاری
له بخاری و مسلم و	و امام مسلم اور امام نسائی نے روایت
نسائی ۔	لی ہے ۔

(تہذیب الکمال ۴ : ۵۹۴)

حتی کہ امام ذہبی نے تو ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ الفاظ

Marfat.com

لکھ دیئے ہیں۔

مدلاج بن عمرو اسلمی لا یدری من ہو۔

یہ کون ہے نہیں جانا گیا۔ یعنی یہ مجہول ہے۔ (استغفر اللہ)

(میزان الاعتدال ۴ : ۸۶)

امام حجر عسقلانی ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وھذا صحابی ذکرہ ابن حبان وغیرہ فی الصحابة ...... وھذا رجل من اھل بدر ولم یختلف عن ذکرہ احد ممن صنف فی الصحابة۔

یہ صحابیٔ رسول ہے اور اس کا ذکر ابن حبان وغیرہ نے صحابہ میں کیا ہے اور یہ شخص اہل بدر میں سے ہے یعنی بدری صحابی ہے اور جس نے بھی صحابہ پر لکھا اس میں سے کسی کا بھی اختلاف اس کے صحابی ہونے میں نہیں ہے۔

(لسان المیزان ۶ : ۱۲، ۱۳)

اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن کتاب کو طوالت سے بچانے کے لیے ہم انہی دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ ویسے بھی عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے۔

پانچواں اعتراض

اس حدیث پر جناب شیر محمد صاحب مماتی اعتراض کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"دراصل حجاج بن اسود کی ثقاہت کی بحث کے علاوہ ان سے ماسوا مستلم بن سعید کے کسی نے یہ حدیث روایت نہیں کی"۔

(آئینہ تسکین الصدور ص۳۲)

Marfat.com

جواب

جہاں تک حجاج بن اسود کا تعلق ہے تو ہم الحمد للہ اس کی ثقاہت
قابلِ تردید حوالوں سے ثابت کر آئے ہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ
اس سے سوائے مستلم بن سعید کے اور کسی نے یہ روایت نہیں کی، یہ جرح ہے ہی
نہیں۔ جب مستلم بن سعید ثقہ ہے تو پھر کتنے ہی راوی ہیں جو کہ بہت ساری احادیث
میں متفرد ہیں لیکن ان احادیث پر اعتراض نہیں تو پھر اس پر کیوں ہے؟ آپ دور
جائیں، صحیحین میں کتنے راوی ہیں جن سے صرف ایک ہی راوی روایت کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں حضرت امام علامہ ابن حجر عسقلانی اسماء بن الحکم الفزاری کے ترجمہ میں
فرماتے ہیں:

وقال البخاری لم یرو عنہ	امام بخاری نے فرمایا کہ اس سے اس
الا ھذا الحدیث وحدیث	حدیث کے سوا اور کوئی روایت نہیں
آخر لم یتابع علیہ	ہے اور اس کی کوئی دوسری حدیث
قال المزی ھذا لا یقدح	متابع بھی نہیں ہے اور مزی نے کہا
فی صحۃ الحدیث لان	کہ یہ بات صحتِ حدیث کے لیے مضر
وجود المتابعۃ لیس شرط	نہیں ہے کیونکہ متابع کا پایا جانا ہر
فی صحۃ کل حدیث صحیح	صحیح حدیث کے لیے ضروری نہیں ہے۔

(تہذیب التہذیب ۱: ۲۶۷)

اور پھر مشہور دیوبندی جناب ظفر احمد عثمانی تھانوی
نے لکھا ہے:

من لم یرو عنہ الا واحد	کہ جس راوی سے صرف ایک ہی راوی

Marfat.com

نقط لا یمتنع ان یکون ثقة محتجًا به (قواعد فی علوم الحدیث ۲۳۷)

روایت کرے اس کے ثقہ اور قابلِ احتجاج ہونے کے منافی نہیں ہے۔

اور علامہ حافظ ابوبکر محمد بن موسی الحازمی فرماتے ہیں:

لانهما قد خرجا فی کتابهما احادیث جماعة من الصحابة لیس لهم الا راو واحد و احادیث لا تعرف الا من جهة واحدة۔ (شروط الائمة الخمسة ص۷۶)

کیونکہ بخاری و مسلم نے اپنی اپنی کتاب میں صحابہ کی ایک جماعت سے روایات لی ہیں کہ جن سے صرف ایک ہی راوی روایت کرنے والا ہے اور وہ حدیث سوائے اس ایک جہت کے کسی وجہ سے پہچانی بھی نہیں جاتی یعنی اس کا متابع بھی کوئی نہیں ہے۔

اور پھر علامہ الحازمی نے تفصیلاً ایسی احادیث کو نقل بھی کیا ہے کہ جن میں بعض مقامات پر صرف ایک ہی راوی ہے۔

تو جب مطلقاً ایک راوی سے روایت کرنے والا صرف ایک ہی راوی ہو وہ صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔ تو پھر حجاج بن اسود سے تو کئی دیگر راوی بھی روایت کرتے ہیں۔ اس لیے یہ اعتراض بالکل بچگانہ اور پاگلانہ اعتراض ہے۔

اعتراض

جناب شیر محمد مماتی جھنگوی صاحب نے لکھا ہے۔

یہ حدیث الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون جوکہ بذعم موصوف حیاۃ النبی بحیاۃ دنیویہ حقیقیہ جسمانیہ عنصریہ کے عقیدہ کی مرکزی دلیل ہے۔ صرف مسند ابی یعلی و مسند بزار میں صرف ایک صحابی سے مروی ہے جن کا نام نامی اسم

Marfat.com

گرامی حضرت انس بن مالک ہے رضی اللہ عنہ۔ ان کے بعد آپ کے سینکڑوں شاگرد تھے مگر یہ حدیث صرف ان کے ایک ہی شاگرد بتاتے ہیں جن کا اسم گرامی ثابت بنانی ہے۔ پھر آگے ان کے بیسیوں شاگرد تھے مگر یہ حدیث صرف ایک ہی شاگرد بتاتے ہیں۔ جن کا نام حجاج بن اسود ہے پھر ان سے صرف مستلم بن سعید روایت کرتے ہیں۔

اب مستلم بن سعید کے شاگردوں میں سے صرف دو روایت کرتے ہیں جن میں سے ایک کا نام تو حسن بن قتیبہ خزاعی ہے اور یہ حسن بن قتیبہ خزاعی ابن عدی اور مسند بزار کا راوی ہے...... یہ صاحب ھالک الحدیث، متروک الحدیث، ضعیف، کثیر الوہم ہے۔

اب مستلم بن سعید کا ایک ہی شاگرد رہ گیا اور وہ ہے یحییٰ بن ابی بکیر۔ پھر اس کا ایک ہی شاگرد ابوالجہم الازرق بن علی پھر اس کا شاگرد صاحب مسند ابو یعلی موصلی متوفی ۳۰۷ھ ہیں۔

الغرض حضرت انس سے لے کر ابو یعلی موصلی تک چار صدیوں میں گنتی کے کل ۶-۷ آدمی ہیں اور اپنے اپنے استاد سے روایت کرتے ہیں۔ سب متفرد ہیں۔

(آئینہ تسکین الصدور، ۲۶-۲۷)

اسی سے ملتا جلتا اعتراض سجاد بخاری غلام خانی نے بھی اقامۃ البرہان ۳۵۲ ص ۳۵۳ پر نقل کیا ہے۔

جواب

اس اعتراض کا سلسلہ وار جواب ملاحظہ فرمائیں:

(۱) یہ حدیث صرف مسند ابی یعلی اور مسند بزار میں صرف ایک صحابی سے مروی ہے جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت انس بن مالک ہے۔ اس دیوبندی مماتی مولوی صاحب

Marfat.com

کا علم تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث اس کے مطابق صرف مسند ابی یعلی اور مسند بزار میں ہے حالانکہ ہم پچھلے صفحات میں واضح کر آئے ہیں کہ اس حدیث کو کم و بیش تو محدثین نے اپنی اپنی کتب میں باسند نقل کیا ہے

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ صرف ایک صحابی حضرت انس بن مالک سے مروی ہے تو یہ تو کوئی جرح نہیں ہے۔ کتنی احادیث صحیحین میں موجود ہیں جو کہ صرف ایک صحابی سے مروی ہیں اور آگے ان سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی ہے۔ کسی صحیح حدیث کا متابع نہ پایا جانا کوئی عیب و جرح نہیں ہے جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔

اعتراض کا دوسرا حصہ

ان (حضرت انس) کے بعد آپ کے سینکڑوں شاگرد تھے۔ مگر یہ حدیث صرف ان کے ایک ہی شاگرد بتاتے ہیں۔ جن کا اسم گرامی ثابت بنانی ہے۔

جواب

اگر واقعتاً ایسا ہی ہوتا کہ حضرت انس سے یہ روایت صرف حضرت ثابت بنانی ہی روایت کرتے ہیں تو پھر بھی کچھ مضائقہ نہیں تھا کیونکہ حضرت ثابت بنانی زبردست ثقہ تابعی ہیں اور ثقہ کا تفرد مضر نہیں۔

لیکن یہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کرنے میں ثابت بنانی کے ساتھ عبدالعزیز (عند البزار) اور ابو الملیح (عند البیہقی) بھی موجود ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں امام بزار فرماتے ہیں:

Marfat.com

حدثنا محمد بن عبد الرحمٰن بن المفضل الحرانی، ثنا الحسن بن قتیبہ المدائنی ثنا حماد بن سلمہ عن عبد العزیز عن انس قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء یصلون فی قبورھم۔

بسند مذکور، حضرت عبدالعزیز حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء کرام زندہ اور اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار ۳: ۱۰۰ کتاب اعلام النبوۃ)

تو اس سند میں حضرت ثابت بنانی کے حضرت عبدالعزیز متابع ہیں۔

اور امام بیہقی نقل کرتے ہیں

اخبرنا ابو عثمان الامام انبأ زاھر بن احمد انبأ ابو جعفر محمد ابن معاذ المالینی ثنا الحسین بن الحسن ثنا مؤمل ثنا عبید اللہ بن ابی حمید الھذلی عن ابی الملیح عن انس بن مالکؓ الانبیاء فی قبورھم احیاء یصلون۔

بسند مذکور جناب ابوالملیح حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

(حیاۃ الانبیاء للبیہقی، ۱۷)

تو ثابت ہوا کہ یہ اعتراض بھی کم علمی یا تعصب کا نتیجہ ہے اور حقیقت کے ساتھ

Marfat.com

اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

تو جب یہ اعتراض ہی باطل و مردود ہے تو آگے یہ اعتراض کرنا کہ حضرت ثابت سے حجاج بن الاسود اور حجاج بن الاسود سے سوائے مستلم کے یہ روایت کسی نے بھی روایت نہیں کی اپنے آپ ہی ختم ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس کے بعد یہ اعتراض کہ ———

مستلم کے شاگردوں میں سے صرف دو روایت کرتے ہیں جن میں سے ایک کا نام تو حسن بن قتیبہ خزاعی ہے جو کہ مجروح راوی ہے۔

اب مستلم بن سعید کا صرف ایک ہی شاگرد رہ گیا وہ ہے یحییٰ بن ابی بکیر پھر اس کا ایک ہی شاگرد ابوالجہم الازرق بن علی پھر اس کا شاگرد صاحب مسند ابویعلی موصلی ہے۔

——— بھی کوئی وقعت نہیں رکھتا بلکہ یہ اعتراض تو معترض کی علمی پستی پہ ماتم کر رہا ہے کہ اس کو اتنا بھی علم نہیں کہ یحیی بن ابی بکیر سے صرف ابوالجہم الازرق بن علی ہی روایت نہیں کرتا بلکہ عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی بکیر بھی یہ روایت کرتا ہے۔ اور وہ ثقہ ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں ابونعیم کے حوالے سے گزر چکا ہے ———

اعتراض

اس صحیح حدیث پہ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ:

الغرض حضرت انس سے لے کر ابویعلی موصلی تک چار صدیوں میں گنتی کے کل ۶ ـ ۷ آدمی ہیں۔ اور اپنے اپنے استاد سے روایت کرنے میں سب متفرد ہیں۔

Marfat.com

جواب

اگر مسئلہ ایسے ہی ہوتا تو پھر بھی مضائقہ نہیں تھا کیونکہ یہ سب راوی ثقہ ہیں لیکن جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی متفرد نہیں ہے۔

(الحمدللہ رب العالمین)

تنبیہ

اس حدیث پر "منکر" کا اطلاق ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ منکر وہ روایت ہوتی ہے کہ جس میں کوئی ضعیف راوی ثقہ راویوں کے خلاف روایت کرے۔ یا پھر بقول بعض کوئی ثقہ راوی اپنے سے اوثق راوی کی مخالفت کرے۔ جبکہ اس حدیث میں نہ تو کوئی ضعیف راوی ہے کہ وہ ثقہ کی مخالفت کر رہا ہو اور نہ ہی ثقہ کسی اوثق کی مخالفت کر رہا ہے۔

اور جس حدیث کو اس کے مقابلے میں مقبول روایت قرار دیا جا رہا ہے وہ دراصل ایک اور روایت ہے بلکہ وہ روایت: مررت علی قبر موسیٰ و ھو قائم یصلی فیہ: اس کی شاہد و موید روایت ہے نہ کہ اس کے مخالف جیسا کہ امام بیہقی فرماتے ہیں:

ولحیاۃ الانبیاء بعد موتھم	اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاۃ بعد
صلوات اللہ علیھم ۔شواھد	از وفات پر صحیح احادیث میں سے شواہد
من الاحادیث الصحیحۃ	موجود ہیں۔ ان میں سے وہ حدیث ہے
منھا.....ان النبی صلی	ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج
اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسری	کی رات حضرت موسیٰ پہ گزرے تو

Marfat.com

به مررت علی موسیٰ علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہٖ۔ (حیاۃ الانبیاء : ۱۹) — وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اور حضرت علامہ سخاوی اپنے شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی سے نقل فرماتے ہیں۔

وشاھداً لحدیث الاول ما ثبت فی صحیح مسلم من روایۃ حماد بن سلمۃ عن انس رفعہ مررت بموسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہٖ۔ (القول البدیع : ۱۶۸) — پہلی حدیث (الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون) کا شاہد و مؤید وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں حماد بن سلمہ کی سند سے حضرت انس سے مرفوعاً بیان ہوئی کہ میں موسیٰ پر گزرا معراج کی رات کو ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

تو ثابت ہوا کہ یہ حدیث اس کی موید و شاہد ہے نہ کہ اس کی مخالف کہ ایک کو رد کیا جائے تب دوسری کا اثبات ہوگا۔ جب دونوں روایتیں صحیح ہیں اور ایک دوسری کی مخالف نہیں ہیں تو دونوں کو صحیح مانا جائے گا۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۳

وقد روی من وجہ آخر عن انس بن مالکؓ موقوفاً
اخبرنا ابو عثمان الامام رحمہ اللہ انبأ زاھر بن احمد
انبا ابو جعفر محمد بن معاذ المالینی ثنا الحسین
بن الحسن ثنا مومل ثنا عبید اللہ بن ابی حمید الھذلی
عن ابی الملیح عن انس بن مالکؓ : الانبیاء فی
قبورھم احیاء یصلون ۔

اور ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک سے یہ روایت
موقوف بیان کی گئی ہے ۔
بسند مذکور :
حضرت ابو الملیح حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرات
انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں ۔

اس موقوف روایت میں حضرت ابو الملیح بن اسامہ الھذلی حضرت امام ثابت بنانی
کے متابع اور شاہد ہیں اور یہ موقوف روایت اس سے پہلی روایت مرفوع کی تائید
کر رہی ہے ۔ لہٰذا یہ کہنا کہ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کے الفاظ
حضرت انس بن مالک سے سوائے ثابت بنانی کے اور کوئی راوی روایت نہیں کرتا ۔
بالکل غلط ہے ۔ جناب ابو الملیح تابعی اور ثقہ ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں تہذیب الکمال للمزی ۲۲ :
۵۵، ۵۶ ۔

یہ روایت امام بیہقی نے چونکہ عن ثابت عن انس سے مرفوع روایت کی تائید میں بیان کی ہے لھذا اگرچہ اس کا ایک راوی عبید اللہ بن ابی حمید ضعیف ہے پھر بھی اس کے پیش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ متابع اور شواہد میں ضعیف راوی کی روایت بھی پیش کی جاسکتی ہے جیسا کہ محدثین حضرات نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

لا انحصار للمتابعات فی الثقة کذالک الشواھد ولذا قال ابن الصلاح: واعلم أنه قد یدخل فی باب المتابعات والاستشھاد روایة من لا یحتج بحدیثه وحدہ۔ بل یکون معدودًا فی الضعفاء۔ وفی کتابی البخاری ومسلم جماعة من الضعفاء ذکرھم فی المتابعات والشواھد۔ (فتح المغیث شرح الفیة الحدیث ۱: ۲۰۹)

متابعات کے لیے صرف ثقہ پر ہی انحصار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح شواہد میں چونکہ امام ابن الصلاح نے فرمایا کہ جان لینا چاہیئے کہ متابعات اور استشہاد کے باب میں ایسے راوی کی حدیث بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ جس کی حدیث سے متفرد ہونے کی حالت میں احتجاج نہ کیا جائے بلکہ اس میں ضعفا بھی شمار ہوں گے اور صحیح بخاری و مسلم میں ایک جماعت ضعیف راویوں کی ہے کہ ان کو متابعات و شواہد میں ذکر کیا گیا ہے۔

یہی اصول ابن الصلاح نے "مقدمہ ابن الصلاح ص۳۱ امام نووی نے کتاب الارشاد "طلاب الحقائق الی معرفة سنن خیر الخلائق ۱: ۲۲۳، ۲۲۴" امام ابن ملقن نے "المقنع فی علوم الحدیث ۱: ۱۸۸، ۱۸۹" امام ابو یحیٰی زکریا الانصاری نے "فتح الباقی بشرح الفیة العراقی ص۱۸۱" امام جلال الدین السیوطی

نے "تدریب الراوی ۱ : ۲۹۵ میں بیان فرمایا ہے۔

جناب مولوی ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں :-

وفی تعلیق الحسن: الضعیف یکفی بلا اعتضاد وفی موضع منه : الضعیف یصلح للتقویة. (قواعد علوم الحدیث : ۶۸)	التعلیق الحسن میں ہے کہ ضعیف روایت تائید کے لیے کافی ہے اور اسی کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ضعیف تقویت کی صلاحیت رکھتی ہے۔

تو یہ روایت اگرچہ موقوف ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہو تو تائید اور متابع کے طور پر اس کو پیش کرنا جائز ہے۔ اسی لیے امام بیہقی نے اس روایت کو یہاں پیش کیا ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۴

وروی کما اخبرنا ابوعبد اللہ الحافظ ثنا ابوحامد بن علی الحسنوی املاءً ثنا ابوعبداللہ محمد بن العباس الحمصی ثنا ابوالربیع الزهرانی ثنا اسماعیل بن طلحة بن یزید عن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن ثابت. عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: ان الانبیاء لا یُترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلةً و لکنھم یصلون بین یدی اللہ عزوجل حتی یُنفَخَ فی الصُّورِ۔

بسند مذکور:

حضرت انس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں چالیس روز کے بعد نہیں چھوڑے جاتے مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور صور پھونکنے تک (یعنی قیامت تک) نماز پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کی امام دیلمی نے بھی تخریج کی ہے ملاحظہ ہو فردوس الاخبار ۱:۲۷۳ حاکم فی التاریخ کذا فی کنزالعمال ۱۱: ۴۷۴، ۴۷۳۔

Marfat.com

اس روایت میں ایک راوی محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ مختلف فیہ ہے۔ محدثین کی اکثریت نے اس پہ کلام کیا ہے۔ لیکن بعض محدثین نے اس کی تعدیل بھی فرمائی ہے۔

امام عجلی فرماتے ہیں: محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کوفی۔

محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی کوفی، صدوق ثقة... وکان فقیها، صاحب سنة.... وکان صدوق جائز الحدیث۔
(تاریخ الثقات، ۴۰۷)

صدوق (سچا) اور ثقہ ہے۔ وہ فقیہ اور صاحب سنۃ تھا اور سچا اور جائز الحدیث ہے۔

امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں:

محله الصدق کان سیئ الحفظ شغل بالقضاء فساً حفظه لا یتهم بشیئ من الکذب..... وسئل ابو زرعة فقال هو صالح لیس باقوی ما یکون۔
(الجرح والتعدیل ۷: ۳۲۳)

اس کا محل (مقام) صدوق (سچا) اور کمزور حافظے کا مالک، قضا کے معاملات میں مشغول رہا اس لیے اس کا حافظہ کمزور ہو گیا۔ امام ابوزرعہ سے اس کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے کہا وہ صالح ہے اور اتنا قوی نہیں جتنا کہ ہونا چاہیے۔

امام برذعی امام ابوزرعہ رازی سے نقل فرماتے ہیں:

سألت ابو زرعة عن محمد بن عبد الرحمن بن

میں نے ابوزرعہ سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے بارے میں پوچھا تو

Marfat.com

ابی لیلی فقال : رجل شریف۔ — انہوں نے کہا کہ وہ شریف آدمی ہے۔

(اسئلة البرذعی عن ابی زرعة وکتاب الضعفاء ۲ : ۷۳۷)

شاید اسی وجہ سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :

وبیہقی

وبیہقی از روایت انس می آرد صحیح می کند۔ — اور بیہقی نے حضرت انس سے جو روایت کی ہے صحیح ہے۔

(جذب القلوب ، ۱۹۹)

Marfat.com

وهذا ان صح بهذا اللفظ، فالمراد به والله اعلم لا يتركون الا هذا المقدار ثم يكونون مصلين فيما يدي الله عزوجل كما روينا فى الحديث الاول.

یہ حدیث اگر ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس مقدار (یعنی چالیس راتیں) چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر اپنے رب کے حضور نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ پہلی حدیث میں ہم نے روایت کیا۔

•

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

مراد آں بود کہ حیات ایشاں در قبر دائم و مستمر است ولیکن در مدت اربعین بحال نماز و عبادت ظاہر نبود۔
(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۱۹۹)

اس حدیث شریف سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اس عرصہ معینہ کے بعد نماز پڑھنے سے چھوڑے نہیں جاتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور خاص میں نماز پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت امام زرقانی فرماتے ہیں:

فالمراد انهم لا يتركون يصلون الا هذا المقدار و يكون مصلين بين يدی الله۔

اس حدیث شریف سے مراد یہ ہے کہ قبر میں ان (انبیاء کرام) کی حیات دائمی اور ہمیشگی والی ہے لیکن چالیس دن تک ان سے نماز و عبادت کا ظہور نہیں ہوتا

(زرقانی شرح المواهب ۵: ۳۳۵)

حضرت امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں:

فالمراد به والله اعلم لا يتركون لا يصلون الا هذا المقدار ثم يكونون ــــ مصلين فيما بين يدی الله تعالیٰ: قال البيهقی و لحياة الانبياء بعد موتهم شواهد من الاحاديث الصحيحه

پس اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ نہیں چھوڑے جاتے یعنی نہیں نماز پڑھتے وہ مگر اسی مقدار کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور امام بیہقی نے کہا کہ انبیاء کرام کی حیات بعد از وفات پر احادیث صحیحہ سے شواہد موجود ہیں۔

(شفاء السقام، ۱۸۰)

اور کم و بیش اسی طرح کی عبارت علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی نے القول البدیع، ص۱۶۸ میں نقل فرمائی ہے۔

اس حدیث کے کئی شواہد ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

شاہد اوّل

حدثنا محمد بن ابی زرعه بسند مذکور

Marfat.com

الدمشقی، ثنا هشام بن
خالد، ثنا الحسن بن یحیی
الخشنی، عن سعید بن
عبد العزیز، عن یزید بن
ابی مالکؒ عن انس بن مالکؓ
قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ما من نبی یموت
فیقیم فی قبره الا اربعین
صباحا۔
(حتی ترد علیه الروح)

حضرت انس بن مالک سے روایت
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا۔ جو نبی بھی وفات
پاتا ہے تو چالیس دن تک اپنی
قبر میں ٹھہرتا ہے۔
(حتی کہ اسکی طرف روح لوٹا دی
جاتی ہے)

هذه الزیادة عند ابن العراق فی تنزیه الشریعة ١ : ٢٢٥
مسند الشامیین لامام طبرانی، ١:١٩٤، ٢ : ٤٢٠
الرسائل القشیریه، ١٣، حلیة الاولیاء لابی نعیم، ٨:٣٣٣
کنز العمال ١١ : ٥٧٤، ابن حبان فی المجروحین ١: ٢٢٥، ٢٢٦

اس روایت کو امام ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے کیونکہ اس کی سند میں الحسن بن یحیی الخشنی منکر الحدیث ہے۔

لیکن امام سیوطی نے اس پر تعقب کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (التعقبات علی الموضوعات، ٥٣ باب المناقب)

امام ابو الحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی فرماتے ہیں:

(تعقب) بان الخشنی من
رجال ابن ماجه نعقس

(تعقب، کیونکہ الخشنی (الحسن بن یحیی)
ابن ماجہ کے رجال میں سے ہے۔ اکثر

Marfat.com

الاکثر ولم ینسب الی وضع ولا کذب وقال دحیم و ابو داؤد لا بأس به وقال ابو حاتم صدوق سيئ الحفظ وقال ابن عدی تحتمل روایاته ومن هذه حالته لایحکم علی حدیثه بالوضع و لحدیثه شواهد یرتقی بها الی درجة الحسن و قال الحافظ ابن حجر فی تخریج احادیث الرافعی قد الف البیهقی جزءا فی حیاة الانبیاء فی قبورهم واورد فیه عدة احادیث تؤیده هذا۔

نے اس کی تعفیف کی ہے لیکن کسی ایک نے بھی وضع اور جھوٹ کو اس کی طرف منسوب نہیں کیا۔ دحیم اور ابو داؤد نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابو حاتم نے کہا کہ صدوق (سچا) مگر سیّئ الحفظ ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ یہ اپنی روایات اٹھانے والا (یاد رکھنے والا) ہے۔ تو اس حالت میں اس کی حدیث پر وضع کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اور پھر اس حدیث کے شواہد موجود ہیں جو کہ اس کو حسن کے درجہ میں لے جاتے ہیں اور حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں کہا۔ امام بیہقی نے حیات الانبیاء میں ایک مستقل جزء تصنیف کیا اور کافی احادیث اس مسئلہ کی تائید میں پیش کی ہیں۔

(تنزیة الشریعة المرفوعة ۱: ۳۳۵)

علامہ جمال الدین المزی نقل فرماتے ہیں:

وقال احمد بن سعد بن ابی مریم: سألت یحیی بن معین عن الحسن بن یحیی الخشنی فقال ثقة خراسانی

یحیی بن معین نے فرمایا کہ یہ ثقہ ہے۔

(تهذیب الکمال، ۴ : ۳۳۵)

Marfat.com

ان دلائل و حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ روایت بطور تائید پیش کی جا سکتی ہے۔

دوسرا شاہد

اس حدیث کا ایک اور شاہد ہے جس کو امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔

عشرۃ لا یترکون فی قبورھم	دس شخصیات ہیں کہ ان کو قبور میں
ولکنھم یصلون بین یدی	نہیں چھوڑا جاتا مگر اس حالت میں کہ وہ
اللہ عزوجل حتی ینفخ فی	اللہ کے حضور صور پھونکنے تک نمازیں
الصور۔ الانبیاء.....الخ	پڑھتے ہیں۔ ان میں سے انبیاء ہیں۔

(فردوس الاخبار، ۲: ۶۴)

ان شواہد کے ساتھ حدیث شریف : ان الانبیاء لا یترکون فی قبورھم کم از کم حسن لغیرہ ہے۔ اور یہ تمام احادیث مل کر حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کے شواہد و متابعات بنتی ہیں جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ یہ حدیث بالکل صحیح اور قابلِ اعتماد ہے۔ (وللہ الحمد علی ذلک)۔

Marfat.com

وقد یحتمل ان یکون المراد به رفع اجسادھم مع ارواحھم ؎

اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ انکے اجساد روحوں سمیت اٹھ جاتے ہوں ۔

؎ اگر تو اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام قبور مقدسہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ تشریف لے جاتے ہیں تو یہ تمام احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے خلاف ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ کبھی کبھی تصرف فرمانے کے لیے کہیں تشریف لیجائیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ آگے (تسلسل حاشیہ) چل کر تفصیلاً بیان ہوگا۔ (انشاء اللہ المولی) کیونکہ حضرات انبیاء کرام اگر اجسام مع الارواح اٹھ جاتے اور قبور خالی رہ جاتیں تو پھر قبور کی زیارت کا کیا فائدہ تھا۔؟ اور آئندہ آنے والی تمام احادیث مہمل قرار پاتیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں سے اٹھ جانے سے مراد صرف یہ ہے جیسے آدمی بیدار ہو جائے ۔ اس طرح وہ حضرات عبادت کے لیے بیدار ہو جاتے ہیں اور اللہ کے حضور عبادت کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں ۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۵

فقد روی سفیان الثوری فی "الجامع" قال شیخ لنا عن سعید بن المسیّب قال: ما مکث نبی فی قبرہ اکثر من اربعین لیلۃً حتی یرفع۔

امام سفیان ثوری نے اپنی "جامع" میں روایت کی ہے کہ ہمارے شیخ نے حضرت سعید بن المسیّب سے روایت بیان کی ہے انہوں نے کہا کہ کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا۔ حتی کہ اس کو اٹھا لیا جاتا ہے۔

یہ الفاظ ان معنوں میں صحیح نہیں ہیں:

اولاً تو یہ حضرت سعید بن المسیّب کے الفاظ ہیں۔ یہ کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے۔ جبکہ انبیاء کرام کا اپنی اپنی قبورِ مقدسہ میں تشریف فرمانا اور نمازیں پڑھنا صحیح مرفوع احادیث میں موجود ہے۔

ثانیاً حضرت سعید بن مسیّب سے اس کے برعکس روایت موجود ہے جو کہ دارمی و ابونعیم وغیرھما نے ان سے نقل فرمائی ہے کہ ایامِ حرّہ میں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ منورہ سے اذان و اقامت کی آواز سنا کرتے تھے۔ جیسا کہ آگے تفصیلاً آئے گا۔

ثالثاً ان الفاظ کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو کہ بعض حضرات نے کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرات انبیاء کرام اب قبورِ مقدسہ میں نہیں ہیں۔ کیونکہ امام بیہقی کے

Marfat.com

اس کے ساتھ ملحق آنے والے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے۔ بلکہ امام بیہقی کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں لیکن بعض اوقات جہاں چاہیں اللہ کے حکم سے تشریف لے جائیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور بیت المقدس میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال بھی کرتے ہیں اور آسمانوں میں بھی تشریف فرما ہیں۔

ایک پیش کردہ روایت کا تجزیہ

ان الفاظ کی تائید میں ایک روایت امام رافعی اور امام غزالی سے یوں پیش کی جاتی ہے۔

انا اکرم علی ربی من ان یترکنی قبری بعد ثلاث	کہ میں اپنے رب کے نزدیک اس سے بہتر ہوں کہ وہ مجھے تین دن کے بعد قبر میں چھوڑے۔

اس سے بھی بعض حضرات یہ اخذ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب اگر زندہ بھی ہیں تو قبر میں نہیں ہیں بلکہ جنت یا کسی اور جگہ ہیں۔

یہ روایت موضوع ہے

یہ روایت ثابت نہیں ہے بلکہ موضوع ہے۔ اس لیے نہ تو اس کو دلیل بنایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کو تائیداً پیش کیا جاسکتا ہے۔

اس کے بارے میں محدثین کی رائے ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

وذکر الغزالی ثم الرافعی حدیث	اور ذکر کیا امام غزالی اور پھر رافعی نے

Marfat.com

مرفوعاً انا اکرم علی ربی من ان یترکنی فی قبری بعد ثلاث لا اصل لہ۔ (القول البدیع، ۱۶۸)	مرفوعاً کہ میں اپنے رب کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہوں کہ وہ مجھے تین دن کے بعد میری قبر میں چھوڑے۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (یعنی موضوع ہے)

۲۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

محققین اہل حدیث و شراح آں برآنند کہ حدیث ــــ انا اکرم علی ربی الی آخرھا بصحت نرسیدہ اند و بہ ثبوت نہ پیوستہ و در راویاں کسی ہست کہ بسوی حفظ بلکہ زیادہ ازاں منسوب است و اگر صحیح باشند تاویلش آنست کہ مراد ترک ست بی اشتغال بعمل و عبادت مولی و بعد از مضی مدت ہم در قبر اند مشغول بصلوۃ و طاعت حق	اور محققین محدثین و شارحین حدیث نے فرمایا ہے کہ حدیث انا اکرم علی ربی (آخر تک) درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ اس کے راویوں میں بعض سوئے حفظ بلکہ اس سے بھی زیادہ جرح کی طرف منسوب ہیں اور اگر بالفرض صحیح بھی ثابت ہو جائے تو اس کی تاویل یہ ہوگی کہ بغیر عبادت کے نہیں چھوڑے جاتے بلکہ تین روز کے بعد قبر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، ۱۸۸)

۳۔ حضرت علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

وھو علی ھذا لا یدل علی انہ بعد الاربعین لا یقیم فی قبرہ بل یخرج منہ و	اور یہ اس پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ اپنی قبر میں مقیم نہیں رہتے بلکہ وہاں سے چلے جاتے ہیں بلکہ یہ تو اس پر دلالت

Marfat.com

انما یدل علی انه لایبقی فی
القبر میتا کسائر الاموات۔
اکثر من اربعین صباحا
بل ترد الیہ روحہ ویکون
حیا واین ھذا من دعوی
الخروج من القبر بعد
الاربعین۔
(تفسیر روح المعانی ۲۲ : ۳۸)

کرتی ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں عام مردوں
کی طرح نہیں رہتے بلکہ ان کی روح
ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہے اور وہ
زندہ ہوتے ہیں۔ چالیس دن کے بعد
قبر سے نکل کر چلے جانے کے دعوے سے
اس کا کیا تعلق!

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گنبدِ خضرا میں یا جنت میں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں حیات حقیقی زندہ ہیں جیسا کہ پچھلے صفحات میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔

قبور ان حضرات کے لیے کوئی قید خانہ نہیں ہیں بلکہ دنیا میں جہاں چاہیں تصرف فرمائیں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کو قبر میں زندہ ماننے کی بجائے جنت میں مانا جائے تو یہ زیادہ آپ کی عزت کے لائق ہے اور قبر میں زندہ ماننا ایک قسم کی گستاخی ہے۔ (معاذ اللہ) ہم کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ کئی جنتوں کی جنت ہے اس لیے آپ کا اس میں تشریف رکھنا آپ کی گستاخی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبرِ منورہ میں زندہ ہونے پر ہم مختصراً عرض کرتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اما آنکہ قونوی تفضیل و ترجیح دادہ بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بہشت اعلیٰ استمرار در قبر شریف۔ جواب وے آنست کہ قبر احاد مومنین روضہ است از ریاض جنت پس قبر شریف سید المرسلین افضل ریاض جنت باشد و تواند بود کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم ہم در قبر از تصرف و نفوذ حالتی بود کہ از سموات و ارض

اور علامہ قونوی نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر انور میں ہونے پر جنت میں ہونے کو ترجیح و فضیلت دی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب عام مومنین کی قبریں جنت کے باغیچے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ان سب میں افضل ترین جنت کا باغ ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وجنان حجاب مرتفع باشد بے تجاوز
وانتقال زیرا کہ امور آخرت و احوال
برزخ را بر احوال دنیا کہ مقید و مضیق
حدود و جہات است قیاس نتواں کرد
(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۱۸۸)

کو قبر منور میں ایسا تصرف دیا گیا ہو اور ایسی
حالت عطا فرمائی گئی ہو کہ آسمانوں زمین
اور جنت سب کے حجابات اٹھا دیئے گئے ہوں۔
بغیر اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
مقام سے آگے جائیں یا کہیں منتقل ہوں۔
اس لیے کہ امور آخرت اور احوال برزخ
کا قیاس اور اس دنیا کے احوال پر نہیں
کیا جا سکتا جو مقید ہے اور جس کی حدود
اور جہات نہایت تنگ ہیں۔

حضرت غزالئ زماں رازئ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ محقق کی مندرجہ بالا عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس عبارت سے بہت سے اشکال رفع ہو گئے اور احادیث کے درمیان تطبیق ہو گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام میں جلوہ گر ہیں اور بغیر اس کے کہ اپنے مقام شریف سے تجاوز (جسمی) فرمائیں یا کہیں منتقل ہوں، زمینوں اور آسمانوں اور قبر انور جمیع امکنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مساوی نسبت ہے اور ایک جگہ ہونے کے باوجود ہر جگہ موجود ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس حجاب کو اٹھا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ ہونے میں رکاوٹ کا موجب ہو۔

رہا یہ امر کہ دنیا میں یہ بات ناممکن ہے کہ ایک ہی وجود کئی جگہ یکساں موجود ہو۔ تو اس کا جواب حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح دیا کہ دنیا کی حدود وجہات بہت ہی تنگ واقع ہوئی ہیں اور عالم دنیا قیود کے ساتھ مقید ہے اس لیے عالم آخرت اور برزخ کا قیاس اس دنیا پر نہیں کیا جا سکتا اور اس میں شک نہیں

Marfat.com

کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بجا اور درست فرمایا۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ مقید پہ غیر مقید کا قیاس کر لیا جائے۔ کسی کوتاہ اور تنگ نظر کو فراخ اور وسیع شئی کی طرح تسلیم کر لیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ قبر انور میں بھی ہیں اور جنت اعلیٰ میں بھی۔ لہٰذا کوئی تعارض اور اشکال باقی نہ رہا۔

(حیات النبی، ۱۰۶، ۱۰۷)

جناب ابن القیم حنبلی شاگرد ابن تیمیہ نے لکھا:

ومعلوم بالضرورة ان جسده صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض طری مطرا۔ وقد سأله الصحابة: کیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت؟ فقال: ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ ولو لم یکن جسدہ فی ضریحه لما اجاب بهذا الجواب۔	بلاشبہ آپ کا جسم مبارک قبر میں تر و تازہ اور نرم ہے۔ ایک دفعہ صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے بوسیدہ ہونے کے بعد آپ پر ہمارا درود و سلام کیسے پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔ اگر آپ قبر انور میں موجود نہ ہوتے تو یہ جواب غلط ہو جاتا ہے۔
وقد صح عنه ان خرج بین ابی بکر وعمر رضی اللہ عنهما۔ وقال هکذا نبعث۔	آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کی قبر پر فرشتے مقرر فرمائے ہیں جو آپ کو آپ کی امت کا سلام پہنچاتے ہیں ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر و عمر کے درمیان باہر نکلے اور فرمایا اس طرح ہم قبر سے اٹھائے جائینگے

(کتاب الروح ص۶۳)

Marfat.com

تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں موجود ہیں اور آپ کا جسم اقدس اسی طرح تر و تازہ ہے جس طرح اس دنیا میں تھا اور اس میں روحِ مبارکہ موجود ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ آپ کے جسدِ انور کو تو ہم بھی قبر میں مانتے ہیں اور تر و تازہ بھی مانتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ آپ کی روح مبارکہ جنت میں ہے کیونکہ آپ کی روحِ مبارکہ کو جنت میں ماننا ہی ادب اور آپ کی شان کے لائق ہے۔

جواب

ہم پہلے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھ آئے ہیں کہ آپ کی قبر منورہ جنت ہی ہے کیونکہ ایک مومن کی قبر کے بارے میں یہ ارشاد ہے:

القبر روضة من رياض الجنة — قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ

او حفرة من حفر النار۔ — یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(ترمذی

فرد و س

نقله ملا علی القاری وقال حسنه الترمذی فرائد القلائد

ص۲۵ بیروت

الترغیب والترهیب للاصبهانی عن علی ابی ابیطالب ۱/۱۱۱

الترغیبا فی التقوی

کنز العمال ۶۹۹/۱۵ حدیث نمبر ۴۲۷۹۷

اور پھر آپ کی روح مبارکہ کا آپ جسم اقدس میں موجود ہونا اس پر بے شمار احادیث دلالت کرتی ہیں جیسا کہ اس کتاب کے متن و شرح میں آگے آرہا ہے۔

Marfat.com

اور اللہ جد جل مجدہ الکریم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ — اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔

الضحیٰ

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی ایسا وقت نہیں آئے گا کہ جس میں آپ کی کوئی فضیلت پہلے سے کم ہو جائے۔ بلکہ ہر آنے والی گھڑی میں حضور کی فضیلتوں میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ روحِ اقدس کا استقرار اگر جسمِ اقدس کے علاوہ کسی اور مقام میں ہو تو وللاٰخرة خیر لك من الاولیٰ کے خلاف لازم آئے گا۔ اس لیے کہ جسمِ اقدس سے روحِ مبارک کے قبض ہونے کے بعد اسے کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی جو کہ جسم سے زیادہ فضیلت والی ہو۔ زیادہ تو درکنار تمام کائنات میں کوئی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کے برابر بھی فضیلت نہیں رکھتا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ تو دعا کرتے تھے اللھم الرفیق الاعلیٰ۔ تو ہم عرض کریں گے کہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ مقامِ اعلیٰ مخلوق ہے اور جنت بھی مخلوق ہے۔ جبکہ آپ کا جسمِ اقدس بھی مخلوق ہے تو پھر روح کو ان میں سے سب سے اعلیٰ وافضل جگہ میں ہونا چاہیئے اور آپ کے جسمِ اقدس سے اعلیٰ مخلوق اللہ نے پیدا ہی نہیں فرمائی اس لیے روحِ اقدس کا جسمِ اقدس میں رہنا ہی سب سے افضل مقام ہے۔

اور پھر علماء نے تو اجماع نقل فرمایا ہے کہ آپ کی قبرِ منورہ کا وہ حصہ جہاں آپ کا جسدِ اقدس مس کر رہا ہے وہ جنت تو کیا عرشِ اعلیٰ سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے ہو زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اس پاک در کی ہے

Marfat.com

قبرِ منورہ کا عرشِ عظیم سے افضل ہونا

امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
تربت اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کہ کعبہ معظمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے۔ (فتاوی رضویہ ص۴/۶۸۷)

اس حوالے کے بعد کسی اور حوالے کی ضرورت تو نہیں مگر منکرین شانِ رسالت کا ناطقہ بند کرنے کے لیے اختصار کے طور پر چند حوالے مزید دیے جاتے ہیں۔

حضرت امام مالک بن انس فرماتے ہیں:

قال مالک بن انس: ان الارض الملاصق لجسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم المبارک اعلی و افضل من کل شئی حتی من العرش والکرسی	حضرت مالک بن انس فرماتے ہیں کہ بے شک وہ زمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کو چھو رہی ہے وہ ہر چیز سے افضل ہے حتی کہ عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

(عرف الشذی للانور شاہ الکشمیری ص۱۴۱)

امام ابوالیمن ابن عساکر فرماتے ہیں:

وقع الاجماع علی تفضیل ما ضم الاعضاء الشریفۃ حتی علی الکعبہ۔	اس بات پر اجماع ہے کہ جو حصہ جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ ہر چیز سے افضل ہے حتی کہ کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہے۔

(جواہر البحار ۲: ۱۲۹ للنبہانی وسبل الھدی والرشاد ۲: ۲۱۵ للشامی)

Marfat.com

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں:

ان تربة لصقت بجسده	بے شک جو مٹی آپ کے جسم کے ساتھ ملی
من الفراش اعلی تربة من	ہوئی ہے بستر کے طور پہ وہ عرش سے
العرش۔	بھی اعلیٰ ہے۔

(الزبدة العمدة شرح قصیدہ البردہ للملا علی القاری ۶۸)

حضرت شیخ امام ابن عقیل حنبلی استادِ محترم حضرت شیخ غوث اعظم عبد القادر جیلانی و حضرت علامہ سیوطی و ملا علی قاری کا عقیدہ

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی، حضرت ملا علی القاری اور علامہ نبہانی نے امام امام ابن عقیل سے نقل فرمایا ہے کہ:

قال العلماء محل الخلاف	علماء میں جو اختلاف ہے وہ شہر مکہ و مدینہ
فی التفضیل بین مکة و	میں افضلیت کے بارے میں ہے لیکن
المدینة فی غیر قبره صلی	جہاں تک قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا
الله علیه وسلم اما هو	تعلق ہے پس وہ بالاجماع افضل ہے
فاضل البقاع بالاجماع	حتیٰ کہ کعبہ سے بھی افضل ہے بلکہ ابن
بل هو افضل من الکعبة	عقیل حنبلی نے تو ذکر کیا ہے کہ بے
بل ذکر ابن عقیل الحنبلی	شک وہ عرش سے بھی افضل ہے۔
انه افضل من العرش۔	

(الخصائص الکبریٰ ۲: ۲۰۳، مرقاة شرح مشکوٰة ۲: ۱۹۰)

حضرت امام قاضی عیاض صاحب شفا شریف کا عقیدہ)

لا خلاف ان موضع قبره	اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ
صلی الله علیه وسلم افضل	بے شک آپ کی قبر کی جگہ زمین کا

Marfat.com

بقاع الارض	سب سے افضل حصہ ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۲ : ۷۵)

حضرت امام احمد شہاب الدین الخفاجی فرماتے ہیں:

بل هی افضل من السموات والعرش والکعبة کما نقله السبکی۔	بلکہ یہ آسمانوں، عرش اور کعبہ سے بھی افضل ہے۔ جیسا علامہ سبکی نے اس کو نقل کیا ہے۔

(نسیم الریاض شرح الشفا القاضی عیاض ۳ : ۵۳۱)

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن رزین العیری الشافعی فرماتے ہیں:

ولا شک ان القبر اشرف موضع	من الارض والسبع السموٰت طرۃ
واشرف من عرش الملیک ولیس فی	مقالی خلاف عند اهل الحقیقة

(بلاشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ سب جگہوں سے افضل ہے زمین کی اور ساتوں آسمان کی اور عرش رب کریم سے بھی افضل ہے اور اس میں اہل حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے)

امام ابن الحاج المالکی فرماتے ہیں:

الا تری الی ما وقع من الاجماع علی ان افضل البقاع الموضع الذی ضم اعضاءه الکریمة صلوات اللہ علیه وسلامه	کیا تو نہیں جانتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ جس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسد اقدس مس ہے وہ تمام کائنات کی جگہوں سے افضل ہے۔

(المدخل ۱ : ۲۵۷)

حضرت امام علامہ زین الدین ابو بکر بن حسین المراغی م۔ ۸۱۶ھ فرماتے ہیں:

واجمعوا علی ان الموضع	اس پر اجماع ہے کہ وہ جگہ جو نبی اکرم

Marfat.com

الذی ضمّ اعضاء الرسول	صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء کے ساتھ
المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	مس ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے
المشرفة افضل بقاع الارض	حتیٰ کہ کعبہ سے بھی جیسا کہ امام قاضی
حتی موضع الکعبة کما قاله	عیاض اور ابن عساکر نے کیا ہے ۔
القاضی عیاض و ابن عساکر۔	

(تحقیق النصرة بتلخیص معالم دار الهجرة ص۱۰۴)

حضرت امام نور الدین بن برهان الدین حلبی فرماتے ہیں :

قام الاجماع ان هذا الموضع	اس پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ وہ جگہ
الذی ضم اعضاء الشریفة	جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس
صلی الله علیه وسلم افضل بقاع	سے مس ہے وہ تمام زمین سے افضل
الارض حتی موضع الکعبة	ہے حتیٰ کعبہ معظمہ سے بھی افضل، بلکہ بعض
الشریفة قال بعضهم	نے کہا کہ یہ مبارک جگہ ساتوں آسمانوں
و افضل من بقاع السموات	بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے ۔
حتی من العرش ۔	

(سیرت حلبیه، ۳ : ۳۶۶)

عارف باللہ شیخ الامام محمد المهدی الفاسی فرماتے ہیں :

السماء افضل من الارض	آسمان زمین سے افضل ہے سوائے
الا بقعة فی الارض ضمت	اس ٹکڑا مبارکہ کے کہ جس کے ساتھ نبی
اعضاء النبی صلی الله علیه	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارک مَس
وسلم فهی افضل منها حتی	ہیں پس وہ آسمان سے افضل ہے حتیٰ کہ
من العرش و الکرسی ۔	عرش و کرسی سے بھی افضل ہے ۔

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص۱۹۱)

Marfat.com

حضرت علامہ علاؤ الدین حصکفی بغدادی اور حضرت امام سید احمد بن عابدین شامی فرماتے ہیں ۔

مکۃ افضل منہا علی الراجح الا ما ضم اعضاءہ علیہ السلام فانہ افضل مطلقا حتی من الکعبہ والعرش والکرسی ۔	مکہ مدینہ سے افضل ہے اور یہی راجح ہے مگر وہ جگہ کہ جس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مس ہیں وہ مطلقاً افضل ہے بلکہ کعبہ اور عرش و کرسی سب سے افضل ہے ۔

(در مختار مع شامی، ۱ : ۶۲۶)

حضرت علامہ بدر الدین آلوسی بغدادی فرماتے ہیں :

البقعۃ التی ضمتہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا افضل البقاع الارضیۃ والسماویۃ حتی قیل وبہ اقول انہا افضل من العرش ۔	وہ ٹکڑا زمین جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مس ہے وہ زمین آسمان کی تمام جگہوں سے افضل ہے حتی کہ یہ بھی کہا گیا ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ عرش معلی سے بھی افضل ہے ۔

(تفسیر روح المعانی پارہ ۲۵/۱۱۳)

حضرت علامہ عمر بن احمد الخرپوتی فرماتے ہیں :

ان تربۃ قبرہ افضل من البیت والمسجد الاقصی والعرش والکرسی ۔	بلا شک وشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ کعبہ بیت المقدس عرش اور کرسی سے افضل ہے ۔

(شرح الخرپوتی ص۱۱۱)

حضرت علامہ محمد علاؤ الدین م ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں

وما ضم اعضاءہ الشریفۃ	اور جو جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء

Marfat.com

افضل البقاع علی الاطلاق حتی من الکعبة ومن الکرسی وعرش الرحمٰن۔

شریفہ سے متصل ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے حتی کہ کعبہ کرسی اور اللہ کے عرش سے بھی افضل ہے۔

(الدر المنتقی شرح الملتقیٰ برحاشیہ مجمع الانہر ۱:۳۱۲)

حضرت مولانا عبد العلی محمد بحر العلوم فرماتے ہیں:

ان موضع قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من کل ارض وسماء کما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الکائنات کذلک قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البقاع والاماکن قال الشیخ عبد الحق بالاجماع ثم بعدہ الکعبة افضل البقاع سوی قبر موضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی جگہ تمام زمین وآسمان سے افضل ہے جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات سے افضل ہیں۔ ایسے ہی آپ کی قبر زمین کے تمام ٹکڑوں اور اماکن سے افضل ہے۔ شیخ عبد الحق محدث نے کہا کہ اس پر اجماع ہے۔ اس کے بعد کعبہ شریف افضل ہے تمام زمین سے سوائے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

(بیان الارکان، ۲۸۲)

حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی فرماتے ہیں:

ولا خلاف ان موضع قبرہ افضل من بقاع الارض

اور اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ

Marfat.com

حتی موضع الکعبة وقال غیر واحد بل من بقاع السموات ایضاً حتی العرش

کی جگہ تمام زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ شریف سے اور بے شمار علماء نے فرمایا کہ تمام آسمانوں سے بھی افضل ہے حتیٰ کہ عرش معلی سے بھی۔

(سیف الجبار المسلول علی اعداء للابرار ص۱۱۴، مکتبہ رضویہ انجن شیڈ لاہور)

علماء دیوبند کا متفق علیہ فتویٰ:

ان البقعة الشریفة والرحبة المنیفة التی ضم اعضاءہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل مطلقاً حتی من الکعبة ومن العرش والکرسی کما صرح به فقهاءنا۔

(المهند)

وہ بقعہ شریفہ جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ سے مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

اسی طرح علمائے دیوبند میں سے مولوی شبیر احمد عثمانی نے: فتح الملہم، جلد سوم میں، مولوی منظور احمد نعمانی سیف یمانی ص۱۲ میں، مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد الفتاویٰ ۶: ۱۱۳ جناب مولوی زکریا سہارنپوری صاحب نے فضائل حج ص۱۲۸ میں اور جناب زاہد الحسینی نے رحمت کائنات ص۳۴۴ میں بیان کیا۔

تو ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ، دنیا و کائنات کی تمام اشیاء سے افضل ہے لہٰذا آپ کی روحِ مقدسہ کو اسی افضل ترین مقام پر ہی ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ مبارکہ ہے کہ:

وللآخرة خیر لك من الاولیٰ۔

Marfat.com

فعلی هذا یصیرون کسائر الاحیاء یکونون حیث ینزلهم اللہ (تعالیٰ) عزوجل۔

پس اس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام عام زندہ لوگوں کی طرح زندہ ہو جاتے ہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ ان کو رکھے وہاں تشریف رکھتے ہیں۔

○

امام بیہقی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حقیقی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور یہی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک مسلک ہے اور کیوں نہ ہو کہ احادیث معتبرہ وصحیحہ اس عقیدہ پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں اور اسی طرح امت کی اکثریت کا یہی مسلک ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزر چکا اور کچھ آئندہ صفحات میں بدلائل آرہا ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ المولیٰ)

Marfat.com

(۶) کما روینا فی حدیث المعراج اذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای موسیٰ علیہ السلام قائماً یصلی فی قبرہ ثم راٰہ مع سائر الانبیاء علیہم السلام فی بیت المقدس ثم رای ھم فی السمٰوٰت واللہ تبارک وتعالیٰ فعال لما یرید۔

جیسا کہ ہم نے حدیث معراج وغیرہ میں روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا پھر دیگر تمام انبیاء کرام کے ساتھ بیت المقدس میں دیکھا۔ پھر آسمانوں میں ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

امام بیہقی کی اس عبارت اور دیگر آنے والی احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام زندہ ہیں اور جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے قبر میں تو حضرت موسیٰ کے جسد کو دیکھا اور بیت المقدس اور آسمانوں میں روح کو دیکھا بلکہ آپ نے یہی فرمایا کہ قبر میں حضرت موسیٰ کو دیکھا جبکہ بیت المقدس اور آسمانوں میں بھی حضرت موسیٰ کو ہی دیکھا ہے۔ اور یہ احادیث و واقعاتِ معراج بخاری و مسلم میں موجود ہیں۔

حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی فرماتے ہیں:

ومنھا شھود الجسم الواحد فی مکانین فی اٰن واحد کما رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ فی اشخاص بنی	اور معراج کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک جسم ایک وقت میں دو مکانوں میں حاضر ہو سکتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولادِ آدم

Marfat.com

آدم السعداء حين اجتمع
به في السماء الاولى كما مر و
كذلك آدم و موسى وغيرهما
فانهم في قبورهم في الارض
حال كونهم ساكنين في السماء
فانه قال رايت آدم رايت
موسى رايت ابراهيم واطلق
وما قال رايت روح آدم ولا
روح موسى فراجع صلى الله
عليه وسلم موسى في السماء و
هو بعينه في قبره في الارض
قائما يصلي كما ورد فيا من
يقول ان الجسم الواحد لا يكون
في مكانين كيف يكون ايمانك
بهذا الحديث فان كنت مومنا
فقلد وان كنت عالما فلا
تعترض فان العلم يمنعك
وليس لك الاختيار فانه
لا يختبر الا الله وليس
لك ان تتاول ان الذي
في الارض غير الذي في السماء

کے نیک بختوں میں اپنے آپ کو ملاحظہ
فرمایا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
آدم کے ساتھ پہلے آسمان پر ملے تھے۔
جیسا کہ گزرا اور اسی طرح حضرت آدم
و موسٰی علیہما السلام اور ان کے علاوہ
دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے
ساتھ حالانکہ بلاشک وشبہ وہ انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام زمین میں اپنے
قبروں کے اندر ہیں در ان حالیکہ
وہ آسمانوں میں بھی سکونت رکھتے
ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً
اس طرح فرمایا کہ میں نے آدم کو دیکھا
موسٰی علیہم السلام کو دیکھا ابراہیم علیہ
السلام کو دیکھا۔ روح کی قید کے ساتھ
مقید فرما کر۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں
نے آدم علیہ السلام کی روح کو دیکھا۔
اور نہ یوں فرمایا کہ موسٰی علیہ السلام
کی روح کو دیکھا جس سے ثابت
ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بعینہ ان انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و
السلام کو ہی دیکھا نہ کہ صرف ان

Marfat.com

لقوله علیه السلام رایت
موسٰی واطلق وکذلک سائر
من راه من الانبیاء
هنالک فالمسمّٰی موسٰی ان
لم یکن عینه فالاخبار عنه
کذب انه موسٰی هذا۔
(الیواقیت والجواهر فی
بیان عقائد الاکابر ۲: ۳۶)

کی ارواح یا امثال کو، پھر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹے آسمان پہ
موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گفتگو فرمائی
حالانکہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر کے
اندر کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے۔
جیسا کہ مسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے
پس انتہائی افسوس اور تعجب ہے
اس کہنے والے پہ جو یہ کہتا ہے کہ
ایک جسم بیک وقت دو مکانوں
میں نہیں ہوسکتا۔ (اے کہنے والے)
ذرا یہ تو بتا کہ اس قول کے ہوتے
ہوئے تیرا ایمان اس حدیث پہ کیسے
ہوسکتا ہے۔ اگر تو مومن ہے تو تجھے
مان لینا چاہئے اور اگر تو عالم ہے تو
پھر اعتراض نہ کر اس لیے کہ علم تجھے
اس اعتراض سے روکتا ہے اور تجھے
حقیقتِ حال کا علم ہی نہیں اس لیے
کہ یہ علم حقیقۃً اللہ تعالیٰ کو ہی ہے
اور تیرے لیے یہ بات جائز نہیں
ہے کہ تو اس حدیث میں یہ تاویل
کرے کہ جو انبیاء کرام زمین میں ہیں

Marfat.com

وہ ان کے غیر ہیں جنہیں آپ سرکار
صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں
دیکھا۔ اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے، رأیت موسٰی کہ
میں نے موسٰی کو دیکھا، مطلقاً فرمایا
ہے اسی طرح باقی انبیاء کرامؑ کے
متعلق جنہیں آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم)
آسمانوں میں دیکھا، یہ نہیں فرمایا
کہ آسمانوں میں ان کے غیر کو دیکھا
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو
موسٰی فرمایا اگر وہ بعینہٖ موسٰی نہ
ہو تو ان کے متعلق یہ خبر دینا کہ وہ
موسٰی ہیں جھوٹ ہو گا (العیاذ
باللہ تعالیٰ)

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام حقیقی طور پر ایک ہی وقت میں اپنی اپنی قبور مقدسہ میں اور مسجد اقصٰی میں اور آسمانوں میں بھی موجود ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قدرت ہے۔

Marfat.com

ولحیاۃ الانبیاء بعد موتھم ۔ صلوات اللہ علیھم ۔ شواھد من الاحادیث الصحیحۃ منھا ۔

اور انبیاء کرام صلوات علیہم کی وفات کے بعد حیات کے صحیح احادیث میں شواہد ہیں ان میں سے

حدیث نمبر ۷

ما اخبرنا ابوالحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بن بُشران ببغداد انبأنا اسماعیل بن محمد الصَّفَّار ثنا محمد بن عبد الملکؒ الدّقیقی ثنا یزید بن ھارون، ثنا سلمان التَّیمی عن انس بن مالکؓ ان بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ مر علی موسٰی علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے خبر دی کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات حضرت موسٰی علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے ۔

Marfat.com

اس حدیث شریف کی سند سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس بن مالک نے یہ حدیث براہِ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی بلکہ کسی اور صحابی سے سنی ہے اس طرح یہ حدیث مرسل ہوئی لیکن یہ مراسیل صحابہ میں سے ہے جو کہ بالاتفاق قابل قبول ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

حضرت امام حافظ ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی فرماتے ہیں:

واما الذی ارسله الصحابی فحکمه الوصل علی الصواب

اور وہ حدیث جس کو صحابی مرسل بیان کرے وہ موصول کے حکم میں ہے یہی صحیح و صواب ہے۔

حضرت امام شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی فرماتے ہیں:

بل اهل الحدیث وان سموه مرسلاً لا خلاف بینهم فی احتجاج به۔

بلکہ محدثین کے نزدیک اگرچہ اس کا نام مرسل ہے لیکن اس کے ساتھ احتجاج میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(فتح المغیث، ۱: ۱۵۳)

حضرت امام محی الدین ابی زکریا یحیی بن شرف النووی فرماتے ہیں:

وهذا کله فی غیر مرسل الصحابة واما مرسلهم و هو ما رواه ابن عباس و ابن زبیر وشبههما من احداث الصحابة عن رسول الله صلی الله علیه	اور یہ تمام اختلاف غیر صحابہ کی مراسیل میں ہے اور جہاں تک مراسیل صحابہ کا تعلق ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس و عبداللہ بن زبیر اور ان جیسے دیگر کم عمر صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کریں اگرچہ صحابی کا نام نہ لیں

Marfat.com

وسلم مما لم یسمعوہ منه فحکمه حکم المتصل۔ لان الظاهر روایتهم ذلک عن الصحابة والصحابة کلهم عدول...... والصواب: المشهور: انه یحتجح به مطلقا۔

تو یہ متصل کے حکم میں ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ان کی روایات صحابہ سے ہی ہیں اور صحابہ تمام کے تمام عدول ہیں اور صحیح اور مشہور ہے کہ یہ مطلقاً قابل قبول ہے

(کتاب الارشاد طلاب الحقائق للنووی، ۱: ۱۷۳ تا ۱۷۵)

اور اسی طرح دیگر بے شمار محدثین و علمائے اصول نے بیان فرمایا ہے، ملاحظہ ہو!

الکفایة فی علم الروایة للخطیب بغدادی، ص ۴۲۴

کتاب المجموع، ۱: ۱۰۶ جامع التحصیل ص ۳۱

التقیید والایضاح شرح مقدمه ابن الصلاح للعراقی ۵۲

التدریب الراوی، ۱: ۲۰۷ المتصفی، ۱: ۱۷۱

المقنع فی علوم الحدیث للابن الملقن ۱: ۱۳۸

فتح الباقی لشرح الفیة العراقی ۱۲۸، ۱۲۹

وغیرهم۔

تو ثابت ہوا کہ یہ حدیث اگر صرف مرسل ہوتی تب بھی بالاتفاق قابل قبول تھی لیکن یہ روایت تو موصول بھی ثابت ہے جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں موجود ہے اور اس متن میں ابھی اگلی روایت بھی حضرت انس سے موصول ہی آ رہی ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۸

داخبرنا ابوالحسین بن بشران انبأ اسماعیل انبأ احمد بن منصور بن سیار الرمادی ثنا یزید بن ابی حکیم ثنا سفیان یعنی الثوری ثنا سلیمان التیمی عن انس ابن مالک قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

مَرَرْتُ علی قَبْرِ مُوْسٰی وَ هُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حضرت موسیٰ کی قبر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

یہ روایت سند کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔ دراصل حضرت امام بیہقی یہ حدیث لاکر یہ ثابت کرنا چاہتے کہ حدیث شریف " الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون " معنوی لحاظ سے بھی صحیح ہے کیونکہ یہ کام یعنی قبر میں نماز پڑھنا واقع ہو چکا اور اس کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرما کر ہم کو دی۔ لہٰذا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے اور اس میں کسی منکر کو بھی گنجائش انکار نہیں ہے تو دیگر حضرات انبیاء کرام کے نماز پڑھنے میں کونسا استحالہ ہے وہ اپنی اپنی قبور میں نماز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔

امام مسلم نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی علی موسیٰ علیہ السلام قائما یصلی فی قبرہ۔

(صحیح مسلم ۲: ۲۶۸)

Marfat.com

اور اس روایت کو کم و بیش انہی الفاظ کے ساتھ مندرجہ ذیل محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۔ مسند امام احمد، ۳: ۱۴۸، ۳۴۸/ ۵: ۵۹		امام احمد بن حنبل
۲۔ مصنف عبدالرزاق، ۳: ۵۷۷		امام عبدالرزاق
۳۔ مسند ابی یعلی، ۶: ۱۷		امام ابو یعلی الموصلی
۴۔ صحیح ابن حبان، ۱: ۱۳۹		امام ابن حبان
۵۔ حلیۃ الاولیاء، ۶: ۳۵۳ ۸: ۳۲۳		امام ابو نعیم اصبہانی
۶۔ فردوس الاخبار، ۴: ۲۵۶		امام دیلمی
۷۔ سیرت ابن اسحاق، ۱: ۲۹۷		ابن اسحاق
۸۔ شرح السنۃ، ۱۳: ۳۵۱		امام بغوی
۹۔ سنن نسائی، ۱: ۲۴۲-۲۴۳		امام نسائی
۱۰۔ تاریخ جرجان للسہمی، ۲۷۳		امام سہمی
۱۱۔ مسند الشامیین، ۱: ۱۹۴، ۲: ۲۰۴		امام طبرانی
۱۲۔ الرسائل القشیریہ، ۱۸		ابوالحسن قشیری
۱۳۔ السنن الکبریٰ للنسائی، ۱: ۱۹۴		امام نسائی
۱۴۔ تاریخ اصبہان لابی نعیم، ۲: ۱۴۵ ۲: ۲۲۸		ابو نعیم اصبہانی
۱۵۔ کتاب الزہد لاحمد، ۹۵		امام احمد
۱۶۔ المعجم الکبیر، ۱۱: ۹۱		امام طبرانی
۱۷۔ نوادر الاصول، ۴۰۹		حکیم ترمذی

یہ حدیث الحمد للہ صحیح السند والمتن ہے اس لیے اس کے مویدات کی خاص ضرورت تو نہیں لیکن اتمام حجت کے لیے چند روایات اس کی تائید میں پیش کرتے ہیں تاکہ ماننے

Marfat.com

والوں کے دل باغ باغ اور منکرین کی ناک خاک آلود ہو۔

(حدیث نمبر۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت علی موسٰی وھو قائم یصلی فی قبرہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں حضرت موسٰی پر گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱: ۹۱
مسند احمد، ۱: ۲۸۵، ۲۹۰
فوائد التمام الرازی، ۴: ۲۵۸ (باب ما جاء فی موسٰی)
ذکر اخبار اصبہان لابی نعیم ۲: ۱۴۵)

(حدیث نمبر۲) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: رأیت موسٰی (صلی اللہ علیہ وسلم) عند الکثیب الاحمر یصلی فی قبرہ۔

حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے حضرت موسٰی کو دیکھا کہ وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار، ۳: ۱۰۴
ابن مردویہ بحوالہ الخصائص الکبرٰی، ۱: ۱۶۹

Marfat.com

(حدیث نمبر ۳) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السمآء رأیت موسیٰ یصلی فی قبرہٖ	حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں

(الکامل لابن عدی، ۵: ۱۶۹۶)

(ابن عساکر بحوالہ کنز العمال، ۱۱: ۵۱۱)

(ابن مردویہ بحوالہ الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۷۶)

Marfat.com

حدیث نمبر ۹

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا ابو العباس محمد یعقوب ثنا محمد بن عبد اللہ بن المناوی ثنا یونس بن محمد المودب ثنا حماد بن سلمة ثنا سلیمان التیمی و ثابت البنانی عن بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : اَتَیْتُ مُوْسٰی لیلة اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الکُثَیْبِ الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں حضرت موسٰی کے پاس سرخ ٹیلے کے قریب آیا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں :

وقد صح عنه انه رای موسٰی علیہ السلام قائما یصلی فی قبرہ لیلة الاسراء (کتاب الروح ص۶۷)	اور یہ صحیح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو دیکھا معراج کی رات دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے ۔

حضرت علامہ احمد بن السید محمد مکی الحسینی الحموی الحنفی م ۱۰۹۸ فرماتے ہیں :

وصح ان النبی صلی اللہ	اور یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی اکرم

Marfat.com

عليه وسلم رأى موسى قائما يصلي في قبره ليلة الاسراء

(رسالہ کرامات اولیاء صـ۱۲ طبع ترکی ملحق بہ الدرر السنیۃ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں:

وقال البيهقي في دلائل النبوة وفي الحديث الصحيح عن سليمان التيمي وثابت عن انس بن مالكؓ .....

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس حدیث کے متعلق کہا جو کہ سلیمان التیمی اور ثابت بنانی حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے۔

(شفاء السقام صـ۱۸۳)

امام بیہقی کی یہ عبارت دلائل النبوۃ ۲ : ۳۸۷ پہ ہے۔

حضرت امام علاؤ الدین المتقی بن حسام الدین الھندی فرماتے ہیں:

(ش) عن انس وهو صحيح

حضرت انس سے یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے جو کہ صحیح ہے۔

فوائدِ حدیثیہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

قال الشيخ بدر الدين بن الصاحب في مولف له في حياة الانبياء: هذا صريح في

شیخ بدر الدین بن صاحب نے اپنے رسالہ حیاۃ الانبیاء میں فرمایا کہ یہ حدیث شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

Marfat.com

اثبات الحیاۃ لموسی فی قبرہ فانہ وصفہ بالصلوٰۃ وانہ قائم: ومثل ذلک لایوصف بہ الروح وانما یوصف بہ الجسد وفی تخصیصہ بالقبر دلیل علی ھذا فانہ لو کان من اوصاف الروح لم یحتج لتخصیصہ بالقبر۔
(زھر الربی شرح سنن النسائی المجتبی، ۱: ۲۴۳، قدیمی کتبخانہ کراچی)

حیاۃ فی القبر میں صریح ہے کیونکہ اس میں ان کی صفت نماز بیان کی گئی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ صرف روح کی صفت نہیں ہو سکتی. بے شک یہ تو جسد کا کام ہے (یعنی آپ حقیقی حیاۃ کے ساتھ متصف ہیں) اور قبر کی تخصیص بھی اس پر دلیل ہے کہ اگر یہ صرف روح کے اوصاف میں سے ہوتا تو قبر کی تخصیص کے ساتھ احتجاج نہ کیا جاتا۔

حضرت علامہ داؤد بن سلیمان بغدادی نقشبندی فرماتے ہیں:

والصلاۃ ذات رکوع و سجود وھی تستدعی جسدا حیا کما قالوا فی صلاۃ موسیٰ فی قبرہ۔

اور نماز رکوع و سجود والی ہے اور یہ زندہ جسم کو چاہتی ہے جیسا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز اپنی قبر میں" کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے۔

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی فرماتے ہیں:

قال العلامۃ جمال الدین محمود بن جملۃ: وھذا الحدیث صریح فی اثبات الحیاۃ لموسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فانہ وصفہ بالصلوٰۃ

حضرت علامہ جمال الدین محمود بن جملہ فرماتے ہیں! یہ حدیث حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاۃ فی القبر میں واضح اور صریح ہے کیونکہ آپ کی نماز کا بیان کیا گیا ہے کہ وہ کھڑے تھے اور یہ صفت

Marfat.com

و ذكر انه كان قائما و مثل هذا لا يوصف به الروح فقط، و انما يوصف به مع الجسد فانه لا يقوم يصلى الا لعودة الروح اليه فتلك كرامة عظيمة فانه يفسح له فى قبره فيكون عمله فى العبادة متصل بعد وفاته و هذه الرؤية رؤية عين لان مذهب اهل سنة ان الاسراء كان بالجسد ـ

فقط روح کی صفت نہیں ہو سکتی ۔ یہ روح مع الجسد کی صفت ہے کیونکہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے مگر یہ کہ ان میں روح واپس لوٹا دی گئی ہے تو یہ آپ کی ایک بہت بڑی عزت و کرامت ہے کیونکہ آپ کی قبر وسیع کر دی گئی ہے اور یہ عبادت کا عمل وفات کے فوراً بعد متصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت موسیٰ کو دیکھنا ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک معراج جسد کو ہوئی تھی نہ کہ فقط روح کو ۔

(سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد ١٢: ٣٦٧) الباب الثانى عشر فى صلاته فى قبره ـ

حضرت امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں :

وقد ذكرناه عن جماعة من العلماء وشهد له صلاة موسى عليه السلام فى قبره فان الصلاة تستدعى جسدا حيا وكذلك الصفات المذكورة فى الانبياء ليلة

اور ہم نے علماء کی ایک پوری جماعت سے حیات الانبیاء کا بیان کیا ہے اور اس کا شاہد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ہے اور نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور ایسی دیگر وہ صفات جو کہ انبیاء میں ذکر کی گئیں

Marfat.com

كلها صفات الاجسام ولا يلزم من كونها حياة حقيقية ان تكون الابدان معها كما كانت فى الدنيا من الاحتياج الى الطعام و الشراب..... فليس فى العقل ما يمنع من اثبات الحياة الحقيقية و اما الادراكات كالعلم والسماع فلا شك ان ذلك ثابت۔

معراج کی رات کو تو یہ تمام صفات، اجسام کی ہیں اور قبر میں حقیقی حیات ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے بدنوں کو جیسے دنیا میں کھانے پینے کی احتیاج تھی وہ قبروں میں بھی ہو اور عقل بھی قبروں میں حقیقی حیات کے اثبات کی نفی نہیں کرتی اور جہانتک ادراکات یعنی علم اور سماعت کا تعلق ہے تو وہ ان کے لیے ثابت ہیں اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

(شفاء السقام ۱۹۱، ۱۹۲)

حضرت علامہ سیدی محمد بن قاسم جسّوس تحریر فرماتے ہیں:

ويشهد له صلاة موسٰى فى قبره فان الصلوٰة تستدعى جسد احياء وكذلك صفات الانبياء المذكورة ليلة الاسراء كلها صفات الاجساد و لا امتناع من انها حياة حقيقية وان لم تحتج الى نحو طعام واما نحو العلم و السماع ثابت لهم بل لسائر الموتى

حیاۃ الانبیاء کا شاہد حضرت موسٰی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ہے اور نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور ایسے ہی وہ تمام صفات جو کہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کی بیان فرمائیں وہ سب اجساد کو چاہتی ہیں اور ان کی حیاۃ حقیقی ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے لیکن یہ حیاۃ حقیقیہ ہونے کے باوجود ان کو طعام وغیرہ کی حاجت

Marfat.com

بلا شک ۔	نہیں ہے اور جہاں تک علم اور سماعت
(الفوائد الجلیلۃ البھیۃ	کا تعلق ہے تو وہ انبیاء کرام کے لیے ثابت
علی شمائل نبویہ ص۲۳۶	ہے بلکہ وہ تو عام موتی کے لیے بھی ثابت
	ہے ۔

یہاں منکرین شانِ انبیاء کی ایک نئی توجیہ و تحقیق بھی ملاحظہ فرمائیں ۔ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے

دیوبندی انوکھی تحقیق

مولوی محمد حسین نیلوی دیوبندی مماتی نے لکھا ہے ۔

"جس طرح حیاتِ دنیا میں ارواح و ابدان عنصریہ کے ذریعے متحرک ہوتی ہیں اور تمام اعمال و تصرفات بجالاتی ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور بعض کاملین کی ارواح وفات کے بعد عالم برزخ میں مثالی اور برزخی اجسام کے ذریعے حرکت کرتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں ۔ تلاوت قرآن ، حج اور کئی دوسرے اعمال بجالاتی ہیں ۔" (ندائے حق ، ۱ : ۵۵۷)

یعنی مولوی مذکور کا حضرات انبیاء کرام کے بارے میں اور بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ قبر میں ان کا مثالی جسم نماز پڑھ رہا تھا ۔ اصل جسم قبر میں بلا حرکت و جنبش موجود تھا : بلفظہ :

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں حضرت موسیٰ کا مثالی جسم دیکھا تھا اور اصلی جسم پاس بلا حرکت و جنبش پڑا ہوا تھا ۔ اس پر مولوی صاحب کے پاس کون سی دلیل ہے واضح کریں ۔

تو ثابت ہوا کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبور مقدسہ میں حقیقی حیاۃ

Marfat.com

کے ساتھ زندہ ہیں اور نمازیں ادا فرماتے ہیں۔ کیا انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی کوئی شخص اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے یا کہ نہیں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل روایات قابلِ مطالعہ ہیں:۔

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت نقل فرمائی ہے کہ

عن یوسف بن عطیۃ قال سمعت ثابت البنانی لحمید الطویل ھل بلغک یا اباعبداللہ ان احدا یصلی فی قبرہ الا الانبیاء قال لا قال ثابت اللھم ان اذنت لاحد ان یصلی فی قبرہ فاذن لثابت ان یصلی فی قبرہ۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۲ : ۳۱۹، شرح الصدور ۲۵۶، سبل الھدیٰ والرشاد ۱۲ : ۳۶۷،	جناب یوسف بن عطیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت سے سنا کہ انہوں نے حمید الطویل سے فرمایا کہ اے ابو عبداللہ کیا تجھے کوئی ایسی حدیث پہنچی ہے کہ کہ حضرات انبیاء کرام کے علاوہ بھی کوئی شخص قبر میں نماز پڑھتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں تو حضرت ثابت نے دعا مانگی اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق و اجازت دیتا ہے تو ثابت کو اجازت دینا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھے۔

شعب الایمان للبیھقی بسند آخر، ۳ : ۱۵۶

مصنف ابن ابی شیبہ عن حماد قال ثابت، ۱۲ : ۵۰ (کتاب الزھد)

طبقات ابن سعد) ۷/۲۳۳۔ (مختصراً)

یعنی جناب حمید الطویل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسی مرفوع روایت نہیں ملی کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا بھی کوئی شخص قبر میں نماز پڑھتا ہے۔ یا کہ نہیں اور اگر حضرات انبیاء کرام بھی قبر میں نماز پڑھتے تو پہلے نمبر پر تو حضرت بنانی جو کہ

Marfat.com

مشہور ثقہ تابعی ہیں اور جنہوں نے حضرت عبداللہ بن (مسلم) حضرت عبداللہ بن مغفل (نسائی) حضرت عبداللہ بن زبیر (بخاری) حضرت ابوبرزہ اسلمی اور حضرت عمر بن ابی سلمہ مخزومی ربیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی نسائی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کرام سے روایت لی ہے۔ اور اپنے وقت کے اولیاء کرام میں تھے۔ یہ سوال نہ کرتے اور اگر کر ہی دیا تھا تو جناب حضرت حمید الطویل ہی اس سوال کو رد کر دیتے کہ انبیاء کے سوا کیا انبیا بھی تو قبور میں نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت امام ثابت بنانی کا سوال کرنا اور حمید الطویل کا اس کو رد نہ کرنا بتاتا ہے کہ حضرات تابعین عظام کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرات انبیاء کرام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ کیا حضرات انبیاء کرام کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے یہ کسی کو فضیلت بخشی ہے یا کہ نہیں۔

اولیاء کرام کا قبور میں نماز پڑھنا

حضرت ثابت بنانی ان خوش نصیب اولیاء میں سے ہیں جو کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت بھی فرماتے ہیں۔

عن شیبان بن جسر عن ابیہ	شیبان بن جسر اپنے والد سے روایت
قال: انا واللہ الذی لا الٰہ	کرتے ہیں انہوں نے کہ اس اللہ کی قسم
الا ھو ادخلت ثابت البنانی	جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں
لحدہ ومعی حمید الطویل	حضرت ثابت بنانی کی لحد میں داخل ہوا
او رجل غیرہ۔ شک محمد	اور میرے ساتھ حمید الطویل یا کوئی دوسرا
فلما سوینا علیہ اللبن	شخص (راوی محمد کو شک ہوا) بھی تھا۔
سقطت لبنۃ فاذا انا بہ یصلی	جب ہم نے لحد پر اینٹیں لگا کر برابر کر دیا
فی قبرہ نقلت للذی معی	تو ایک اینٹ گر گئی، دیکھا کہ حضرت

Marfat.com

الا ترى - قال: اسكت فلما سوينا عليه و فرغنا أتينا ابنته فقلنا لها ما كان عمل ابيك ثابت؟ فقالت وما رأيتم فاخبرناها فقالت كان يقوم الليل خمسين سنة فاذا كان السحر، قال فى دعائه اللهم ان كنت اعطيت احدًا من خلقك الصلوٰة فى قبره فاعطينها فما كان الله ليرد ذلك الدعا -

(حلية الاولياء ٢٠ : ٣١٩)

احوال القبور واحوال اهلها الى النشور لابن رجب حنبلى ص٣٦

اقامة الحجة از مولانا عبدالحی لکھنوی ص٢٠ تحقیق عبد الفتاح ابوغدہ مکتبة المطبوعات الاسلامیہ حلب)

ثابت قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ ہیں نے اس شخص سے جو کہ میرے ساتھ تھا کہا کیا تو نے دیکھا تو اس نے کہا کہ خاموش رہو جب ہم قبر کو بنانے کے بعد فارغ ہوئے تو حضرت ثابت کی بیٹی کے پاس آئے اور اس سے ہم نے پوچھا کہ تمہارے والد کیا عمل کیا کرتے تھے اس نے کہا کہ تم نے کیا دیکھا ہے۔ ہم نے بیان کیا تو اس نے کہا کہ انہوں نے پچاس سال تک رات کو قیام کیا۔ جب صبح ہوتی تو وہ دعا کرتے اور کہتے اے میرے اللہ اگر تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو مجھے بھی یہ توفیق عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو رد نہیں کیا۔

تو الحمد للہ ثابت ہوا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء بھی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور راوی نے اپنی روایت کردہ حدیث: "الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" کو ہر لحاظ سے ثابت کر دیا ۔ یہ واقعہ حضرت ثابت بنانی سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے۔

امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں:

Marfat.com

وقد صح عن ثابت البنانی التابعی انه قال اللّٰهم ان کنت اعطیت احدا ان یصلی فی قبرہ فاعطنی ذلک فرئی بعد موته یصلی فی قبرہ ۔
(شفاء السقام ١٨٧)

اور حضرت ثابت بنانی تابعی سے یہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے دعا مانگی اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو مجھے بھی اجازت دینا تو ان کی وفات کے بعد ان کو دیکھا گیا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے ۔

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی تلمیذ امام سیوطی فرماتے ہیں ۔
آپ امام ابو نعیم والی سابقہ روایت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں ۔

وجاءت هذه الحکایت من غیر وجه ۔
(سبل الهدیٰ والرشاد ١٢: ٣٦٧)

یہ حکایت کہ حضرت ثابت بنانی اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں ایک اور سند سے بھی مروی ہے ۔

حضرت امام ذہبی فرماتے ہیں:

عفان عن حماد بن سلمة قال: کان ثابت یقول اللّٰهم ان کنت اعطیت احدا الصلوٰۃ فی قبرہ فاعطنی الصلوٰۃ فی قبرہ فیقال ان هذه الدعوة استجیبت له. وانه رُئی بعد موته یصلی فی قبرہ فیما قیل ۔
(سیر اعلام النبلاء ٥: ٢٢٢)

حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بنانی کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی سعادت بخشتا ہے تو مجھے بھی میری قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما تو کہتے ہیں کہ یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کو وفات کے بعد دیکھا گیا کہ آپ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں ۔

Marfat.com

اسی سند اور انہی الفاظ کے ساتھ اس حکایت کو حضرت امام حافظ جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی نے بھی روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ۳: ۲۲۷ طبع دار الفکر، بیروت)

حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی فرماتے ہیں:

وكان رضى الله عنه يقوم الليل	اور آپ رضی اللہ عنہ پچاس سال تک
خميس سنة فاذا كان السحر	رات کو قیام کرتے رہے جب صبح ہوئی
يقول فى دعائه اللهم ان كنت	تو دعا مانگتے کہ اے اللہ اگر تو کسی کو قبر
اعطيت احدًا من خلقك الصلوٰة	میں نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو مجھے
فى قبره فاعطينها فلما مات	بھی عطا فرما۔ پس جب آپ فوت ہوئے
وسودا عليه اللبن وقعت	اور آپ کی قبر کو برابر کیا گیا تو ایک اینٹ
عليه لبنة فاذا هو قائم يصلى	گر پڑی تو اس وقت آپ اپنی قبر میں کھڑے
فى قبره۔	نماز پڑھ رہے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ المسماۃ بلواقع الانوار فی طبقات الاخیار، ۱: ۳۶ (الحلبی مصر)

حضرت شیخ موسیٰ بن ماھین الزدلی کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا

حضرت ثابت بنانی کے واقعہ مبارکہ سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت شیخ موسیٰ بن ماھین الزدلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی آتا ہے جیسا کہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی نے نقل فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

استوطن رضى الله عنه	آپ رضی اللہ عنہ ماردین میں رہتے تھے
ماردين وبها مات رحمه الله	اور وہیں فوت ہوئے ان کی وہاں قبر

Marfat.com

تعالیٰ وقد کبر سنه وقبره بها ظاهر یزار۔ ولما وضعوه فی لحده نهض قائماً یصلی واتسع له القبر واغمی علی من کان نزل قبره۔ (الطبقات الکبریٰ ۱:۱۴۰)

ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور ان کی قبر وسیع ہوگئی اور جو شخص آپ کی لحد میں اترا تھا وہ یہ دیکھ کر بے ہوش ہوگیا۔

اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے اس جیسے واقعات اتنی کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے لیکن چونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں اس لیے انہی حوالوں پر اختصار کرتے ہوئے اس کو ختم کرتے ہیں۔ ان حوالوں سے مقصود صرف یہ ہے کہ جب اولیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں تو پھر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا تو زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ اپنی قبورِ مقدسہ میں نمازیں پڑھیں۔

Marfat.com

اخرجه ابو الحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری رحمه الله من حدیث حماد ابن سلمة عنهما ، واخرجه من حدیث الثوری وعیسی بن یونس وجریر بن عبد الحمید بن التیمی [1]

اس حدیث کو امام مسلم بن الحجاج النیشاپوری نے حماد بن سلمہ سے اور انہوں نے ان دونوں (سلیمان التیمی اور ثابت) سے روایت کیا اور ثوری کی حدیث اور عیسی بن یونس و جریر بن عبد الحمید نے التیمی سے اس کو روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

اخبرنا احمد بن علی الحربی ثنا حاجب بن احمد ثنا محمد بن یحیی ثنا احمد بن خالد الوهبی ثنا عبد العزیز بن ابی سلمة عن عبد الله بن الفضل الهاشمی عن ابی سلمه بن عبد الرحمٰن عن ابی هریرة قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وانا اخبر قریشا عن مسرانی فسألونی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکربت کربا ما کربت مثله قط۔ فرفعه الله لی انظر الیه ما یسألونی عن شیء الا انبأتهم به۔

---

[1] اس حدیث شریف کی تخریج پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔ اور اس کی شرح بھی پچھلے صفحات میں ہو چکی ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا (اس وقت میں قریش کو سفر معراج کی تفصیل بتا رہا تھا۔ قریش نے بیت المقدس کی بعض ایسی اشیاء کا مجھ سے پوچھا جو اس وقت میرے ذہن میں نہ تھیں۔ مجھے اس وقت اتنی پریشانی ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی ایسی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا۔ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور لوگوں کے سوالوں کے جوابات دے رہا تھا۔

اس حدیث شریف اور دیگر واقعہ معراج کے متعلق مروی احادیث میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کا ذکر ہے جس سے مصنّف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور جہاں چاہیں باذن اللہ تشریف لے جائیں کیونکہ وہ اپنی قبروں میں بھی تھے ـــ بیت المقدس میں بھی جیسا کہ مذکورہ حدیث میں واضح ہے اور آسمانوں میں بھی تھے اس لیے ثابت ہوا کہ ان کی زندگی تو متحقق ہے ان احادیث سے ان کا اطرافِ عالم میں تصرف بھی ثابت ہو رہا ہے۔

حضرت امام تقی الدین السبکی ان تمام روایات کو جمع فرما کر لکھتے ہیں:

هذه الاحاديث كلها في الصحيح۔ — یہ تمام احادیث صحیح کے حکم میں ہیں۔

(شفاء السقام ۱۸۵)

انبیاء کرام کا کائناتِ عالم میں تصرف فرمانا

یہاں ہم چند احادیث ایسی نقل کرتے ہیں کہ جس سے معلوم ہو کہ حضرات انبیاء کرام

Marfat.com

وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ - يعني نفسه فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِي قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ -

اخرجه مسلم فی صحیح من حدیث عبد العزیز -

بیت المقدس میں میں انبیاء کی جماعت کے ساتھ تھا ۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ۔ یہ کم گوشت والے اور گھنگھریالے بالوں والے تھے گویا قبیلہ شنوہ سے ہوں اور حضرت عیسٰی کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ عروہ بن مسعود ثقفی کے مشابہ تھے اور یہ بھی دیکھا کہ حضرت ابراہیم کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں جو کہ تمہارے آقا یعنی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے ۔ آخر نماز کھڑی ہوئی اور میں نے ان کی امامت کروائی ۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کہنے والے نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مالک جہنم کے داروغہ ہیں اسے سلام کیجیے ۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے سلام کرنے میں پہل کی ۔

Marfat.com

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں عبدالعزیز کی سند سے بیان فرمایا:

اپنی قبور میں قید نہیں بلکہ آزاد ہیں۔ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ حج وغیرہ کریں

ایک حدیث شریف جو کہ امام مسلم نے روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

لقیت موسی فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الرأس كانه من رجال شنوءة ولقيت عيسى فاذا ربعة احمر كانما خرج من ديماس يعني حماما ورأيت ابراهيم وانا اشبه ولده به۔

(مسلم ۱: ۹۵، باب الایمان وباب الاسراء برسول الله،
بخاری ۱: ۴۸۹ باب واذکر فی الکتاب مریم)

میں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا ان کے بال شریف پریشان تھے گویا کہ وہ آل شنوءہ کے آدمی ہیں اور میں حضرت عیسیٰ سے ملا سرخ و سفید رنگ کے خوبصورت آدمی تھے ایسے لگتے تھے کہ ابھی ابھی حمام سے نکل کر آئے ہیں۔ اور میں نے حضرت ابراہیم کو دیکھا وہ بالکل میری طرح کے تھے۔

اس حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں:

اراني ليلة عند الكعبة فرأيت رجلا آدم كاحسن ما انت راء من الرجال من آدم الرجال له لمة كاحسن ما انت راء من اللمم قد رجلها فهي تقطر ماءً متكئًا على رجلين او على عواتق رجلين

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک رات خانہ کعبہ میں ایک نہایت خوبصورت آدمی کو دیکھا کہ پانی کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے پاؤں یا ایڑیوں پر گر رہا تھا۔ یہ شخص نہایت عقیدت سے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو کہا گیا

Marfat.com

یطوف بالبیت فسالت من هذا فقیل هذا المسیح بن مریم۔

کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہیں۔

(مسلم شریف ۱: ۹۵ ۔ باب الایمان و ذکرالمسیح ۔

بخاری ۱: ۴۸۹ باب واذکر فی الکتاب مریم

کتاب الایمان لابن مندہ ۲: ۳۴۷، ۲: ۷۳۰)

ایک حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں :

کانی انظر الی موسیٰ واضعا اصبعیہ فی اذنیہ

میں حضرت موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں گویا کہ انہوں نے دونوں کانوں میں انگلیاں دی ہوئی ہیں

(مسلم ۱: ۹۵ کتاب الایمان

کتاب الایمان لابن مندہ ۲: ۷۳۷)

ان روایات سے یہ صاف طور پہ ظاہر ہوا کہ انبیاء کرام ظاہری زندگی کے بعد بھی زندہ ہیں اور جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں جیسا کہ ابھی متن میں امام بیہقی کا فرمان آرہا ہے۔

مزید دلائل ملاحظہ فرمائیں :

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی موسیٰ بن عمران فی ھذا الوادی محرما بین قطوانیتین۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا کہ میں حضرت موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں اس وادی میں احرام باندھے ہوئے ہیں قطوانیتین کے درمیان۔

Marfat.com

وفی حدیث سعید ابن المسیب وغیرأنه لقیھم فی مسجد بیت المقدس۔ وفی حدیث ابی ذر ومالک بن صعصعة فی قصة المعراج انه لقیھم فی جماعة الانبیاء فی السموات وکلمھم وکلموہ۔

اور حضرت سعید بن المسیب وغیرہ کی روایت میں ہے کہ آپ ان انبیاء سے مسجد اقصی میں ملے تھے اور حدیث ابی ذر اور مالک بن صعصعہ کی حدیث میں واقعہ معراج میں ہے کہ آپ انبیاء کرام کی جماعت سے آسمانوں میں ملے تھے۔ آپ نے ان سے کلام کیا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا۔

(مسند ابی یعلی موصلی، ۵: ۵۶ بتحقیق الاثری
المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۰: ۱۶۵
حلیۃ الاولیا لابی نعیم، ۴: ۱۸۹)

عن ابن عباس: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بوادی الازرق فقال ای واد ھذا فقالوا ھذا وادی الازرق قال کأنی انظر الی موسی ھابطا من الثنیة وله جوار الی اللہ بالتلبیه ثم اتی علی ثنیة ھرشا فقال

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ ازرق سے گزرے تو فرمایا یہ کونسی وادی ہے۔ عرض کیا گیا وادی ازرق فرمایا میں حضرت موسیٰ کو بلندی سے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں وہ بلند آواز میں تلبیہ کہہ رہے ہیں پھر آپ ہرشی کی وادی پر آئے۔ آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگوں نے کہا یہ

Marfat.com

ای ثنیۃ قالوا ھٰذا ثنیۃ	ہرشٰی کی وادی ہے۔ آپ نے
ھرشا قال کانی انظر الی	فرمایا گویا کہ میں یونس بن متی کو
یونس بن متی علی ناقۃ حمراء	دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک طاقت ور
علیہ جبۃ من صوف خطام	سرخ اونٹنی پر سوار ہیں۔ انہوں نے
ناقتہ حلبۃ وھو یلبی۔	ایک اونی جبہ پہنا ہوا ہے۔ اونٹنی
(مسلم شریف ۱:۹۴ کتاب الایمان	کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے اور وہ
مسند ابی یعلی ۴ : ۸۳	تلبیہ کہہ رہے ہیں۔
شعب الایمان ۳ : ۴۴۰	

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام حج کرتے ہیں کبھی پیدل اور کبھی سواری پر تو ظاہر ہے کہ حج اپنی قبورِ مقدسہ سے نکل کر ہی کرتے ہیں۔ سیدنا موسٰی کا وادیٔ ازرق میں اور سیدنا یونس علیہ السلام کا وادیٔ ھرشا میں تلبیہ پڑھتے ہوئے آنا اور پھر اونٹنی پر سوار ہونا یقیناً یہ اجسام کی صفت ہے کیونکہ ارواح کو تو اونٹنی پر سواری کی حاجت ہی نہیں ہے اور یہ واقعہ بھی بیداری کا ہے جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ساتھ تھے۔ لیکن یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دیکھنے کا ذکر نہیں ہے۔ عین ممکن ہے کہ کوئی منکر یہ کہہ دے کہ یہ تمام واقعات خواب کی حالت کے ہیں اس لیے ایک ایسا واقعہ پیش کرتے ہیں کہ جس میں یہ تمام شبہات خود ہی ختم ہو جائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

قال بینا نحن مع رسول	ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	تھے کہ اچانک ہمیں سردی لگی اور ہم
رأینا بردا ویدا فقلنا یا رسول	نے ایک ہاتھ دیکھا تو ہم نے عرض
اللہ ما ھذا ابرد الذی	کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سردی

Marfat.com

رأينا واليد؟ قال: وقد رأيتموه؟ قلنا نعم: قال ذلك عيسى بن مريم سلم علی.
(الکامل لابن عدی ۵: ۲۵۷۸،
ابن عساکر بسند آخر۔
خصائص الکبری ۲: ۹۱ نوریہ رضویہ سکھر)

کیسی ہے جو ہمیں محسوس ہوئی اور یہ ہاتھ کیسا ہے جو ہم نے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اس ہاتھ کو دیکھا۔ ہم نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا: یہ عیسٰی بن مریم ہیں جنہوں نے مجھے سلام کیا تھا۔

اس حدیث شریف سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام جہاں چاہیں تشریف لے جائیں اور ان کی زیارت غیر انبیاء کے لیے بھی ممکن ہے۔

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حج کرتے ہیں۔ تلبیہ پڑھتے ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ بظاہر دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں اور وہ دار الجزاء میں ہیں نہ کہ دار العمل میں اور یہ اعمال تو دار العمل کے ساتھ خاص ہیں نہ کہ دار الجزاء کے ساتھ تو اس کا جواب امام نووی و تقی الدین سبکی نے امام قاضی عیاض سے نقل فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

فاعلم: ان للمشائخ وفیما ظهر لنا عن هذا اجوبة احدها انهم كالشهداء بل افضل منهم والشهداء احياء عند ربهم فلا يبعد ان يحجوا ويصلوا كما ورد في الحديث الآخر۔
(شرح مسلم للنووی ۱: ۹۴)

جاننا چاہیے کہ مشائخ کے کلام سے جو ہمارے لیے ظاہر ہوا اس کے کئی جواب ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام شہداء کی طرح ہیں بلکہ ان سے بہت زیادہ افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں تو یہ بعید نہیں کہ وہ حج کریں اور نمازیں پڑھیں. جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کے

Marfat.com

شفاء السقام ' ۱۸۶ صراحت موجود ہے۔

ویسے بھی چونکہ یہ دنیا تو عام آدمی کے لیے بھی قید خانہ کی حیثیت رکھتی ہے تو جب آدمی قید خانہ سے چھوٹے تو وہ آزاد ہوتا ہے جہاں چاہے جائے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہے۔ ملاحظہ فرمائیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارکہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الدنیا جنة الکافر وسجن	بے شک دنیا کافر کے لیے جنت اور
المومن انما مثل المومن حین	مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ جب مومن
تخرج نفسه کمثل رجل کان	کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی
فی سجن فاخرج منه فجعل	ہے جیسے کوئی شخص قید میں تھا اب اس
یتقلب فی الارض و یتفسح	کو آزاد کر دیا گیا پھر زمین میں گشت
فیہا۔	کرنے اور با فراغت چلنے پھرنے لگا۔

تخریج حدیث

۱۔ کتاب الزہد لابن مبارک (عن عبد اللہ بن عمرو)، ۲۱۱ طبع دار الکتب العلمیہ۔ بیروت

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ " ۳۲۵:۱۳ ادارۃ القرآن کراچی

۳۔ مسند امام احمد " مرفوعاً ۲ : ۱۹۷ المکتب الاسلامی بیروت

۴۔ مسند امام احمد (عن ابی ھریرۃ ") ۲:۳۲۳، ۲:۳۸۹، ۲:۴۸۵ " " "

۵۔ کتاب الزھد للامام احمد " ۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت

۶۔ حلیۃ الاولیاء " ۱:۱۹۹ " " "

۷۔ حلیۃ الاولیاء (عن عبد الرحمن بن عمر) ۸:۱۷۷، ۸:۱۸۵ " "

۸۔ الکامل لابن عدی (عن ابی ھریرۃ) ، ۳:۸۸۹، ۴:۱۶۳۸ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل

Marfat.com

۹- مستدرک امام حاکم	عن سلیمان	۳ : ۶۰۴	دارالمعرفۃ بیروت
۱۰- ”	عبداللہ بن عمرو	۴ : ۳۱۵	”
۱۱- الزہد الکبیر للبیہقی		۱۸۹	دارالقلم کویت
۱۲- ”	عبداللہ بن عمر	۲۱۸، ۲۲۳	”
۱۳- المعجم الکبیر للطبرانی		۶ : ۲۶۹، ۲۳۶	بغداد
۱۴- المعجم الاوسط ”		۳ : ۳۸۶	مکتبۃ المعارف ریاض
۱۵- شرح السنۃ للامام البغوی	ابی ہریرہ	۱۴ : ۲۹۷	المکتب الاسلامی بیروت
۱۶- مسند الشہاب للقضاعی	ابن عمر	۱ : ۱۱۸	موسسۃ الرسالہ بیروت
۱۷- صحیح ابن حبان		۲ : ۳۸	دارالفکر بیروت
۱۸- المنتخب لعبد بن حمید	ابن عمر	۱ : ۳۰۷	مکتبہ ابن حجر مکۃ المکرمہ
۱۹- نوادر الاصول للامام حکیم ترمذی		۳۵، ۸۰، ۳۹۰	المکتبۃ العلمیہ مدینہ منورہ
۲۰- فردوس الاخبار للدیلمی	ابی ہریرۃ	۲ : ۳۵۲	المکتبۃ الاثر
۲۱- کشف الاستار عن زوائد البزار	ابن عمر	۴ : ۲۴۸	موسسۃ الرسالہ بیروت
۲۲- معجم السفر لابی طاہر احمد بن محمد السلفی	ابی ہریرۃ	۴۵۷	اسلام آباد
۲۳- شعب الایمان للبیہقی	”	۷ : ۳۲۴	دارالکتب الاسلامیہ بیروت
۲۴- القند فی ذکر علماء سمرقند		۳۱۲	مکتبۃ الکوثر سعودی عرب
۲۵- تہذیب تاریخ دمشق		۲ : ۴۰۹، ۱ : ۲۱۵	بیروت
۲۶- مسند ابی یعلی	ابی ہریرۃ	۶ : ۴۴، ۸۰ تحقیق الاثری	سعودی عرب
۲۷- صحیح مسلم	”	۲ : ۲۰۷ کتاب الزہد	کراچی
۲۸- ترمذی	”	۲ : ۵۸ ”	”
۲۹- ابن ماجہ	”	۳۰۳ ”	”

Marfat.com

۳۰۔ المعجم الکبیر للطبرانی عن قتادہ بن النعمان بن زید		۱۹: ۱۵	بغداد
۳۱۔ مجمع الزوائد		۱۰: ۲۸۸	دار الکتاب العربی بیروت
۳۲۔ التذکرہ فی الاحادیث المشتہرہ للزرکشی		۱۳۳	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۳۔ کتاب الزہد لابی داؤد السجستانی	ابن عمرو	۲۷۷	دار السلفیہ۔ بمبئی
۳۴۔ ذم الدنیا لابن ابی الدنیا	″	۵۹	موسستہ الکتب الثقافیہ بیروت
۳۵۔ تاریخ بغداد	″	۱۱: ۳۴۸	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۶۔ ″	ابن عمر	۶: ۱۰۴، ۱۲: ۳۲۴	
۳۷۔ الترغیب والترہیب للاصبہانی	ابی ھریرۃ	۲: ۲۰۷	دار الحدیث قاہرہ
۳۸۔ ذم الدنیا لابن ابی الدنیا	سلیمان الفارسی	۱۲	بیروت
۳۹۔ اعلام النبوۃ للماوردی		۲۶۷ باب جوامع القلم	دار احیاء العلوم بیروت
۴۰۔ تاریخ اصبہان لابی نعیم		۱: ۳۰۴	ایران
۴۱۔ المقاصد الحسنۃ للسخاوی		۲۵۰	دار الکتب العربی بیروت
۴۲۔ موضح اوھام الجمع والتفریق للامام خطیب بغدادی	انس بن مالکؓ	۱: ۲۴۴	

ابن ابی شیبہ کے الفاظ یوں ہیں:

فاذا مات المومن یخلی سربہ یسرح حیث شاء — جب مومن فوت ہوتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳: ۲۳۵)

اس سے بڑھ کر صحابہ کرام کا عقیدہ دیکھیں کہ آدمی اس جہاں سے چلے جانے کے بعد بالکل آزاد ہے جہاں چاہے اللہ کے حکم سے جائے اور سیر کرے۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک کے یہاں اس کی سند اس طرح ہے:۔

Marfat.com

اخبرنا سفیان بن عیینۃ عن یحیی بن سعید وعلی بن زید بن جدعان عن سعید بن المسیب۔

اس سند میں پہلا سفیان بن عیینہ ہے جو کہ زبردست ثقہ امام اور حجت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۱: ۲۶۲ تا ۲۶۵)

دوسرا راوی یحیی بن سعید ہے۔ یہ راوی بھی زبردست ثقہ ہے اور کسی نے بھی اس پر جرح نہیں کی۔ یہ بالاتفاق ثقہ اور حجت ہے۔ ملاحظہ ہو (تذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۳۷ تا ۱: ۱۳۹)

اور تیسرے راوی حضرت سعید بن المسیب ہیں۔ یہ بہت بڑے تابعی ہیں۔ حضرت عمر وعثمان و زید بن ثابت، حضرت عائشہ، حضرت سعد و ابوہریرۃ اور دیگر بے شمار صحابہ سے سماع ثابت ہے زبردست ثقہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۱: ۵۴ - ۵۶)

اور پھر امام سفیان بن عیینہ کا متابع امام عبداللہ بن مبارک اور عباد بن العوام اور یحیی بن سعید کا متابع علی بن زید بن جدعان ہے۔ (عند عبد اللہ بن مبارک فی الزهد)

اور سفیان بن عیینہ کا متابع جریر بھی ہے (عند ابن ابی الدنیا)

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے حضرت سلیمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما باہم ملے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم مجھ سے پہلے وفات پاگئے تو مجھے خبر دینا کہ وہاں برزخ میں کیا پیش آتا ہے۔

تو دوسرے نے کہا زندے اور مردے بھی باہم مل سکتے ہیں تو پہلے نے جواب دیا۔

نعم ان ارواح المومنین — ہاں کیوں نہیں مومنوں کی روحیں

فی برزخ من الارض تذهب — تو جنت میں ہوتی ہیں انہیں اختیار

Marfat.com

حیث شاءت۔ ہوتا ہے جہاں چاہتی ہیں جاتی

(الزہد لابن المبارک ولفظہ ص۱۴۴ ہیں۔

۴۳۔ التوکل علی اللہ لابن ابی الدنیا محدث ص۵۱

۴۴۔ المنامات لابن ابی الدنیا ص۲۳

۴۵۔ احوال القبور لابن رجب حنبلی ۱۱۶

۴۶۔ شرح الصدور للسیوطی ۲۵۶

۴۷۔ کتاب الروح لابن قیم ۳۳

۴۸ حلیۃ الاولیا لابی نعیم عن المغیرہ بن عبدالرحمٰن ۱:۲۰۵

۴۹ احیاء العلوم ۴ : ۵۲۷

تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ارواح مومنین برزخ زمین میں ہیں جہاں چاہتی ہیں تشریف لے جاتی ہے۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت

ان ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذہب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجین۔

مومنین کی روحیں زمینی برزخ میں ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کفار کی روحیں قید عذاب میں ہوتی ہے۔

(کتاب الزہد لابن المبارک' ۱۴۴

ابن مندہ نقلہ ابن رجب حنبلی فی احوال القبور' ۱۱۶)

حضرت شیخ علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم العزیزی م ـ ۱۰۷۰ھ فرماتے ہیں:

فاذا فارق الدنیا فارق السجن والسنۃ وانتقل الی الانفساخ

جب دنیا سے جدا ہو گیا تو وہ قید سے چھوٹ گیا اور فراخی اور کشادگی اور سرور

Marfat.com

و دیار السرور والافراح۔

وفرحت کی طرف منتقل ہوگیا۔

(السراج المنیر شرح الجامع الصغیر، ۳ : ۱۶۲

حضرت امام ولی کامل قطب وقت امام صدر الدین القونوی فرماتے ہیں:

وذلک انہم غیر محصورین فی الجنۃ وغیرھا : (رسالۃ النصوص، ۶۶ للامام قونوی)

اور اس کے ساتھ ساتھ وہ (انبیاء و اولیاء) جنت اور قبور میں محصور نہیں ہیں (بلکہ جہاں چاہیں تشریف لیجائیں وہ آزاد ہیں۔

حضرت علامہ عبد الروف مناوی فرماتے ہیں :

ان الروح اذا انخلعت من ھذا الھیکل وانفقت من القیود بالموت تعول الی حیث شأت۔

بے شک روح جب اس قالب سے جدا اور موت کے سبب دیگر قیدوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو جہاں چاہتی ہے چلتی پھرتی ہے۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر)

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں :

ان اللہ تعالیٰ یعطی لارواحھم قوۃ الاجساد فیذھبون من الارض والسماء والجنۃ حیث یشاؤن وینصرون اولیاءھم ویدمرون

اللہ تعالیٰ ان (انبیاء و اولیاء) کی ارواح کو اجساد کی قوت عطا فرما دیتا ہے۔ لہذا وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے

Marfat.com

لعداءھم ۔ ہیں اور دشمنوں کو ہلاک و ذلیل و خوار کرتے ہیں ۔

(تفسیر مظہری زیر آیہ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ، ۱ : ۱۵۲ ، ۱۵۳)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب ہی دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

حق تعالیٰ درحق شہداء میفرماید
(...... بل احیاء عند ربھم ...)
اقول مراد شاید آں باشد کہ حق تعالیٰ
ارواح شان راقوت اجساد میدھد
ہر جا کہ خواہند سیر کنند وایں حکم مخصوص
بشہداء نیست انبیاء و صدیقین از
شہدا افضل اند و اولیاء ہم در حکم
شہدا اند کہ جہاد بالنفس کردہ اند کہ
جہاد اکبر است (رجعنا من الجہاد
الاصغر الی الجہاد الاکبر)
ازاں کنایت است ولھذا اولیاء اللہ
گفتہ اند (ارواحنا اجسادنا واجسادنا
ارواحنا) یعنی ارواح ما کار اجساد
می کنند وگاہی اجساد از غایت لطافت
برنگ ارواح می برآید ومی گویند کہ
رسول خدا را سایہ نبود صلی اللہ علیہ وسلم
ارواح ایشان وزمین وآسمان وبہشت

اللہ تعالیٰ شہدا کے حق میں فرماتا ہے ۔
(بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں)
میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد شائد یہ
ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی روحوں کو جسموں
کی سی طاقت عطا فرماتا ہے وہ جہاں
چاہتا ہے سیر کرتے ہیں اور یہ حکم شہداء
کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ انبیاء کرام
اور صدیقین شہداء سے افضل ہیں اور
اولیاء کرام بھی شہداء کے حکم میں ہیں ۔
کیونکہ انہوں نے نفس کے ساتھ جہاد
کیا ہے جو کہ جہاد اکبر ہے (ہم جہاد اصغر
سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے) اس پر
دلیل کافی ۔ اسی لیے اولیاء اللہ نے
فرمایا (ہماری روحیں ہمارے جسم اور
ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں) ہماری
روحیں جسموں کا کام کرتی ہیں اور کبھی
ہمارے جسم نہایت لطافت کے سبب

Marfat.com

ہر جا کہ خواہند میر دند دو دستاں و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان را ہلاک مینمایند و از ارواح شان بطریق اویسیہ فیض باطنی میرسد و بسبب ہمیں حیات اجساد آنہا را در قبر خاک نمی خورد بلکہ کفن ہم میماند۔

(تذکرۃ الموتیٰ والقبور، ۱ ۴-۴۲ طبع استنبول، ترکی)

بزنگ ارواح ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ نہ تھا۔ ان کی روحیں زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتی ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے دوستوں اور چاہنے والوں (امتیوں اور مریدوں) کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں (منکروں) کو ہلاک کرتی ہیں اور ان سے بطریق اویسیہ فیض باطنی پہنچتا ہے اور یہی سبب ہے کہ ان کے جسم زندہ رہتے ہیں اور خاک ان کو کھاتی نہیں ہے بلکہ ان کے کفن بھی اسی طرح تر و تازہ اور نئے رہتے ہیں۔

حضرت شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ثمرہ آں اتصال باآں بزرگاں است در قبر و حشر امداد ایشاں ایں طالب را وقتاً بعد وقت۔

(رسالہ بیعت در مجموعہ رسائل مطبوعہ احمدی دہلی، ۲۷ طبع نصرت العلوم گوجرانوالہ، ۱: ۵۶)

فائدہ اس بیعت کا یہ ہے کہ قبر و حشر میں بیعت کرنے والوں کو ایک قسم کا اتصال در رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور طالب یعنی مرید کو وقتاً فوقتاً اس سے امداد ملتی رہتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

Marfat.com

فکذلک الانسان قد یکون فی حیاته الدنیا مشغولا بشهوة الطعام والشراب والغلمة وغیرها من مقتضیات الطبیة والرسم لکنه قریب الماخذ من الملاء السافل قوی الانجذاب الیهم فاذامات انقطعت العلاقات و رجع الی مزاجه ملحوق بالملاء ثکة وصار فیهم والیهم کالهامهم وسعی فیها یسعون فیه۔

(حجۃ اللہ البالغہ ۳۵)
باب اختلاف احوال الناس

بالکل اسی طرح انسان کا حال ہے کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی کھانے پینے اور شہواتِ نفسانی اور اسی طرح دیگر طبعی تقاضوں کو پورا کرنے اور زندگی کے مختلف مراسم و معاملات میں مصروف رہتا ہے لیکن اس کا تعلق ملائکہ سافل سے ہوتا ہے اور انہی کی جانب اس کو زیادہ میلان و کشش ہوتی ہے۔ لہٰذا جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام جسمانی علائق اور تعلق ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ اپنی اصل طبیعت کی طرف عود کرتا ہے اور پھر ملائکہ سے مل کر انہی میں کا ہو جاتا ہے اور انہی کے سے الہام اس کو بھی ہوتے ہیں اور انہی کی طرح وہ بھی تصرف کرتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

وبالجملہ بعد ازاں کہ ثابت شد کہ روح باقی و اورا تعلقے خاص باجزاء بدن بعد مفارقت ازوی و تغیر کیفیت ای نیز باقیست کہ بدان علم و شعور بزائران قبر و احوال ایشان دارد

اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ روح باقی ہے اور اس کا ایک خاص تعلق اجزائے بدن کے ساتھ اس سے مفارقت تغیر کیفیت کے بعد بھی باقی ہے کہ اس تعلق کی

Marfat.com

وارواح کمل کہ در حین حیات ایشاں
بسبب مکانت و منزلت از رب العزت
کرامات تصرف و امداد داشتند بعد از ممات
چوں ہماں قرب باقی اند نیز تعرفات
دارند چنانچہ در حین تعلق کلی بجسد داشتند
یا بیشتر ازاں انکار استمداد را وجہی صحیح
نمی نماید مگر آنکہ از اول امر منکر شوند ای
تعلق روح را شدن بالکلیہ و جمیع وجوہ
بعد مفارقت و زوال علاقہ حیاتی و آں
خلاف منصوص است و بر ایں تقدیر زیارت
ورفتن بقبور ہمہ لغو و بے معنی گردد۔

(فتاوے عزیزیہ ۱۰۷ تا ۱۰۸
دار الاشاعت العربیہ کوئٹہ)

وجہ سے ان میں علم ایسا شعور پیدا ہوتا ہے
جس سے قبر کی زیارت کرنے والوں اور
ان کے احوال سے آگاہی ہوتی ہے اور
کامل لوگوں کی ارواح جن کو اللہ تعالٰے
کے ہاں زندگی میں قرب منزلت حاصل
تھی اور کرامات تصرفات اور لوگوں کی
امداد کرتے تھے ان کو بعد از وفات بھی
یہ تصرف حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح
تصرف کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اس
وقت کرتے جب ان کے بدنوں کے ساتھ
روح کا کلی تعلق حاصل تھا (زندہ تھے)
بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تصرف کرتے ہیں
اور ان سے استمداد کا انکار کرنے کی کوئی
صحیح وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ مگر یہ کہ پہلی
بات کا انکار کر دیا جائے اور یہ کہا جائے
کہ روح کا بدن کے ساتھ بالکل ہی تعلق
نہیں ہے اور بدن سے مفارقت کے
بعد تمام وجوہ سے زندگی کا تعلق ہو
چکا ہے اور یہ کہنا تو نصوص کیخلاف ہے اور
اس طرح تو قبروں کی زیارت اور وہاں
جانا سب لغو بیکار و بے معنی ہو جائیگا۔

Marfat.com

جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا کلام پڑھیں اور سوچیں کہ اب علمائے دیوبند تو خانوادۂ شاہ ولی اللہ کا نام جپتے ہیں لیکن عقائد ان کے بالکل برعکس اپنائے ہوئے ہیں۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء و اولیاء سے استمداد کا انکار کرنے کی کوئی صحیح وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن شاید اب علمائے دیوبند نے وہ صحیح وجہ معلوم کر لی ہے اور اس وجہ سے بیدریغ امت محمدیہ کو مشرک قرار دے رہے ہیں۔

یہ تو مولود فرقہ مختلف ناموں سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور لوگوں کو علمائے حق اہلسنت سے متنفر کرنے کی ناکام سعی میں لگا ہوا ہے۔ اس کے نومولود ہونے کا ثبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی زبان مبارک سے ملاحظہ فرمائیں۔

آپ فرماتے ہیں:

انما اطلنا الکلام فی ھذا	ہم نے اس مقام پہ کلام کو طول دیا
المقام رغما لانف المنکرین	منکروں کی ناک خاک آلود کرنے کے
فانہ قد حدث فی زماننا	لیے کہ ہمارے زمانے میں معدودے
شرذمہ ینکرون الاستمداد	چند ایسے پیدا ہوئے کہ حضرات اولیاء
من الاولیاء ویقولون	کرام سے استمداد کے منکر ہیں اور
ما یقولون ومالھم علی	اول فول بکتے ہیں اور انہیں اس
ذلک من علم ان ھم الا یخرصون.	پر کچھ علم نہیں۔ یونہی اٹکل پچو لگاتے
(لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	ہیں۔

بحوالہ حیات الاموات فی بیان سماع الاموات صہ ۱۳۸، طبع لاہور حامد اینڈ کمپنی)

Marfat.com

وکل ذلك صحیح لا یخاف بعضه بعضا فقد یرسی موسٰی علیہ السلام قائم یصلی فی قبره ، ثم یسری بموسٰی وغیرہ الی بیت المقدس کما اسری بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فیراھم فیھا کما اخبر۔ وصلاتھم فی اوقات بمواضع مختلفات جائز فی العقل کما ورد بھا خبر الصادق وفی کل ذلك دلالة علی حیاتھم ومما یدل علی ذلك۔

یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ ان میں کوئی حدیث دوسری کے خلاف نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسٰی علیہ السلام کو بھی یقیناً ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہیں۔ پھر حضرت موسٰی وغیرہ نے بیت المقدس کی طرف رات میں سفر کیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو سفر کیا۔ چنانچہ وہاں بھی انہیں دیکھا۔ آپ موسی علیہ السلام ان (انبیاء) کے ساتھ آسمانوں پر چڑھے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر تشریف لے گئے چنانچہ وہاں بھی انہیں دیکھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور مختلف اوقات میں ان کا نماز پڑھنا یہ عقلی لحاظ سے بھی جائز ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ یہ تمام احادیث انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔

Marfat.com

پچھلے صفحات میں دیئے گئے حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء و اولیاء کرام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔ جہاں چاہیں اللہ کے فضل و کرم سے تشریف لے جاتے ہیں جیسا کہ مصنف کتاب کی مذکورہ بالا عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔

اور واقعۂ معراج کے فوائد میں سے علامہ شعرانی کا حوالہ پیچھے گذر چکا ہے کہ ایک شخص بیک وقت کئی مقامات پر ہو سکتا ہے۔ اور یہ امر کاملین سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں چند نصوص ملاحظہ کریں۔

حضرت امام بدر الدین آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

ان جبرائیل علیہ السلام مع ظہورہ بین یدی النبی علیہ السلام فی صورۃ دحیہ کلبی وغیرہ لم یفارق سدرۃ المنتھیٰ۔	بے شک جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر ہونے کے باوجود سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہیں ہوتے۔

(روح المعانی ۱۲: ۳۷، طبع ملتان)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح طیبات تو ارواح ملائکہ سے کہیں زیادہ قوت و تصرف کی صفت سے متصف ہیں بالخصوص ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس تو روح الارواح ہے اور انبیاء کرام کے اجسام بھی ارواح کی طرح تصرفات فرماتے ہیں جیسا کہ معراج کی رات کو مشاہدہ میں آیا۔ تو ان کے لیے کونسی بڑی بات ہوگی کہ وہ قبروں میں ہونے کے باوجود آسمانوں اور بیت المقدس میں بھی ہوں بلکہ ایک وقت میں

Marfat.com

ہزاروں بلکہ لاکھوں مقامات پر جلوہ گر ہوں اور یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی وقت میں لاکھوں لوگ مختلف مقامات میں زیارت کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرات علماء کرام کی اس پر تصریحات موجود ہیں۔

حضرت علامہ بدر الدین محمود آلوسی بغدادی تحریر فرماتے ہیں:

وقد اثبت غير واحد تمثل النفس وتطورها لنبينا صلى الله عليه وسلم بعد وفاته وادعى انه عليه الصلوٰة والسلام قد یری فی عدة مواضع فی وقت واحد مع کونه فی قبره الشریف یصلی

(روح المعانی ۱۲، ۱۴ پاره ۲۳)

اور کئی حضرات نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد کئی صورتوں میں متشکل ہو کر تشریف لانا ثابت کیا ہے چنانچہ ایک ہی وقت میں کئی مقامات پہ آپ کو دیکھا گیا ہے باوجودیکہ آپ اپنی قبر شریف میں نماز بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

اور مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں:

ولا یحسن منی ان اقول کل ما یحکی عن الصوفیة من ذلك کذب لا اصل له لکثرة حاکیه وجلالة مدعیه۔

(روح المعانی ۱۲: ۳۹ پاره ۲۲ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان۔)

اور یہ بات مجھے کسی طرح بھی زیب نہیں دیتی کہ میں کہہ دوں تمام واقعات جو حضور علیہ السلام کے ظاہر و باہر تشریف لانے کے متعلق صوفیاء کرام سے منقول وہ سب جھوٹ ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں حالانکہ اس کو بیان کرنے والے بہت سارے ہیں اور اس کا دعویٰ کرنے والے جلیل القدر ہیں

Marfat.com

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں:

وقال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ السلام له الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابة رضی اللہ عنهم لقد راٰہ کثیر من الاولیاء۔

(تفسیر روح البیان آخر سورة الملک ۱۰: ۹۹)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارواح صحابہ کے ساتھ عالم کا طواف و تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے اور بے شمار اولیاء کرام نے آپ کو دیکھا ہے۔

حضرت امام نور الدین حلبی فرماتے ہیں:

ویدل لذلك ما رویناہ من انه صلی اللہ علیه وسلم لیلة الاسراء رای اخاہ موسیٰ یصلی فی قبرہ وجاء الی بیت المقدس فراٰہ ایضاً وصلی موسیٰ خلفه اسوة الانبیاء صلوات اللہ علیه وعلیهم ثم فارقه وصعد صلی اللہ علیه وسلم الی السماء سادسة فوجدہ فیها و کذلك آدم وعیسیٰ ویحییٰ ویوسف وادریس وھارون

اور جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء کرام (جہاں چاہیں تشریف لے جائیں) اس پر وہ دلالت کرتا ہے جو کہ ہم نے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حضرت موسیٰ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور جب آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تو ان کو وہاں بھی دیکھا اور حضرت موسیٰ نے آپ کے پیچھے تمام انبیاء کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ ان سے جدا ہوئے اور آسمانوں کی طرف چڑھے تو چھٹے آسمان پر پھر حضرت موسیٰ کو پایا اور اس طرح دیگر

Marfat.com

وابراهیم صلی بهم صلی الله علیه وسلم فی بیت المقدس وجسدهم فی السموات وهم دونه فی الفضل فهو اولی منهم بکونه موجودًا فی کل مکان ومقیما فی قبرہ صلی الله علیه وسلم۔

انبیاء کرام جیسے حضرت آدم و عیسی و یحیی و یوسف و ادریس و ہارون و ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا کہ ان تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی اور اس وقت ان کے اجساد آسمانوں میں تھے حالانکہ یہ تمام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فضیلت میں کم ہیں تو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان سے زیادہ حق دار ہیں کہ اپنی قبر میں مقیم ہونے کے ساتھ ساتھ ہر جگہ موجود ہوں ہر جگہ موجود ہوں اپنی قبر میں مقیم ہونے کے ساتھ ساتھ۔

(تعریف اھل الاسلام والایمان بان محمدا صلی الله علیه وسلم لا یخلو منه مکان و الازمان) بحوالہ سعادۃ الدارین (۱: ۲۵۹)

آپ مزید فرماتے ہیں:

ان الانبیاء یسیرون فی الکون باشباحهم وارواحهم ویحجون ویعتمرون متی اذن الله تعالی لهم فی ذلک کما کانوا احیاء وان النبی صلی الله علیه وسلم ملاء العوالم العلویه والسفلیه لانه افضل عباد الله تعالی۔

بے شک حضرات انبیاء کرام دنیا میں سیر کرتے ہیں اپنی ارواح اشباح کے ساتھ اور حج و عمرے کرتے ہیں جب اللہ تعالی ان کو اذن عطا فرماتا ہے۔ اور وہ اس عمل میں بالکل زندوں کی طرح زندہ ہیں اور بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام جہاں علویہ و سفلیہ بھرے پڑے ہیں (یعنی آپ سے

Marfat.com

(رسالہ مذکورہ بحوالہ سعادۃ الدارین ص ۲۶۱)

کوئی جگہ خالی نہیں ہے آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں) کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے افضل ہیں ۔

حضرت قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں :

رویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصفۃ المعلومۃ ادراک علی الحقیقۃ و رؤیتہ علی غیر صفتہ ادراک للمثال ...... ولا یمتنع رویۃ ذات الشریفۃ بجسدہ و روحہ و ذلک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر الانبیاء احیاء ردت الیھم ارواحھم لبعد ما قبضوا و اذن لھم بالخروج من قبورھم و التصرف فی الملکوت العلوی و السفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد لانہ کالشمس (الحاوی للفتاوی ۲ : ۲۶۳ للسیوطی الفتاوی الحدیثیہ ۳۰۰ لابن حجر مکی الھیتمی ۔)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اگر توصفت معلومہ پر ہو تو یہ حقیقی آپ کی زیارت ہے اور غیر صفت معلومہ پر ہو تو یہ آپ کی مثال کی زیارت ہوگی اور آپ کی ذات شریفہ کا دیدار جسد اور روح کے ساتھ یہ محال نہیں ہے ۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء کرام زندہ ہیں ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد واپس ان کی طرف لوٹا دی گئی ہیں اور ان کو اپنی قبور سے نکلنے اور کائنات علوی و سفلی میں تصرف کرنے کی عام اجازت ہے اور اس سے بھی کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ آپ کی ایک ہی وقت میں کئی لوگ زیارت کریں کیونکہ آپ سورج کی طرح ہیں ۔

Marfat.com

حضرت علامہ ابن العربی کی عبارت سے ذات اور مثال کا مسئلہ بھی حل ہو گیا کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر زیارت کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت میں ملاحظہ کرتا ہے جو کہ عام احادیث مبارکہ میں آئی ہے تو چاہیے ایک وقت میں کروڑوں اشخاص زیارت کریں۔ وہ آپ کی ذات کی زیارت کریں گے نہ کہ آپ کی مثال کی۔

اور پھر قبروں سے نکل کر تصرف فرمانا بھی ظاہر ہو گیا۔ ان کی یہ عبارت علامہ سیوطی اور علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی کتب میں نقل فرمائیں جیسا کہ اوپر حوالہ گزرا اور انہوں نے اس کی تائید فرمائی تردید نہیں فرمائی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

فحصل من هذه النقول	ان تمام دلائل اور احادیث سے یہ
و الاحاديث ان النبی صلی	حاصل ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
الله عليه وسلم حي بجسده	وسلم اپنے جسد انور اور روح پاک کے
وانه يتصرف ويسير	ساتھ زندہ ہیں اور زمین کے اقطار اور
حيث شاء فی اقطار الارض	ملکوت علویہ وسفلیہ میں جہاں چاہیے
وفی الملكوت وهو بهيئته	سیر کرتے اور تصرف فرماتے ہیں اور
التی کان قبل وفاته لم	آپ کی ہیئت مبارکہ ظاہرہ زندگی جیسی
يتبدل منه شيء وانه	ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی
مغيب عن الابصار كما	اور وہ آنکھوں سے اوجھل ہیں جس
غيبت الملئكة مع كونهم	طرح کہ فرشتے اپنے اجساد کے ساتھ
احياء باجسادهم فاذا	زندہ ہونے کے باوجود آنکھوں سے
اراد الله رفع الحجاب عمن	اوجھل ہیں۔ پس جب اللہ ارادہ فرماتا

Marfat.com

اراد اکرامہ بروبتہ علی هیئتہ التی ھو علیہا۔ (الحاوی للفتاوی، ۲ : ۲۶۵ تفسیر روح المعانی)

ہے کہ ان کی زیارت کروائے تو پردے اٹھا دیتا ہے تو ان کی اسی ہیئت یعنی ذات شریفہ کی زیارت ہو جاتی ہے۔

حضرت ولی کامل عمر بن سعید النونی الطوری الکدومیؒ فرماتے ہیں:

ان الاولیاء یرون النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقظۃ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر کل مجلس او مکان اراد بجسدہٖ وروحہ وانہ یتصرف و یسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت و ھو بهیئتہ التی کان علیہا قبل وفاتہ لم یتبدل منہ شی وانہ مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکۃ مع کونہم احیاء باجسادھم (رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم، ۱ : ۲۱۹ - طبع دار الکتاب العربی بیروت، (الفصل الحادی والعشرون)

بے شک حضرات اولیاء کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں جہاں چاہیں اپنی روح و جسد کے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں اور وہ زمین اور ملکوت میں جہاں چاہتے ہیں تصرف فرماتے اور سیر کرتے ہیں اور اسی حالت مبارکہ پر ہیں جس پر ظاہرہ زندگی میں تھے اور ان میں کچھ بھی تبدیلی نہیں آئی اور وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں جیسے کہ فرشتے غیب ہیں حالانکہ وہ اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔

Marfat.com

آپ مزید فرماتے ہیں:

لانہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء احیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فی الخروج من القبور والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام زندہ ہیں ان کی روحیں قبض کرنے کے بعد ان کی طرف لوٹا دی گئی ہیں اور ان کو قبور سے نکل کر ملکوت علوی وسفلی میں تصرف کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم ۱۷: ۲۲۸)

حضرت صاحب الفضیلۃ الشیخ مصطفیٰ ابو یوسف الحمامی (من علماء الازهر وخطیب المسجد الزینبی) فرماتے ہیں:

وهذا الحدیث وما قبله یثبتان ان الانبیاء صلی اللہ علیه وسلم یخرجون من قبورهم بابدانهم الحقیقیة لابسین الثیاب ماشین اوراکبین ویذهبون الی حیث یحجون ویلبون ویراهم بعینه من کشف اللہ عن بصیرته من العباد۔

یہ اور اس سے پہلے حدیث ثابت کرتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنے حقیقی بدنوں کے ساتھ لباس زیب تن کئے ہوئے پیدل یا سوار ہو کر اپنی قبور مقدسہ سے باہر تشریف لاتے ہیں اور جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ حج کرتے اور تلبیہ پڑھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے جس کی بصارت کے پردے اٹھاتے ہیں وہ ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

(غوث العباد ببیان الرشاد ص۱۷۷ طبع مکتبہ ایشق استنبول)

Marfat.com

یاد رہے کہ اس کتاب پر مندرجہ ذیل اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء و محدثین کی تقاریظ ہیں :

الشیخ محمد الببلاوی خطیب المسجد الحسینی و نقیب الاشراف بالدیار المصریہ۔

الشیخ محمود ابو دقیقہ مدرس تخصیص الازہر۔

الشیخ محمد عبد الفتاح العنانی المدرس بکلیۃ الشریعۃ الاسلامیہ

الشیخ محمد البحیری من علماء الازہر الشافعیہ بالقسم الثانوی

السید محمد بن محمد زبارہ الیمنی امیر القصر السعید صنعا یمن

محمد حبیب اللہ الشنقیطی خادم العلم بالحرمین شریفین

الشیخ محمد زاہد الکوثری وکیل المشیخۃ الاسلامیہ بالآستانہ

محمد حفنی بلال وکیل الحرم الزینبی و احد علماء المالکیہ۔

اولیاء اللہ کا بیک وقت کئی مقامات پر تشریف فرما ہونا

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تو بڑی شان والے، مقام والے ہیں۔ ان کے غلام اولیاء کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ شان عطا فرمائی ہے کہ وہ بیک وقت کئی مقامات پر جلوہ گر ہو سکتے ہیں اور اس کی تائید میں حضرت علامہ جلال الدین السیوطی نے ایک مستقل کتاب بعنوان " المنجلی فی تطور الولی " لکھی ہے جو کہ آپ کے "الحاوی للفتاوی" ۱/۲۱۷ تا ۱/۲۲۲ میں موجود ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

ہرگاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہ	جب جنوں کو قدرتِ الٰہی سے یہ طاقت
ایں قدرت بود کہ بشکل باشکال گشتہ	حاصل ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں
اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل	متشکل ہو کر عجیب و غریب کام سرانجام

Marfat.com

رااگر ایں قدرت عطا فرمایند چہ محل
تعجب است وچہ احتیاج ببدن
دیگر ازیں قبیل است آنچہ از بعضے
اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در یک
آن در امکنہ متعددہ حاضر گردند و
افعال متباینہ بوقوع آرند۔
(مکتوبات شریف مکتوب ۱۸
جلد دوئم)

دیتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء
کو یہ طاقت عنایت فرما دے تو کونسی
تعجب کی بات ہے اور ان کو دوسرے
مثالی بدنوں کی کیا ضرورت ہے۔ اسی
طرح بعض اولیاء اللہ سے منقول ہے
کہ وہ آنِ واحد میں متعدد مقامات
پر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف
اقسام کے کام وقوع پذیر ہوتے ہیں

حضرت مجدد پاک نے تو اپنے اس مکتوب شریف میں یہ بات بھی واضح فرما دی کہ ان کے متعدد مقامات پر ہونے کے لیے مثالی اجسام کی بھی ضرورت نہیں وہ اپنے اصلی جسموں کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہو سکتے ہیں۔

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وکذلک یجعل لنفوس
بعض اولیاء اللہ فانهم یظهرون
النشاء اللہ تعالیٰ فی آن واحد
فی امکنۃ شتی باجسادهم
(تفسیر مظہری، ۳ : ۲۷۷)

یونہی خدا تعالیٰ اپنے بعض ولیوں کو
یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
کے اذن سے ایک آن میں متعدد مقامات
میں اپنے جسموں کے ساتھ ظاہر ہوتے
ہیں۔

حضرت مولانا اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں:

قال الشعرانی واخبرنی من
صحب الشیخ محمد الخضرمی
انه خطب فی خمسین بلدة

امام شعرانی نے فرمایا مجھے اس شخص نے
خبر دی جو کہ شیخ محمد خضرمی کی خدمت
میں رہا کرتا تھا کہ حضرت شیخ خضرمی

Marfat.com

فی یوم واحد خطبۃ وصلی بھم اماما۔
(تفسیر روح البیان ۹: ۲۱۶)

نے ایک ہی دن میں ایک ہی وقت میں پچاس مختلف شہروں میں خطبہ جمعہ دیا اور نماز کی امامت فرمائی۔

اور اب دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی کی بھی سنیئے:

حضرت محمد خضرمی مجذوب کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھائی ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی رات میں شب باش ہوئے ہیں۔

(جمال الاولیاء ۱۸۸ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور)

ان تمام حوالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرات انبیاء کرام کی شان وراء الوراء ہے۔ ان کے غلام اولیاء کرام بھی ایک وقت میں کئی مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔

ے یہ تو حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا

ہمارے آقا و مولانا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی حیات کی ایک بین دلیل یہ بھی ہے کہ آپ کو اب بیداری میں دیکھا جا سکتا ہے۔

بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میرا ہم شکل نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

تخریج حدیث

۱- صحیح بخاری ۲ : ۱۰۳۵	کتاب التعبیر	طبع کراچی
۲- صحیح مسلم ۲ : ۲۴۲		″
۳- ابوداؤد شریف ۲ : ۳۲۹		″
۴- مسند ابی یعلی ۱ : ۴۰۴		بیروت
۵- المعجم الکبیر عن ابی جحیفه ۲۲ : ۹۷		بغداد
۶- مسند امام احمد عن ابی هریرة ۱ : ۴۰۰		بیروت
۷- شرح السنة ″ ″ ″ ۱۲ : ۲۲۷		″
۸- الکامل لابن عدی ، ابی بکرة ۲ : ۶۲۷		سانگلہ ہل
۹- فردوس الاخبار للدیلمی ، ابی هریرة حدیث نمبر ۵۹۸۹		″
۱۰- تاریخ بغداد ″ ″ ۱۰ : ۲۸۴		بیروت
۱۱- مسند البزار کما فی کشف الاستار ۳ : ۱۷ باب فیما رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم		″
۱۲- سنن ابن ماجه ۲۷۸ ″ رویة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم		کراچی
۱۳- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۷ : ۱۸۱ ″ ″ ″ ″		بیروت
۱۴- صحیح ابن حبان ۷ : ۶۱۸ بتحقیق یوسف کمال حوت		″

حضرت امام آلوسی فرماتے ہیں :

فقد وقعت رویته صلی اللّٰه علیه وسلم بعد وفاته لغیر واحد من الکاملین من هذه الامة والاخذ منه یقظة	بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا آپ کی وفات شریف کے بعد اور بیداری میں آپ سے اخذ فیض امت محمدیہ کے بکثرت کاملین کے لئے واقع ہو چکا ہے۔

(روح المعانی ۱۲ : ۳۵ پارہ ۲۲ ، مکتبہ امدادیہ ملتان)

Marfat.com

علامہ آلوسی ہی مزید فرماتے ہیں :

كان كثير الروية لرسول الله عليه الصلوٰة والسلام يقظة ومناما۔

حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ سوتے جاگتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے دیکھنے والے تھے۔

(ایضاً)

حضرت امام عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں :

لا يمنع رويته ذاته عليه السلام بجسده وروحه

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسد و روح کے ساتھ دیکھنا محال نہیں۔

(زرقانی علی المواهب ۱ : ۸)

حضرت ولی کامل سیدی عمر بن سعید الفوتی فرماتے ہیں :

ممن يراه يقظة من السلف الشيخ ابومدين المغربي شيخ الجماعة والشيخ عبدالرحيم القناوى والشيخ موسى الزوادى والشيخ ابوالحسن الشاذلى والشيخ ابوالعباس المرسى والشيخ السعود بن ابى العشائر وسيدى ابراهيم المتبولى والشيخ جلال الدين السيوطى وكان يقول رايت النبى صلى الله عليه وسلم

اسلاف میں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا ہے ان میں سے شیخ ابومدین مغربی شیخ الجماعۃ و شیخ عبدالرحیم القناوی و شیخ موسیٰ الزوادی شیخ ابوالحسن شاذلی و شیخ ابوالعباس المرسی و شیخ سعود بن ابی العشائر سیدی ابراہیم متبولی و شیخ جلال الدین سیوطی اور وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں ستر سے زیادہ مرتبہ دیکھا اور ان کی مجلس کی ہے۔

Marfat.com

واجتمعت به يقظة نيفا وسبعين مرة واما سيدى ابراهيم المتبولى فلا يحصى اجتماعه به لانه يجتمع به احواله كلها ...... وكان ابو العباس المرسى يقول لو احتجب عنى رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة ما عددت نفسى من المسلمين

(رماح حزب الرحيم على نحور حزب الرجيم هامش على جواهر المعانى ۱ : ۲۱۹ الفصل الحادى و الثلاثون : دار الكتاب العربى، بيروت ۱۹۷۳ء

۰ اور سیدی ابراہیم متبولی نے تو جتنی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت و مجلس کی ہے اس کا شمار ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو ہر وقت مشاہدہ میں رہتے تھے اور شیخ ابو العباس المرسی کہتے ہیں کہ اگر ایک لحظہ کے لیے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں ۔

دیوبندی جماعت کے ابنِ حجر ثانی مولوی انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے:

ويمكن عندى رؤيته صلى الله عليه وسلم يقظة لمن رزقه الله سبحانه كما نقل عن السيوطى اثنين وعشرين مرة وساله عن احاديث ثم صححها بعد

اور میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ یہ نعمت عطا فرمائے ۔ جیسے کہ سیوطی سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیس ۲۲ مرتبہ بیداری

Marfat.com

لصحیحه صلی اللہ علیہ وسلم	میں دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
(فیض الباری شرح صحیح بخاری	سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا
۱: ۲۰۴)	پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کی بعد
	سیوطی نے ان احادیث کو صحیح کہا ۔

اس عبارت سے دو چیزیں ظاہر ہوئیں ۔ ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا حق ہے جو کہ آپ کی حیاۃ حقیقی اور حاضر و ناظر ہونے پر دلیل ہے دوسری اس عبارت سے حضرت علامہ سیوطی کی عزت و شان کا بھی پتہ چلا کہ آپ کیسی شخصیت ہیں ۔ حالانکہ کشمیری صاحب نے اس میں بھی بخل سے کام لیا ہے کہ صرف بائیس مرتبہ لکھا ہے حالانکہ آپ کو بہتر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری کی حالت میں ہوئی ہے ۔ جیسا کہ امام شعرانی نے کہا کہ شیخ صالح عطیہ ابناسی، شیخ قاسم مغربی اور قاضی ذکریا نے امام سیوطی سے سنا :

یقول رأیت رسول اللہ صلی	فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم یقظۃ بضعاً	صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر سے زیادہ
و سبعین مرۃ ۔	مرتبہ بیداری کی حالت میں دیکھا ہے۔

(الیواقیت والجواھر ۱: ۱۳۳)

یہ شان ہے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی کی جو عاشقِ رسول ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ آجکل کے مردہ دل اور عشقِ رسول سے خالی ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب کے پیروکاروں نے ایسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کو ناقابلِ قبول بنا رکھا ہے ۔ کہ وہ یعنی علامہ سیوطی متساہل ہیں ۔ کیا تمہارا ایمان ناقص نہیں ؟ نہ جانے ان عقل کے اندھوں کو کیا ہوگیا ہے جبکہ انہی کا ابن حجر ثانی مولوی انور شاہ کشمیری تو کہے کہ علامہ سیوطی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی تصحیح کرانے کے بعد ان احادیث کو

Marfat.com

صحیح کہا ہے لیکن یہ اپنے باطل عقائد کا بھرم رکھنے کے لیے کہہ رہے ہیں کہ علامہ سیوطی متساہل ہیں ان کی تصحیح کردہ حدیث کو ہم نہیں مانتے۔ اس سے بڑی بدبختی اور بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایسے آدمی کو متساہل قرار دیا جائے جو اپنی زندگی میں چلتے پھرتے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کرتا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ جس حدیث کو تم نے علامہ سیوطی کے متساہل ہونے کی وجہ سے ٹھکرا دیا ہو اسی حدیث کی تصحیح علامہ نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کروائی ہو۔

ے کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

یہاں نجدی ذہنیت کے لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو چاہے خواب میں دیکھا جائے یا بیداری میں (اگر کوئی مجبوراً بیداری والی روایت کو تسلیم کرلے تو) آپ کی مثال نظر آتی ہے آپ خود نظر نہیں آتے۔ اس پر کچھ بحث تو گزر چکی ہے مختصراً یہاں عرض کرتے ہیں۔

حضرت العلام علامہ نور الدین حلبی فرماتے ہیں:

فمتى كان كذالك مناما	جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
كان فی عالم الخيال والمثال	خواب میں ہوتی ہے تو عالم خیال اور
ومتى كان يقظة كابصفتى	عالم مثال میں ہوتی ہے اور جب آپ
الجمال والاجلال وعلى	کی زیارت بیداری میں ہوتی ہے تو
غاية الكمال كما قال القائل۔	آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صفت جلال
ليس على الله بمستنكران يجمع	واجلال اور پورے کمال کے ساتھ
العالم فی واحد۔	نظر آتے ہیں۔ کسی قائل نے کیا خوب
(بحوالہ سعادۃ الدارین للنبہانی	کہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ پر محال نہیں
۵۸ھ - ۵۹ھ طبع مصر)	کہ وہ ایک ذات میں سارا جہان جمع
	کردے۔

Marfat.com

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

واذا اراد اللہ رفع الحجاب عمن اراد اکرامہ برویتہ صلی اللہ علیہ وسلم راٰہ علی ھیئتہ التی ھو علیہا لا مانع من ذلک ولا داعی التخصیص بردیۃ مثالہ۔

(الحاوی للفتاوی ج۲: ۲۶۵ تنویر الحلک فی امکان رویتہ النبی والملک (مطبع نوریہ رضویہ فیصل آباد)

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے حبیب علیہ السلام کی زیارت سے مشرف کرنا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور زیارت کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی حالت میں دیکھتا ہے جس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیاتِ ظاہری میں جلوہ افروز تھے۔ اس پر نہ کوئی استحالہ ہے اور نہ ہی کوئی وجہ اس تخصیص کی ہے کہ حضور کی مثالی صورت نظر آتی ہے (بلکہ آپ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس نظر آتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اور خوش قسمت لوگ آپ کی زیارت بھی کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۱

ما اخبرنا محمد بن عبد اللہ الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا ابو جعفر احمد بن عبد الحمید الحارثی ثنا الحسین بن علی الجعفی ثنا عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر عن ابی الأشعث الصنعانی عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :
افضل ایامکم الجمعۃ : فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ ، وفیہ الصعقہ ، فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علی : قالوا : وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت یقولون بلیت ۔ فقال ۔ ان اللہ قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیھم السلام اخرجہ ابوداود السجستانی فی کتاب السنن ، ولہ شواھد ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن حضرت آدم پیدا ہوئے اور اسی دن انہوں نے انتقال فرمایا اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن دوبارہ اٹھنا ہے۔ اس لیے اس روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا ؟ حالانکہ آپ تو ختم ہو چکے ہوں گے (جیسا کہ کہتے ہیں کہ وہ بوسیدہ ہو گیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

اس کو ابو داؤد سجستانی نے سنن ابی داؤد میں روایت کیا ہے اور اس کے کئی شواہد ہیں۔

تخریج حدیث

۱۔ ابو داود ۱/ ۱۵۷

۲۔ نسائی فی المجتبیٰ ۱ : ۲۰۳

۳۔ ابن ماجہ ۷۶ کتاب فرض الجمعہ ۱۱۹ باب ذکر وفاتہ و دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۔ ابن ابی شیبہ ۲ : ۵۱۶   ۵۔ کتاب الصلوٰۃ ابن ابی عاصم صفحہ ۵ برقم ۶۳

۶۔ مسند امام احمد ۴ : ۸

۷۔ مستدرک امام حاکم ۴ : ۵۴

۸۔ صحیح ابن خزیمہ ۳ : ۱۱۸

۹۔ فضل الصلوٰۃ علی النبی قاضی اسماعیل صفحہ ۱۱ حدیث نمبر ۲۲

۱۰۔ صحیح ابن حبان ۳ : ۷۸

۱۱۔ سنن دارمی ۱ : ۳۰۷ باب فی فضل الجمعۃ

۱۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی ۳ : ۲۴۸ کتاب الجمعۃ

۱۳۔ السنن الصغیر " ۱ : ۲۳۵ باب فضل الجمعۃ

۱۴۔ شعب الایمان " ۲ : ۱۱۰

۱۵۔ دلائل النبوۃ ۲/ ۵۶۷ برقم ۵۰۹ (لابی نعیم)

۱۶۔ معرفۃ الصحابہ ۲ : ۳۵۴ (لابی نعیم)

Marfat.com

۱۷- تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ۳ : ۱۵۷
۱۸- نوادر الاصول حکیم ترمذی ۳۸۶
۱۹- فضل الصلوٰۃ للقاضی اسماعیل ۱۱
۲۰- السنن الکبریٰ للنسائی ۱ : ۵۱۹ المعجم الکبیر (للطبرانی) ۲۱۷ برقم ۵۸۹

یہ صحیح روایت بھی حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر واضح دلیل ہے اور اس روایت کی تصحیح کرنے والے محدثین بھی بے شمار ہیں جن میں کچھ کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

حضرت شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی صاحب قاموس ارشاد فرماتے ہیں م : ۸۱۷ھ

ونص علی صحته جماعة من الحفاظ۔	اور اس کی صحت پر محدثین کی ایک پوری جماعت نے نص فرمائی ہے۔

(الصلات والبشر ۷۴)

مزید فرماتے ہیں :

وامثال ذلك دلائل قاطعة علی انهم احیا باجسادهم و منها ما تقدم من حدیث اوس بن اوس ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء وفیه دلیل واضح وقد ذهب الی ما ذکرنا دلیله واوضحنا حجته	اور یہ اس طرح کی مثالیں (معراج کی رات مختلف انبیاء کرام کے ساتھ ملاقات) دلائل ہیں کہ حضرات انبیاء کرام اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کی حیاۃ کی دلیلوں میں سے ایک دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت اوس بن اوس سے مروی ہے جو کہ گزر چکی ہے کہ اللہ نے زمین پر انبیاء

Marfat.com

جماعات من اهل العلم و صرحوا بهم منهم الامام بيهقي والاستاذ ابو القاسم القشيري۔ والامام ابو حاتم بن حبان و ابو طاهر الحسين بن علي الازدستاني وصرح به ايضاً الشيخ تقي الدين ابو عمرو بن الصلاح والشيخ محي الدين النووي والحافظ محب الدين الطبري وغيرهم (الصلات والبشر في الصلاة على خير البشر ص ۱۴۲)۔

کے اجسام حرام کر دیئے ہیں اور اس میں حیاۃ الانبیاء کی واضح دلیل ہے اور اس کی دلیل کہ ہم نے بیان کیا اس کو محدثین کی جماعت نے بہت وضاحت سے بیان کیا ہے ان میں سے جنہوں نے اس کی صراحت کی ہے امام بیہقی، استاذ ابو القاسم القشیری، امام ابو حاتم، ابن حبان و ابو طاہر حسین بن علی ازدستانی اور اس کے ساتھ صراحت کی شیخ ابو عمرو بن الصلاح اور شیخ محی الدین نووی اور محب الدین طبری و دیگر بے شمار ائمہ کرام نے بھی فرمائی ہے۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه (مستدرک على الصحيحين، ۱:۲۷۸)

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پہ صحیح ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه (مستدرک ۴ : ۵۶۰)

یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پہ صحیح ہے۔ انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

امام ذہبی:

Marfat.com

امام ذہبی نے تلخیص مستدرک میں دونوں مقامات پر امام حاکم کی تصحیح کو قائم رکھا اور فرمایا :

علی شرط (خ) یعنی یہ بخاری کی شرط پر صحیح ہے :

(تلخیص المستدرک علی المستدرک ۱: ۲۷۸)

امام عبد الغنی :

وقال الحافظ عبد الغنی انه حسن صحیح۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے

علامہ عزیزی فرماتے ہیں :

قال الشیخ هذا الحدیث صحیح۔

شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(السراج المنیر شرح الجامع الصغیر ۲: ۱۴۱)

امام نووی فرماتے ہیں :

و روینا فی سنن ابی داؤد والنسائی وابن ماجہ بالاسانید صحیح۔

ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(کتاب الاذکار ۱۰۶)

حضرت ملا علی القاری (مرقات ۳ : ۲۳۸ طبع ملتان) میں اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت علامہ شہاب الدین احمد خفاجی فرماتے ہیں :

و هذا الحدیث رواه ابو داؤد والنسائی و احمد فی مسندہ

اس حدیث کو ابو داؤد نسائی اور

Marfat.com

والبیھقی وغیرھم و صححوہ۔	امام احمد نے مسند میں اور امام بیہقی وغیرھم نے روایت کیا اور تمام نے اس کی تصحیح کی ہے۔

(نسیم الریاض ۳: ۵۰۲ فصل فی تخصیصہ صلی اللہ علیہ وسلم بتبلیغ صلاۃ۔)

قطب وقت حضرت مولانا الحاج فقیر اللہ جلال آبادی فرماتے ہیں:

رواہ احمد و ابوداؤد و النسائی وقد صحح ھذا الحدیث ابن خزیمۃ و ابن حبان و الدارقطنی۔	اس کو امام احمد۔ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے روایت کیا اور اس حدیث کو امام ابن خزیمہ امام ابن حبان اور امام دارقطنی نے صحیح کہا ہے۔

(قطب الارشاد ۳۷۹)

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

رواہ احمد ' ابوداود ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ و ابن حبان والحاکم والدارقطنی وابونعیم وصححہ ابن خزیمہ وابن حبان والحاکم والدارقطنی وابن دحیۃ وحسنہ عبدالغنی والمنذری وغیرھم۔	اس کو روایت کیا امام احمد امام ابوداؤد امام نسائی امام ابن ماجہ امام ابن خزیمہ امام ابن حبان امام حاکم امام دارقطنی اور امام ابونعیم نے اور اس کو امام ابن خزیمہ امام ابن حبان امام حاکم امام دارقطنی ابن دحیہ نے صحیح کہا اور حافظ عبدالغنی و امام منذری اور ان کے سوا دیگر حضرات نے حسن کہا ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ ۴/۳۲۵)

Marfat.com

ان تمام مختصر حوالوں سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ ان کے اجساد مبارکہ تر و تازہ ہیں اور ان پر ہمارا درود و سلام پیش کیا جاتا ہے۔

اعتراض

اس حدیث شریف پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے جو کہ حضرت امام بخاری ابن ابی حاتم وغیرہ کی طرف سے وارد کیا گیا ہے اور آج کل کے منکرین حیات الانبیاء نے اس کو بڑے شد و مد سے بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ انبیاء کرام کے اجسام اس طریقے سے صحیح و سالم نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں ارواح ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اعتراض یہ ہے کہ اس روایت میں راوی عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نہیں بلکہ عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے اور راوی حدیث حسین جعفی نے غلطی سے تمیم کی بجائے جابر کہہ دیا۔ جبکہ حسین جعفی کا ابن جعفر سے سماع ہی ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث منکر ہے۔ (اقامۃ البرہان از سجاد بخاری ص۲۲۸، توحید خالص از مسعود الدین عثمانی ۲ : ۳ تا ۷، تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی از اسماعیل سلفی، ۱۱۸ وغیرہم)

جواب

یہ علت کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی بلاشک امام بخاری و ابن ابی حاتم اس فن کے امام ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہے کہ اس سے غلطی نہ ہو سکے۔ لہٰذا یہاں بھی ان کو سہو ہو گیا اور ان کی بیان کردہ علت کا ملتِ اسلامیہ کے بے شمار مایۂ ناز محققین

نے پُر زور طریقے سے رد کیا ہے۔

ابنِ تیمیہ کے شاگردِ خاص جناب علامہ ابن القیم نے تحریر کیا ہے:

وجواب هذا التعليل من وجوه: احدها ان حسين بن علی جعفی قد صرح بسماعه له من عبد الرحمٰن ابن يزيد بن جابر قال ابن حبان فی صحيحه حدثنا ابن خزيمة حدثنا ابوكريب حدثنا حسين بن علی حدثنا عبد الرحمٰن بن يزيد بن جابر فصرح بالسماع منه۔ وقولهم انه ظن ابن جابر و انما هو ابن تميم فغلط فی اسم جده۔ لبعيد فانه لم يكن يشتبه علی حسين هذا بهذا مع نقده علمه بهما وسماعه منهما۔

(جلاء الافہام ۳۶-۳۷)

اور اس علّت کا جواب کئی وجوہ سے دیا گیا ہے۔

اول یہ کہ حسین بن علی الجعفی نے عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر سے سماع کی صراحت کی ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا۔ ہم کو حدیث بیان کی ابن خزیمہ نے ان سے بیان کی ابوکریب نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کی حسین بن علی نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر نے پس ان سے سماع کی صراحت ہے اور معترضین کا یہ کہنا کہ یہاں ابن جابر نہیں بلکہ ابنِ تمیم ہے اور راوی کو غلطی لگی کہ اس نے ابن جابر کا گمان کیا۔ یہ بات بہت بعید ہے کیونکہ حسین جیسے نقاد و متبحر فن پر باوجود دونوں (ابن جابر و ابن تمیم) سے سماع حاصل ہونے کا اس کا مشتبہ رہنا عقل سے دور ہے۔

Marfat.com

حضرت امام مجدالدین فیروزآبادی فرماتے ہیں :

والاولی ان یذهب الی ماذهب الیه ابوداؤد والنسائی فان شانهم اعلی وهم علموا احال اسناده وله شواهد تقویه من عند ابن حبان وغیره۔ (الصلات والبشر فی الصلوٰۃ علی خیر البشر، ص ۷ للمجدالدین فیروزآبادی طبع مکتبہ اشاعۃ القرآن، لاهور)

بہتر یہ ہے کہ وہی موقف اختیار کیا جائے جو کہ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے اختیار کیا ہے کیونکہ ان کی شان بلند ہے اور وہ اسناد کے حال کو معترضین سے بہتر جانتے ہیں اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں (کہ ابن جابر سے حسین کا سماع ثابت ہے) امام ابن حبان وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

حضرت محدث جلیل امام احمد بن حجر الہیتمی المکی فرماتے ہیں :

وفی روایة اخری صحیحه خلافا لمن طعن فیها فقد اخرجها ابنا خزیمة وحبان والحاکم فی صحاحهم وقال هذا حدیث حسن صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاه ومن صححه ایضا النووی فی اذکاره وحسنه عبدالغنی والمنذری وقال ابن دحیة انه صحیح محفوظ بنقل العدل

اور دوسری صحیح روایت میں ہے اس شخص کے خلاف کہ جس نے اس میں طعن کیا ہے کہ جس کا ابن خزیمہ و ابن حبان اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں اخراج کیا ہے اور امام حاکم نے کہا کہ یہ حسن اور امام بخاری کی شرط پر ہے۔ لیکن انہوں نے اس کا اخراج نہیں کیا اور امام نووی نے اذکار میں اس کو صحیح کہا اور منذری نے اس کو حسن کہا اور امام ابن دحیہ نے کہا کہ یہ صحیح

Marfat.com

عن العدل ومن قال انه منكر او غريب لعلة خفية نقد استروح لان الدارقطنى ردها۔

ہے اور محفوظ ہے۔ بعادل عادل سے روایت کر رہا ہے اور جس نے کہا کہ یہ منکر یا غریب ہے خفیہ علّت کے سبب سے تو اس نے بے کار کلام کیا ہے کیونکہ اس کو دارقطنی نے رد کیا ہے۔

(الجوهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم ص۲۰ الفصل الثانی فی فضل الزیارة)

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

ولكن قدرد هذه العلة الدارقطنى وقال ان سماع حسين عن ابن جابر ثابت والى هذا جنح الخطيب۔

لیکن اس علت کا امام دارقطنی نے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ حسین کا ابن جابر سے سماع ثابت ہے اور اسی طرف خطیب بغدادی کا رحجان ہے۔

(القول البدیع ' ۱۵۸)

حضرت علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں

قال میرک ورواه ابن حبان فى صحيحه والحاكم وصححه وزاد ابن حجر بقوله وقال صحيح على شرط البخارى ورواه ابن خزيمه فى صحيحه ......قال النووى اسناد صحيح وقال المنذرى له علة

محدث عظیم امام میرک نے فرمایا کہ اس روایت کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور امام حاکم نے اس کی تصحیح کی اور امام ابن حجر نے صحیح علی شرط البخاری کے الفاظ زیادہ کیے اور اس کو روایت کیا امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں امام نووی نے فرمایا

Marfat.com

دقيقة اشار اليها البخاري
نقله ميرك قال ابن دحية
انه صحيح بنقل العدل عن
العدل ومن قال انه منكر
او غريب لعلة خفية به فقد
استروح لان الدارقطني ردها
(مرقات ٣ : ٢٣٨ - ٢٣٩
طبع ملتان)

اس کی سند صحیح ہے اور منذری نے کہا اس میں دقیق علت ہے جس کی طرف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے اور اس کو میرک نے نقل کیا ہے ۔ امام ابن دحیہ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے عادل راوی عادل سے روایت کر رہا ہے اور جس نے یہ کہا کہ یہ منکر یا غریب ہے ایک خفیہ علت کے سبب تو اس کی یہ بات بالکل لغو ہے کیونکہ امام دارقطنی نے اس علت کا رد کیا ہے ۔

تنبیہ

امام ابو حاتم کی جرح اصل میں ابو اسامہ پر تھی کہ اس نے ابن جابر سے نہیں سنا بلکہ ابن تمیم سے سنا اور غفلت سے ابن تمیم کی بجائے ابن جابر کہہ دیا اگرچہ حسین جعفی بھی ابن تمیم سے روایت کرتا ہے لیکن اس کا دونوں سے سماع ثابت ہے مگر ابو اسامہ کا صرف ابن تمیم سے ہے ۔ بعض حضرات نے اس نکتہ کو نہ سمجھا اور وہ دونوں پر جرح کرنے لگے جیسا کہ ابن عبدالهادی نے کہا ہے ۔

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالهادی شاگرد ابن تیمیہ نے کہا ہے:

قوله حسين الجعفي روى
عن عبد الرحمن بن يزيد بن
تميم خطأ الذي يروى

اور اس کا کہنا کہ حسین جعفی عبدالرحمن بن یزید بن تمیم سے روایت کرتا ہے یہ غلط قول ہے کیونکہ یہ روایت حسین

Marfat.com

عبد الرحمن بن يزيد بن تميم
فيقول ابن جابر ويغلط في
اسم الجد قلت وهذا الذي
قاله الحافظ ابو الحسن هو
اقرب واشبه بالصواب
وهو ان الجعفي روى عن ابن
جابر ولم يروى عن ابن تميم
والذي يروى عن ابن تميم
ويغلط في اسم جده هو
ابو اسامه كما قاله الاكثرون
فعلى هذا يكون الحديث
الذي رواه حسين ابن ابن
جابر عن ابي الاشعث عن
اوس حديثا صحيحا لان
رواته كلهم مشهورون
بالصدق والامانة والثقة
والعدالة ولذلك صححه
جماعة من الحفاظ كابي حاتم
بن حبان والحافظ عبد الغني
المقدسي وابن دحية وغيرهم
ولم يأت من تكلم فيه ...

حسین نے عبدالرحمن بن یزید بن جابر
سے کی ہے اور ابو اسامہ عبدالرحمن بن
یزید بن تمیم سے روایت کرتا ہے اور
وہ اس کے دادا کے نام میں غلطی کر جاتا
ہے اور کہتا ہے ابن جابر۔ میں کہتا ہوں
یہی بات حافظ ابو الحسن نے فرمائی ہے
اور یہ زیادہ اقرب اور صحت کے زیادہ
مشابہ ہے کہ حسین الجعفی ابن جابر سے
روایت کرتا ہے اور ابن تمیم سے یہ روایت
نہیں کرتا۔ اور جو ابن تمیم سے ذکر کرتا
ہے وہ ابو اسامہ ہے اور عبدالرحمن نے
کے دادا کے نام میں غلطی کر جاتا ہے جیسا
کہ اکثر محدثین نے فرمایا ہے۔ پس یہ حدیث
جس کو حسین نے ابن جابر سے انہوں نے
ابو الاشعث سے انہوں نے اوس سے
روایت کی۔ یہ صحیح روایت ہے کیونکہ
اس کے تمام رواۃ مشہور بالصدق
و امانت اور مشہور بالثقاہت و عدالت
ہیں اس لیے محدثین کی جماعت نے اس
کی تصحیح کی ہے جیسا کہ ابن حبان حافظ
عبدالغنی مقدسی ابن دحیہ اور ان کے

Marfat.com

.... وما ذكره ابو حاتم الرازي في العلل لايدل الاعلى تضعف رواية ابي اسامة عن ابن جابر لاعلى ضعف رواية الجعفي عنه (الصارم المنكى ۲۷۵، ۲۷۶)	علاوہ دیگر حضرات اور نہیں لائے۔ اس کا کلام جس نے اس پر کلام کیا ہے اور امام ابو حاتم رازی نے جو علل میں بیان کیا ہے وہ صرف ابو اسامہ کی روایت کی تضعیف کرتا ہے حسین جعفی کی روایت کی تضعیف نہیں کرتا۔

تو معلوم ہوا کہ یہ علت کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی اور الحمد للہ حضرات انبیاء کرام کی حقیقی جسمانی زندگی پر یہ روایت نص کی حیثیت رکھتی ہے۔

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی علیہ ما علیہ نے لکھا ہے:

یہ روایت صحیح نہیں ہے اگر صحیح ثابت ہو جائے تو اس طرح یہ روایت تین چیزوں کو واضح طور پر بیان کرتی ہے:-

۱۔ جسدِ مبارک کا اپنی دنیاوی حالت پر برقرار رہنا۔

۲۔ روح کا واپس آجانا اور قیامت تک کے لیے آپ کا مدینہ والی قبر میں زندہ رہنا

۳۔ درود کے اعمال کا پیش کیا جانا، خاص طور پر جمعہ کے دن

چونکہ یہ حدیث صحیح نہیں لہٰذا ان امور میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہوا۔

(توحیدِ خالص ص۲ ملخصًا)

الحمد للہ ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ روایت ہر لحاظ سے صحیح ہے۔ کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ کسی پر جرح نہیں ہے۔ آجا کر امام بخاری اور ابو حاتم رازی کا اعتراض صرف ابن جابر کے نام پر تھا وہ بھی الحمد للہ صاف ہو گیا۔ اس طرح امام بخاری و دیگر معترضین کے اعتراضات کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ اب جبکہ یہ روایت ہر لحاظ سے ثابت و صحیح ہے تو مذکورہ بالا تینوں چیزیں ثابت ہو گئیں کہ انبیاء کرام کے جسد

Marfat.com

ں حالت پر برقرار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف والی قبر میں زندہ موجود ہیں۔

رود شریف کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد مبارکہ جہاں کہیں بھی ہوں وہ

رح صحیح و تر و تازہ رہتے ہیں جس طرح ظاہری زندگی میں تھے۔ وہ چاہیں قبروں

دں یا پھر زمین سے باہر جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا

درج ہے کہ آپ فوت ہونے کے بعد کافی عرصہ تک اپنے عصا سے ٹیک لگا کر

ے رہے جب تک عصا کو دیمک نے کھایا نہیں۔ اس وقت تک آپ وہیں کھڑے

۔ آپ کے جسم اقدس کو کچھ گزند نہ آئی۔ دوسرا واقعہ حضرت یونس علیہ السلام کا

ہ آپ چالیس راتیں مچھلی کے پیٹ میں رہے لیکن ان کے جسم کو کوئی گزند نہ پہنچی۔

ں کی پوری تفصیل حیاۃ النبی از حضرت غزالی زمان رازی دوراں علامہ سعید احمد

ں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

انبیاء کرام کے اجساد مبارکہ ہر حالت میں سلامت و تر و تازہ رہتے ہیں اس سلسلہ

ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

یونس بن بکیر حضرت ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے قلعہ تستر فتح کیا

زان کے گھر بال و متاع میں ایک تخت پایا جس پر ایک آدمی کی میت رکھی ہوئی تھی۔

ران کے سر کے قریب ایک مصحف تھا۔ ہم نے وہ مصحف اٹھا کر دیکھا حضرت عمر بن خطاب

ی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ حضرت عمر نے حضرت کعب کو بلایا انہوں نے اس کو عربی

ں لکھ دیا عرب میں پہلا آدمی ہوں جس نے اسے پڑھا۔ میں نے اسے قرآن کی طرح پڑھا

ہ خالد بن دینار کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ سے کہا اس صحیفہ میں کیا تھا انہوں نے کہا

ہمارا احوال و امور اور تمہارے کلام کے لہجے ہیں اور آئندہ ہونے والے واقعات

ں نے کہا تم نے اس آدمی (میت) کا کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا ہم نے دن کے

وقت متفرق طور پر تیرہ قبریں کھودیں۔ جب رات آئی تو ہم نے ان کو دفن کر دیا اور تمام
قبروں کو برابر کر دیا تاکہ وہ لوگوں سے مخفی رہیں اور کوئی انہیں قبر سے نکالنے نہ پائے
میں نے انہیں کہا ان سے لوگوں کی کیا امیدیں وابستہ تھیں۔ انہوں نے کہا جب بارش
رک جاتی تو لوگ ان کے تخت کو باہر لاتے تو بارش ہو جاتی۔ میں نے کہا تم اس نیک آدمی
کے بارے میں کیا گمان رکھتے تھے کہ وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا انہیں دانیال کہا جاتا تھا
اس کے بعد یہ حدیث شریف امام ابن کثیر نے نقل کی ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان دانیال دعا ربه عزوجل انه یدفنه امة محمد فلما افتتح ابوموسیٰ الاشعری تستر وجده فی تابوت تغرب عروقه و وریده۔ (البدایه والنهایه، ۲: ۴۱ ولفظ له)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دانیال علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے یہ دعا کی تھی کہ انہیں امت محمدیہ دفن کرے۔ جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیا تو انہیں تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی سب رگیں برابر چل رہی تھیں۔

دیگر حضرات محدثین نے بھی اس واقعہ کو مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔
ملاحظہ ہو:

المصنف لابن ابی شیبه، ۱۳: ۲۷-۲۸
دلائل النبوه للامام بیهقی، ۱: ۳۸۲
کتاب الاموال لابی عبید قاسم، ۳۴۳
تاریخ طبری لابن جریر، ۴: ۲۲۰

Marfat.com

رت لابن اسحاق ۱ : ۶۶

ح البلدان ، ۳۷۱

لابن حزم ، ۵ : ۳۸۷

ح الزھور امام محمد بن احمد بن ایاس الحنفی ، ۱۵۶ طبع مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

ر تمام الرازی ، ۴ : ۲۶۲ کتاب الانبیاء علیہم السلام ۔

ان دونوں روایتوں سے اتنی بات بلا تردّد واضح ہے کہ دانیال علیہ السلام کا مبارک سینکڑوں سال گزر جانے کے باوجود نہ صرف صحیح سالم تھا بلکہ ان کے جسم کی رگیں ن بھی چل رہی تھی لیکن آج منکرین حیات الانبیاء کی حالت دیکھیں کہ مرنے کے بعد ے ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے ۔

اب سوال یہ ہے کہ اتنے سالوں تک جسم صحیح وسالم رہنا اس کی رگیں و نبض یہ کونسی حیات پر دلالت کرتا ہے ۔ صرف حیاتِ برزخی یا پھر حیاتِ حقیقی دنیاوی یقیناً حقیقی دنیاوی زندگی حاصل ہے ۔ اب اگر اس جسم کے ساتھ روح کا تعلق یں اور وہ اعلیٰ علیین میں ہے یا پھر وہ جسم مبارک میں ہی نہیں تو یہ رگیں بدستور و نبض کا حرکت کرنا چہ معنی دارد !

اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے توسّل رش وغیرہ طلب کی جا سکتی ہے ۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۲

منها ما اخبرنا ابو عبد الله الحافظ: ثنا ابو بکر بن اسحاق الفقیہ ثنا احمد بن علی الأبّار ثنا احمد بن عبد الرحمٰن بن بکّار الدمشقی ثنا الولید بن مسلم حدثنی ابو رافع عن سعید المقبری عن ابی مسعود الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال: اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَاِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ يُصَلِّيْ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ ۔ قال ابو عبد الله رحمہ اللہ : ابو رافع هذا هو اسماعیل بن رافع.

(حدیث حضرت اوس بن اوس کے) شواہد میں ایک یہ ہے: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جمعہ کے روز مجھ پر زیادہ کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن جو بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

اس میں ایک راوی ابو رافع ہے۔ ابو عبد اللہ (الحاکم) نے کہا کہ یہ اسمٰعیل بن رافع ہے۔

تخریج حدیث

اس حدیث کو مندرجہ ذیل محدثین نے اپنی اپنی کتب میں روایت کیا ہے

Marfat.com

مستدرک للامام حاکم، ۲ : ۴۲۱

شعب الایمان للامام بیہقی، ۳ : ۱۱۰ باب فضل الصلوٰۃ علی النبی لیلۃ الجمعہ

کتاب الصلوٰۃ علی النبی ابن ابی عاصم صفحہ ۵ برقم ۶۴

امام شمس الدین السخاوی فرماتے ہیں :

رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد والبیہقی فی شعب الایمان وحیاۃ الانبیاء لہ ابن ابی عاصم فی فضل الصلاۃ لہ وفی سندہ ابورافع و ھو اسماعیل بن رافع و ثقہ البخاری وقال یعقوب بن شیبہ یصلح حدیث للشواھد والمتابعات لکن قد ضعفہ النسائی و یحیی بن معین وقیل انہ منکر الحدیث ۔	اس کو امام حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان اور حیاۃ الانبیاء میں روایت کیا اور امام ابن ابی عاصم نے فضل الصلوٰۃ میں روایت کیا اس کی سند میں ابورافع ہے ۔ اس کا نام اسماعیل بن رافع ہے ۔ اس کو امام بخاری نے ثقہ کہا ہے اور یعقوب بن سفیان نے کہا کہ یہ شواہد اور متابعات کے طور پر پیش ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن امام نسائی اور یحییٰ بن معین اس کو ضعیف کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے ۔
(القول البدیع، ۱۵۹)	

تو اس سے ثابت ہوا کہ اس کا ایک راوی ابورافع مختلف فیہ ہے ۔ بعض محدثین اس کی ثقاہت کے قائل ہیں جبکہ دوسرے اس کی تضعیف کے ۔ لہٰذا یہ راوی حسن الحدیث ٹھہرا لیکن چونکہ یہ روایت صرف حدیث اوس بن اوس کی مؤید اور شاہد کے طور پر پیش کی جارہی ہے لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حسن تو حسن ضعیف روایت بھی شاہد

Marfat.com

کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں گذرا۔

علامہ ابن القیم نے لکھا ہے :

وھذان وان کان ضعیفین	یہ دونوں حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں
فیصلحان للاستشھاد۔	لیکن استشہاد کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

(جلاء الافہام، ص ۱۱)

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۳

اخبرنا علی بن احمد عبدان الکاتب ثنا احمد بن عبید الصفار ثنا الحسن بن سعید ثنا ابراھیم بن الحجاج ثنا حماد بن سلمہ عن یزید[1] بن سنان عن مکحول الشامی عن ابی امامۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَاِنَّ صَلَاۃَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَمَنْ کَانَ اَقْرَبَہُمْ مِنِّیْ مَنْزِلَۃً۔"

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لیے کہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اب جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا وہ درجہ میں سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔"

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور امام بیہقی نے اس کو بطور تائید پیش کیا

---

[1] مطبوعہ نسخہ قدیم و جدید میں یہاں راوی کا نام: یزید بن سنان: لکھا ہوا ہے حالانکہ یہ راوی یزید بن سنان نہیں بلکہ برد بن سنان ہے جیسا کہ السنن الکبریٰ ۳: ۲۴۹ میں موجود ہے۔

Marfat.com

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

رواہ بیہقی بسند حسن لا بأس بہ : اس کو امام بیہقی نے بسند حسن روایت کیا ہے اور اس کی سند لا بأس بہ ہے (یعنی اس کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے)

(القول البدیع ۱۵۸)

حضرت امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں:

وھذا اسناد جید : اور یہ سند جید ہے۔

(شفا السقام ۴۷)

حضرت امام مجد الدین الفیروز آبادی فرماتے ہیں:

اسنادہ جید ورجالہ ثقات وخرجہ البیہقی وجماعۃ۔ : اس کی سند جید ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کو امام بیہقی اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(الصلوات والبشر ص۷۵)

اس کو امام دیلمی نے بھی روایت کیا۔ ملاحظہ فرمائیں

(فردوس الاخبار بما ثور الخطاب المخرج علی کتاب الشھاب ۱: ۱۰۵)

اور امام بیہقی نے بھی اس کو اپنی کتاب سنن الکبریٰ، ۳ : ۲۴۹ میں روایت کیا ہے۔

امام منذری فرماتے ہیں:

رواہ البیہقی باسناد حسن الا ان مکحولا۔ قیل لم یسمع عن ابی امامۃ۔ : اس کو بیہقی نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا مگر کہا گیا ہے کہ مکحول نے ابوامامہ سے نہیں سنا۔

Marfat.com

(الترغیب والترھیب ۲ : ۵۰۳ باب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتراض

اس حدیث شریف پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں مکحول نے حضرت ابوامامہ سے روایت کی ہے اور ان کا حضرت ابوامامہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ المنذری کے حوالہ سے گذرا اور دیگر محدثین میں امام سخاوی وغیرہ نے بھی یہ اعتراض نقل کیا ہے۔

جواب

اگر یہ ثابت ہو جائے جیسا کہ جمہور محدثین کا قول ہے کہ مکحول کا حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے ایک تو یہ کہ اس طرح یہ روایت مرسل ہو گی جو کہ ہمارے نزدیک قابل حجت و قبول ہے اور دوسرا یہ کہ یہ روایت صرف تائیداً پیش کی جا رہی ہے تو اس طرح کی روایت شواہد کے طور پر پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پھر اس کی شواہد اور مؤیدات بھی کئی روایات ہیں جن کو حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے " سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد " ۱۲۰ : ۴۴۴ تا ۴۴۶ میں بیان کی ہیں اور ان میں سے کچھ ہم یہاں بیان کریں گے۔

اور پھر یہ بات بھی اتفاقی نہیں ہے کہ مکحول کا حضرت ابوامامہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

امام سخاوی فرماتے ہیں :

Marfat.com

نعم فی مسند الشامیین (۳۱۶/۲) للطبرانی التصریح بسماعه منه۔

ہاں امام طبرانی کی مسند الشامیین میں مکحول کے ابو امامہ سے سماع کی صراحت کی گئی ہے۔

(القول البدیع ۱۵۸)

تو ثابت ہوا کہ امام طبرانی وغیرہ کے نزدیک مکحول کا حضرت ابو امامہ سے سماع ثابت ہے۔

الامام الحافظ صلاح الدین ابی سعید خلیل بن کیکلدی العلائی م۔ ۷۶۱ھ فرماتے ہیں:

واما مکحول فانه اطلق الروایة عن جماعة من الصحابة رضی الله عنهم وقد قیل انه لم یسمع الا من انس بن مالک و واثلة بن الاسقع و ابی امامه و فضاله بن عبید رضی الله عنهم۔

اور مکحول تو وہ مطلق صحابہ کی جماعت سے مرسل روایات بیان کرتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس نے سوائے مالک بن انس، واثلہ بن الاسقع، ابو امامہ اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم کے کسی صحابی سے نہیں سنا۔

(جامع التحصیل فی احکام المراسیل ۲۱ مقدمہ)

تو اس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ مکحول کا حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے سماع ہونے یا نہ ہونا اختلافی مسئلہ ہے۔ لہٰذا یہ حتماً نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا سماع حضرت ابو امامہ سے ثابت نہیں ہے۔

Marfat.com

دوسرا اعتراض

اس میں ایک راوی "برد بن سنان" ہے جو کہ ضعیف ہے لہٰذا یہ حدیث ضعیف ثابت ہوئی۔

جواب

برد بن سنان پر اگرچہ کچھ محدثین نے کلام کیا ہے لیکن وہ جرح مبہم ہے اس لیے قابلِ قبول نہیں اور پھر محدثین کے ایک جم غفیر نے اس کی تعدیل کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

امام عثمان بن سعید الدارمی نقل فرماتے ہیں:

وسألته عن برد بن سنان فقال ثقة۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی ۷۹)

برد بن سنان کے بارے میں میں نے امام ابن معین سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ثقہ ہے۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں:

قلت لاحمد برد بن سنان قال لیس بہ باس. (سوالات ابی داؤد صاحب السنن لاحمد بن حنبل ص ۲۵۶ طبع مدینہ منورہ)

میں نے امام احمد سے برد بن سنان کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

قال اسحاق بن منصور و معاویۃ بن صالح عن یحیی

اسحاق بن منصور اور معاویہ بن صالح امام یحیٰی بن معین سے نقل کرتے

Marfat.com

ثقة وكذلك قال عثمان بن	ہیں کہ یہ ثقہ ہے۔ ایسے ہی عثمان بن
سعيد الدارمی عن یحیی و	سعید الدارمی امام یحییٰ سے اور رحیم و
عن رحیم وابو عبدالرحمن	ابو عبدالرحمٰن النسائی و عبدالرحمٰن بن
النسائی و عبدالرحمن بن	یوسف بن خراش سے نقل کرتا ہے کہ
یوسف بن خراش وقال عباس	یہ ثقہ ہے۔ عباس الدوری امام یحییٰ سے
الدوری عن یحییٰ لیس بحدیثه	نقل کرتے ہیں کہ اس کی حدیث میں کچھ
باس وقال عمرو بن علی	حرج نہیں۔ عمرو بن علی یزید بن زریع
عن یزید بن زریع ما رایت	سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے شامیوں
شامیا اوثق من برد...... و	میں برد سے زیادہ ثقہ کسی کو نہیں دیکھا
قال النسائی لیس به بأس و	نسائی نے کہا کہ یہ لا بأس بہ ہے۔
قال ابو زرعة لا بأس به و	ابوزرعہ نے بھی اسی طرح کہا اور ایک
قال فی موضع آخر کان صدوقا	دوسری جگہ کہا کہ صدوق ہے۔
...... و ذکرہ ابن حبان فی الثقات	ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا
(تهذیب الکمال للمزی ۳، ۲۶:	ہے۔
و تهذیب التهذیب ۱، ۴۲۹)	

تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ راوی ثقہ ہے۔ لہٰذا یہ روایت بھی صحیح اور قابلِ احتجاج ہوئی۔

اور پھر اس کی تائید میں جیسا کہ میں نے عرض کیا بے شمار روایات ہیں۔ یہاں ایک صحیح السند مرسل روایت ہم نقل کرتے ہیں:

عن ابی الدرداء رضی الله	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے
عنہ قال قال رسول الله	روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشھود تشھدہ الملائکۃ وان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلاتہ حتی یفرغ منھا قال: قلت: و بعد الموت قال: ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حي یرزق۔	نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ وہ حاضری کا دن ہے- اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں تم میں سے کوئی بھی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے. میں نے عرض کیا کہ یہ پیشی بعد از وفات بھی ہوگی تو فرمایا کہ بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجسام کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔
(ابن ماجہ ۱۱۸ کتاب الجنائز)	

یہ روایت صحیح ہے اور اس کی سند جید ہے جیسا کہ بے شمار محدثین نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ پچھلی روایت اور حدیث اوس بن اوس کی بھی مؤیّد اور شاہد ہے اس کی سند کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں۔

حضرت امام عبد العظیم بن عبد القوی المنذری فرماتے ہیں:

رواہ ابن ماجہ باسناد جید (الترغیب والترھیب ۲: ۵۰۳)	اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے جید سند کے ساتھ ۔

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

اخرجہ ابن ماجہ ورجالہ ثقات - (القول البدیع ۱۵۸)	اس کی تخریج ابن ماجہ نے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں ۔

Marfat.com

حضرت امام شہاب الدین احمد بن ابی بکر الکنانی البوصیری م ۸۳۰ھ
فرماتے ہیں:

هذا اسناد رجاله ثقات — اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه ۱: ۲۹۴
(آخر کتاب الجنائز، طبع دار الجنان بیروت)

علامہ قاضی شوکانی نے تحریر کیا ہے:

وقد اخرج ابن ماجه باسناد جيد۔ — ابن ماجہ نے اس کو جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(نیل الاوطار ۳: ۲۴۸ باب فضل یوم الجمعه)

امام زرقانی فرماتے ہیں:

رواه ابن ماجه برجال ثقات عن ابی الدرداء مرفوعاً۔ — اس کو امام ابن ماجہ نے ایسے راویوں کے ساتھ جو تمام کے تمام ثقہ ہیں حضرت ابو الدرداء سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

(زرقانی علی المواهب ۵: ۲۳۶)

امام فاسی اور امام مناوی فرماتے ہیں:

قال الدميري ورجاله كلهم ثقات۔ — امام دمیری نے فرمایا کہ اس کے تمام کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات ۳۲ طبع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)
(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۲: ۸۶ طبع بیروت)

حضرت امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

قلت رجاله ثقات — میں کہتا ہوں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں

(تهذيب التهذيب لابن حجر ۳: ۳۹۸ مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل)

Marfat.com

حضرت علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم العزیزی م ۱۰۷۰ھ فرماتے ہیں:

رجالہ ثقات — اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(السراج المنیر شرح جامع الصغیر ۱ : ۲۸۳ مکتبۃ الایمان مدینۃ المنورہ)

حضرت امام علامہ نورالدین علی بن احمد السمہودی م ۹۱۱ ھ فرماتے ہیں

وروی ابن ماجہ باسناد جید کما قال المنذری۔
(وفاء الوفاء ۴، ۳ : ۱۳۵۳)

امام ابن ماجہ نے اسی کو سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ امام منذری نے کہا ہے۔

الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ)

حضرت امام علی بن سلطان محمد القاری م ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:

(رواہ ابن ماجہ) ای باسناد جید نقلہ میرک عن المنذری ولہ طرق کثیرۃ بالفاظ مختلفۃ۔

اس کی سند جید (بڑی پختہ) ہے امام میرک نے منذری سے نقل کیا ہے۔ اس کے طرق بہت سے ہیں جو کہ مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں۔

(مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ۳ : ۲۴۸
باب الجمعۃ الفصل الثانی)

حضرت علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

وفی اخری رجالہ ثقات
(الجوہر المنظم ص۲

اور دوسری روایت (ابن ماجہ) اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

الفصل الثانی فی فضل الزیارۃ)

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی فرماتے ہیں:

وروی ابن ماجہ برجال — ابن ماجہ نے ثقہ راویوں سے روایت

ثقات۔ کی ہے۔

رسبل الھدٰی والرشاد ۱۲: ۴۴۴

الباب السادس فی المواطن التی یستحب الصلوٰۃ علیہ فیھا)

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند صحیح اور جید ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اعتراض

یہ روایت منقطع ہے کیونکہ اس کے راوی زید بن ایمن کا عبادہ بن نسی سے سماع ثابت نہیں ہے۔

لہٰذا یہ روایت ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہے جیسا کہ حضرت امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں: رجالہ ثقات الا انھا منقطعۃ (الجوھر المنظم ص۲۰) اور اسی طرح امام سخاوی و دیگر محدثین نے بھی نقل کیا ہے۔

جواب

یہ اعتراض کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا اور اس کا مفصل و تحقیقی جواب آئندہ صفحات میں حدیث نمبر ۱۹ کے تحت دیا جائے گا۔

حدیث حضرت اوس بن اوس کی مؤید ایک اور روایت بھی ہے جو کہ مرسل ہے جس کو امام قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ سخاوی نے القول البدیع میں نقل کیا ہے۔

(عن ابن شھاب الزھری رفعہ مرسلا قال اکثروا	امام ابن شہاب زہری نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت

Marfat.com

علیّ من الصلوٰۃ فی اللیلۃ الغراء والیوم الازھر فانھما یؤدیان عنکم وان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء۔

(اخرجہ النمیری)

(القول البدیع، ۱۶۰)

(الشفاء، ۲: ۶۴)

(نسیم الریاض، ۳: ۳۰۵)

کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ہر جمعرات اور جمعہ کو کثرت سے درود شریف پڑھا کرو کیونکہ ان میں تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے اور بے شک زمین انبیاء کے اجسام کو نہیں کھاتی۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۴۱

اخبرنا ابوالحسن علی بن محمد بن علی السّقاء الاسفرائنی قال حدثنی والدی ابوعلی ثنا ابورافع اسامۃ بن علی بن سعید الرازی بمصر ثنا محمد بن اسماعیل بن سالم الصائغ حدثنا حکامۃ بنت عثمان بن دینار اخی مالکؒ بن دینار قالت حدثنی أبی عثمان بن دینار عن اخیہ مالکؒ بن دینار عن انس بن مالکؓ خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ اَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً فِی الدُّنْیَا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَ لَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ، سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَۃِ وَثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا یُوَکِّلُ اللّٰہُ مَلَکًا یُدْخِلُہٗ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا یُدْخِلُ عَلَیْکُمُ الْھَدَایَا یُخْبِرُنِیْ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاسْمِہٖ وَ نَسَبِہٖ اِلَی عَشِیْرَتِہٖ فَاُثْبِتُہٗ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَۃٍ بَیْضَآءَ.

بسند مذکور: حضرت انس بن مالک خادم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا کے اندر تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتا ہوگا۔ جس نے جمعرات اور جمعہ کو مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سَو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس حاجتیں اس دنیا کی۔

Marfat.com

نیز ایک فرشتہ اس کا موکل بنا دیا جائے گا جو کہ اس کا درود لے کر اس طرح میری قبر میں آئے گا جیسے تمہارے پاس کوئی تحائف لے کر آتا ہے۔ جس نے مجھ پر درود شریف پڑھا وہ فرشتہ مجھے اس کے نام نسب اور خاندان کی اطلاع و خبر دیتا ہے پس وہ درود میں اپنے نورانی صحیفہ میں لکھ لیتا ہوں۔

تخریج حدیث

۱۔ شعب الایمان للبیہقی ۳: ۱۱۱ باب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجمعۃ۔

۲۔ الترغیب والترہیب للاصبہانی ۱: ۵۲۵، ۲: ۳۲۰ فصل فی الترغیب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ القند فی ذکر علماء سمرقند للنجم الدین سمرقندی ۵۷، ترجمہ ابی حسان عیسیٰ بن عبداللہ بن عمرو بن محمد البصری

۴۔ کنز العمال فی السنن والاقوال والافعال للھندی ۱: ۵۰۶

الباب السادس فی الصلوٰۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

۵۔ نور اللمعۃ فی خصائص الجمعۃ للسیوطی ۱۰۳

باب السابقہ والستون الاکثار من الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع للسخاوی ۱۵۶

الباب الرابع فی تبلیغہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام من یسلم علیہ وردہ السلام۔

۷۔ رواہ ابن بشکوال والوالیمن ابن عساکر ودیلمی فی مسند الفردوس کذا فی القول البدیع ۱۵۶

Marfat.com

سبحان اللہ کیا شان ہے درود پاک کی اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے وظیفے اور اوڑھنا بچھونا درود شریف ہی کو بنا لیا ہے۔ اذان کے بعد درود وسلام، نماز کے بعد درود وسلام اور پھر ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی کئی بار اور یہ مذکورہ حدیث شریف میں خوشخبری صرف ایک مرتبہ پڑھنے والے کے لیے ہے کہ اس کی سو حاجتیں پوری کی جاتی ہیں اور پھر جو ہمیشگی کرے قیامت کے دن نبیٔ اکرم نورِ مجسم محبوب رب العالمین کی ہمسائیگی میں ہوگا۔ کسی مومن کے لیے اس سے بڑی سعادت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

اور کتنی بدبختی اور بدنصیبی ہے ان لوگوں کی جنہوں نے صرف اپنا وطیرہ ہی یہ بنا رکھا ہو کہ ہر حالت میں درود شریف کو بند کرنا ہے۔ کبھی کہتے ہیں اذان کے ساتھ نہ پڑھو کبھی کہتے ہیں نماز کے بعد نہ پڑھو۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق فرما دیا کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی جن میں ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اذان کے ساتھ پڑھے گا یا نماز کے بعد پڑھے گا تو وہ اس سعادت سے محروم رہے گا۔ اگر کہیں یہ حدیث شریف ہے تو ہمیں بھی اس کا پتہ بتائیں کہ وہ کہاں ہے کس کتاب میں ہے؟

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ درود ابراہیمی پڑھو۔ اس کے علاوہ اور کوئی درود شریف نہ پڑھو۔ فلاں صیغہ سے پڑھو فلاں صیغہ سے نہ پڑھو بلکہ مطلق فرما دیا ہے کہ درود شریف پڑھنے والا قیامت کے دن میرے قریب ہوگا افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں اور پھر بھی درود شریف کی محافل کو بند کرانے کے لیے دن رات مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ درود وسلام پڑھنے کی توفیق دے۔

Marfat.com

اعتراض

امام سخاوی فرماتے ہیں:

رواه البیھقی فی حیاۃ الانبیاء فی قبورھم به بسند ضعیف۔

(القول البدیع ص۱۵۶)

تو ثابت ہوا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

جواب

اگر اس کی سند میں کچھ ضعف بھی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ بطور تائید پیش کی گئی ہے۔ ویسے بھی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پیش کی جا سکتی ہے اور پھر اس کی موید و شاہد روایات بھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلی علیّ فی کل یوم مائة مرة قضی الله له مائة حاجة سبعین منها الآخرته و ثلاثین منها لدنیاه	جس نے مجھ پر ہر روز ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔

اخرجه ابن منده والحافظ ابو موسیٰ المدینی۔ وقال حدیث حسن غریب۔ سبل الھدیٰ والرشاد للامام الصالحی الشامی ۱۲: ۲۷۰ باب فی فضل الصلوٰۃ والسلام علیه صلی الله علیه وسلم۔

اور اس حدیث شریف کا دوسرا شاہد و مؤید:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال۔ قال رسول الله صلی	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Marfat.com

الله علیہ وسلم: ان اولی الناس بی یوم القیامہ اکثرھم علی الصلوٰۃ۔

فرمایا کہ قیامت کے دن میرے نزدیک زیادہ وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھے گا۔

(جامع ترمذی ۱: ۶۴ باب صفۃ الصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم طبع فاروقی ملتان۔ شعب الایمان ۲: ۲۱۲ ــــ صحیح ابن حبان ۳: ۷۹۔ ابن ابی شیبہ ۱۱: ۵۰۵۔ کنز العمال ۱: ۴۸۹۔ کامل ابن عدی ۳: ۹۰۴، ۶: ۲۳۴۲ کتاب الترغیب والترھیب للتیمی ۲: ۳۲۷۔ مسند ابی یعلی ۵: ۵۱ بتعلیق اثری۔ تاریخ کبیر للبخاری ج ۳ ق ۱: ۸۸۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۵: ۱۸۔ طبقات المحدثین لابی الشیخ ۴: ۲۵۴۔ شرف اصحاب الحدیث للخطیب بغدادی ۳۵ جامعہ القترہ۔ طبقات الشافعیۃ الکبرٰی ۱: ۱۷۱۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی فرماتے ہیں:

رواہ ابن ابی شیبہ وابن حبان وصححہ وابو نعیم وھکذا رواہ ابن ابی عاصم وابن عدی فی الکامل والدینوری فی المجالسہ والدارقطنی فی الافراد والتیمی فی الترغیب وغیرہ

(سبل الھدی والرشاد ۱۲: ۴۲۷ فصل فی فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

اعتراض

یہ روایت بھی ضعیف ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا "حسن غریب" کہ یہ حسن غریب ہے۔

اور اس میں ایک راوی موسیٰ بن یعقوب ابو محمد المدنی الزمعی ہے جو کہ ضعیف ہے اور امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ یہ اس روایت میں متفرد ہے۔

جواب

اگر بات ایسے ہی ہوتی جیسی کہ معترض صاحب نے بیان کی ہے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں تھا کیونکہ یہ روایت بطور شاہد و مؤید پیش کی جا رہی ہے اور ضعیف روایت بطور شاہد پیش کی جا سکتی ہے۔

دوسرے نمبر پہ امام دارقطنی کا اس راوی کو متفرد قرار دینا بھی صحیح نہیں۔

اور پھر مذکورہ راوی اگر بقول امام دارقطنی متفرد بھی ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی۔ کیونکہ اس کی توثیق کرنے والے محدثین موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

حضرت امام حافظ جمال الدین یوسف المزی نقل فرماتے ہیں:

قال عباس الدوری عن یحیی بن معین: ثقة۔ وعن ابی داؤد: صالح و ذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات روی له البخاری فی الادب۔ و الباقون سوی المسلم۔	امام عباس الدوری نے یحییٰ بن معین سے نقل فرمایا کہ یہ ثقہ ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ صالح ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں اس سے روایت لی اور سوائے مسلم کے دیگر محدثین نے بھی روایت لی۔
(تہذیب الکمال للمزی ۱۸: ۵۲۳)	

Marfat.com

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں :

والزمعی قال فیه النسائی
انه لیس بالقوی لکن و
ثقه ابن معین فحسبک به ۔
وکذا وثقه ابوداؤد ۔ و
ابن حبان وابن عدی و
جماعة ۔
(المقاصد الحسنة ۲۲۱
للسخاوی مطبوعة دارالکتب
عربیه بیروت)

امام نسائی نے اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ قوی نہیں ہے لیکن ابن معین نے اس کو ثقہ کہا اور ان کی توثیق تیرے لیے کافی ہے ۔ ایسے ہی امام ابوداؤد امام ابن حبان امام ابن عدی اور محدثین کی ایک پوری جماعت نے اس کو ثقہ کہا ہے ۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۵

وفی هذا المعنی الحدیث الذی أخبرنا ابوعلی الحسین بن محمد الروزبادی انبأ ابوبکر بن داسة ثنا ابوداؤد ثنا احمد بن صالح قال قرأت علی عبد الله بن نافع قال أخبرنی ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

"لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ كُنْتُمْ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود شریف پڑھو بے شک تمہارا درود شریف مجھے پہنچ جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

تخریجِ حدیث

۱- سنن ابی داؤد ۱ : ۲۷۹ ابی هریرة کتاب المناسک باب زیارة القبور

۲- مسند امام احمد ۲ : ۳۶۷ ابی هریرة مسند ابی هریرة

۳- حلیة الاولیاء لابی نعیم ۶ : ۲۸۳ ابی هریرة فی ترجمة هشام الدستوئی

۴- مسند ابی یعلی ۱ : ۲۲۵ عن علی بن الحسین بتعلیق الاثری

۵- مسند ابی یعلی ۶ : ۱۷۱ عن حسن بن علی

۶- المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی ۱ : ۲۶۸ عن علی بن حسن، کتاب الحج

Marfat.com

باب الادب عند زیارۃ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۷۔ مصنف عبدالرزاق ۳: ۷۱ عن حسن بن علی باب القطوع فی البیت ۔

۸۔ مصنف عبدالرزاق ۳: ۵۷۷ حسن بن حسن بن علی باب السلام علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۹۔ الاحادیث المختارہ ۲: ۴۹ حسن بن علی مسند حسین بن علی عن ابیہ ۔

۱۰۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳: ۸۳ حسن بن حسن بن علی

۱۱۔ تہذیب تاریخ دمشق ۴: ۱۶۵ حسن بن علی

۱۲۔ فضل الصلوٰۃ علی النبی للقاضی ۱۳ ۱۱ علی بن حسین بن علی

۱۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۳: ۳۴۵ حسن بن حسن بن علی کتاب الجنائز باب من کرہ زیارۃ القبور

۱۴۔ موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب البغدادی ۱: ۵۳ علی بن حسین

۱۵۔ فردوس الاخبار للدیلمی ۵: ۱۶۵

۱۶۔ التاریخ الکبیر للبخاری ۳: ۱۸۶

اس حدیث شریف میں سے بعض جاہل، نام کے عالم لوگوں نے یہ مسئلہ اخذ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا منع ہے جو کہ سراسر ناانصافی اور رسول دشمنی اور تحریف فی کلام رسول کے مترادف ہے ۔ اور سبیل المومنین کی کھلی ہوئی مخالفت ہے ۔

قارئین محترم ! ایک طرف ابن تیمیہ اور اس کی ناخلف ذریت کے معدودے چند لوگ ہیں جبکہ دوسری طرف امتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کے علمائے حقہ کا جمِ غفیر ہے ۔ متقدمین و متاخرین علمائے اسلام بیک زبان یہ فرما رہے ہیں کہ روضۂ رسول کی زیارت اعظم ترین قربات میں سے ہے اور اس حدیث شریف سے بھی زیارت کی کثرت پر استدلال ہوتا ہے ۔

حضرت امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری فرماتے ہیں:

Marfat.com

یحتمل ان یکون المراد به	اس میں احتمال ہے کہ آپ کی مراد
الحث علی کثرة زیارة قبرہ	قبر شریف کی کثرت زیارت پر ابھارنا
صلی اللہ علیہ وسلم و ان	ہو اور یہ کہ اس میں سستی نہ کرے کہ
لا یھمل حتی لا یزار الا فی	صرف بعض اوقات ہی زیارت
بعض الاوقات کالعید الذی	کرے جیسا کہ عید کہ وہ سال میں صرف
لا یاتی فی العام الامرتین	دو مرتبہ آتی ہے اور اس تاویل کی
قال ویوید ھذا التاویل	موید وہ حدیث شریف ہے کہ جس
ما جاء فی الحدیث نفسہ	میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
لا تجعلوا بیوتکم قبورًا ۔	اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ یعنی
ای لا تترکوا الصلوٰة	وہاں نماز پڑھنا ترک نہ کرو کہ وہ
فی بیوتکم حتی تجعلوھا	قبور کی طرح ہو جائیں کہ جہاں نماز
کالقبور التی لا یصلی فیھا۔	نہیں پڑھی جاتی ۔

(شفا السقام صفحہ ۸۰)

حضرت امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں:

ویحتمل ان یکون المراد لا تتخذوا	اور اس میں یہ احتمال ہے کہ اس سے
لہ وقتا مخصوصًا لا تکون	مراد یہ ہے کہ زیارت کو کسی خاص وقت
الزیارة الا فیہ کما تری کثیرا	کے ساتھ مخصوص نہ کرو کہ اس وقت
من المشاھد لزیارتھا یوم	کے سوا زیارت ہی نہ کرو جیسا کہ عام
معین کالعید و زیارة قبرہ	مشاہد کے بارے میں تو نے دیکھا کہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیھا	ان کی زیارت یوم خاص میں کی جاتی
یوم بعینہ بل ای یوم کان ۔	ہے جیسے کہ عید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

(شفاء السقام ص۸)

کی قبر کی زیارت کسی معین دن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جس دن چاہے زیارت کرے۔

حضرت امام احمد بن حجر الھیتمی المکی فرماتے ہیں:

قلت بعد ان یعلم ان الحدیث منازع فی ثبوته ولکن ثبوته هو الاصح الکلام فی مقامین اولهما نقل من جماعة اهل البیت فی مسند عبد الرزاق وغیره تمسکا بهذا الحدیث لیس نهیا عن اهل الزیارة وانما هو نهی لمن اتی بها علی غیر الوجه المشروع فیها۔

(الجوهر المنظم ۱۷)

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی صحت و عدم صحت کے بارے میں اختلاف ہے لیکن بغرض تسلیم ثبوت اس کے بارے میں دو مقامات پر صحیح کلام ہے۔ ان میں سے پہلا جو کہ مصنف عبد الرزاق میں اہل بیت کی ایک جماعت سے نقل کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے تمسک کرتے ہوئے کہ اس میں اہل زیارت سے منع نہیں فرمایا گیا بلکہ صرف اس سے منع کیا گیا ہے جو کہ غیر مشروع طریقے سے قبر شریف پر آئے۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

ذکرت فی کتابی الدر المنضود فی الصلاة علی صاحب المقام المحمود الحدیث والجواب عنه با بسط مما هنا وعبارته ونهیه صلی الله

میں نے اپنی کتاب الدر المنضود فی الصلاۃ علی صاحب المقام المحمود میں یہ حدیث اور اس کا جواب ذکر کیا ہے جو کہ شرح و بسط و تفصیل کے ساتھ ہے اور وہاں

علیہ وسلم من جعل قبری
عیدًا یحتمل انه للحث علی
کثرة الزیارة ولا تجعل
کالعید الذی لا یوتی فی
العام مرتین انه اشارة
الی النهی الوارد فی الحدیث
الآخرة اتخاذ قبره مسجدا
ای لا تجعلوا زیارة قبری
عیدا من حیث الاجتماع
لها کهو للعید وقد کانت
الیهود والنصاری یجتمعون
لزیارة قبور انبیائهم و
یشتغلون عندها باللهو و
الطرب فنهی صلی اللہ علیه
وسلم امته عن ذلك او عن
یتجاوزوا فی تعظیم قبره
ما أمروا والحث زیارة قبره
الشریف قد جاء فی احادیث
بینتها فی حاشیة الایضاح
مع الرد علی انکر ذلك وهو
ابن تیمیه۔

عبارت یوں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اپنی قبر کو عید بنانے سے
منع کرنے میں احتمال ہے کہ کثرت پر
برانگیختہ کرنا مراد ہو اور اس کو عید
کی طرح نہ بناؤ کہ وہ سال میں صرف
دو مرتبہ آتی ہے اور اس میں اشارہ ہے
اس نہی کی طرف جو کہ دوسری حدیث
میں وارد ہے کہ قبر کو مسجد نہ بناؤ۔
یعنی میری قبر کی زیارت کو عید نہ بناؤ۔
اجتماع کے لحاظ سے جیسا کہ عید کے لیے
ہوتا ہے اور تحقیق یہود و نصاریٰ
اپنے انبیاء کی قبور کی زیارت کے لیے
جمع ہوتے تھے اور وہاں کھیل تماشے
میں مشغول ہو جاتے تھے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس
فعل سے منع فرما دیا یا پھر قبر کی تعظیم میں
اس حد سے گزرنے سے منع فرمایا جس
کا حکم دیا گیا ہے۔ اور پھر قبر شریف کی
زیارت کثرت سے کرنے پر بہت ساری
احادیث مروی ہیں جن کو میں نے حاشیہ
الایضاح میں بیان کر دیا ہے اور

Marfat.com

(الجوھر المنظم ۱۷۔ الفصل منکر کا رد کیا ہے۔ جوکہ ابن تیمیہ ہے۔
اصول فی مشروعیۃ قبر
نبینا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم۔)

حضرت مولانا عبد الحئی لکھنوی فرماتے ہیں:

الغرض اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نہی سے منع کرنا زیارت کا ہوتا تو آپ صاف صاف منع فرماتے اور جب آپ نے مورد نہی عید بنانا کیا تو ضرور نہی ایسے امور سے ہوگی کہ جن سے عید عید ہوتی ہے نہ مطلق زیارت سے اور نہ سفر زیارت سے پس باوجود ان احتمالات کے استدلال خصم کیونکر مقبول ہوگا اور مطلق زیارت یا سفر کا منع ہونا کیسے ثابت ہوگا۔ اور ایک احتمال پنجم یہ ہے کہ غرض اس حدیث سے باطل کرنا اس اعتقاد کا ہے کہ صلاۃ وسلام کا ثواب اور وصول اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہی کے نزدیک ہوتا ہے نہ دور سے۔ جیسے عید کی عبادات مخصوصہ اور ثواب مخصوص اسی روز کے ساتھ مخصوص ہیں کسی اور روز میں نہیں ہو سکتے ہیں۔ پس ارشاد ہوا کہ تم میری قبر کو مثل عید کے نہ سمجھو اور جملہ وصلوا وسلموا علی فان صلاتکم وسلامکم تبلغنی حیث ما کنتم منضم فرما کے ارشاد ہوا کہ ثواب صلاۃ وسلام کا اور وصول اس کا مخصوص حضور کے ساتھ نہیں ہے بلکہ قرب وبعد دونوں حالتوں میں باقی ہے۔

(السعی المشکور فی رد المذہب الماثور ۱۰۵ طبع ۱۲۹۴ ھ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری عیدًا (الحدیث) وفرمودہ شما وآنکہ در اندلس است برابر در قرب ومثل این از امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نیز آمدہ ماناکہ آں مرد کہ این امامان دین او را منع کردند از حد اعتدال درگذرانیدہ باشد یا آثر تکلیف وتصنع در وی دی مشاہدہ فرمود ۔ مقصود شان تنبیہ وتعلیم این معنی بود کہ در حضور معنوی قرب مسافت وبعد آں یکی ست چنانچہ گفتہ است در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست ۔

می بینمت عیاں ودعا میفرستمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید مت بناؤ (الحدیث) اور فرمایا کہ تم اور باشندگان اندلس نزدیکی میں برابر ہیں ۔ اسی طرح کی روایت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی آتی ہے ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ شخص جس کو ان اماماں دین نے منع کیا حد اعتدال سے گزر گیا ہوگا یا ہر تکلف اور بناوٹ کی علامات اس میں ملاحظہ فرمائی ہوں گی ۔ یا ان حضرات کا مقصد اس بات کی تنبیہ اور تعلیم ہوگی کہ حضور باطنی میں قرب وبعد دونوں برابر ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ۲۰۱ طبع لکھنؤ ۱۲۸٦ھ ۔ ۱۸٦۹ء)

تو ان مختصر حوالوں سے یہ معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف سے جہاں حیاۃ الانبیاء ثابت ہوتی ہے وہاں کم از کم وہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جس کو ابن تیمیہ اور اس کی ذریت ناخلف ذریت ثابت کرنا چاہتی ہے ۔

لیکن چونکہ یہ روایت ابن تیمیہ اور اس کے اندھے مقلدین کے نزدیک ....روضہ

شریف کی زیارت کی ممانعت پر دال ہے۔ اس لیے اس کی سند کے بارے میں بھی کچھ دیکھ لینا چاہیے۔

اس روایت میں ایک راوی ہے عبداللہ بن نافع۔ یہ راوی مختلف فیہ ہے۔
حضرت امام جمال الدین المزی نقل فرماتے ہیں:

قال ابوطالب عن احمد بن حنبل: لم یکن صاحب حدیث کان ضعیفاً فیه .... ولم یکن فی الحدیث بذاك ..... وقال ابوحاتم لیس بالحافظ هو لین فی حفظه وقال البخاری فی حفظه شیٔ ..... قال ابن عدی روی عن مالك غرائب. ذکره ابن حبان فی کتاب الثقات: وقال: کان صحیح الکتاب واذا حدث من حفظه ربما اخطأ.	امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ محدث نہیں بلکہ حدیث میں ضعیف تھا۔ اور حدیث میں پختہ نہیں۔ امام ابوحاتم نے کہا کہ یہ حافظ نہیں۔ اس کا حافظہ کمزور تھا۔ امام بخاری نے فرمایا کہ اس کے حفظ میں کچھ کمی تھی۔ ابن عدی نے کہا کہ امام مالک سے غرائب نقل کرتا تھا۔ امام ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ اگر کتاب بیان کرے تو صحیح ہے۔ جب حافظہ سے بیان کرتا ہے تو اکثر غلطی کر جاتا ہے۔

(تهذیب الکمال للمزی ۱۰: ۵۸۲
تهذیب التهذیب للعسقلانی ۶: ۵۱
شفاء السقام للسبکی ۸۰

تو ثابت ہوا کہ یہ روایت اس راوی کی وجہ سے کمزور ہے اور زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار صحیح احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

Marfat.com

اور جہاں تک اس حدیث کے مویدات وشواہد کا تعلق ہے تو حضرت امام علی بن حسین کی روایت میں ایک راوی علی بن عمر ہے جو کہ مجہول ہے ملاحظہ فرمائیں : تقریب ۲۴۸

اور دوسری سند حسن بن حسن میں سہیل بن ابی سہیل مستور ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں :

الجرح والتعدیل للابن ابی حاتم (۲/۱/۲۴)

Marfat.com

وفی هذا المعنی الحدیث الذی اخبرنا ابو محمد عبد اللہ بن یحیی بن عبد الجبار السکری ببغداد ثنا اسمعیل بن محمد الصفار ثنا عباس بن عبد اللہ الترقفی ثنا ابو عبد الرحمن المقری ثنا حیوة بن شریح عن ابی صخر عن یزید بن عبد اللہ بن قسیط عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

اور اسی معنی (حیات الانبیاء و وصول درود شریف) میں ایک وہ حدیث جو کہ بسند مذکور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب بھی کوئی مجھ پر (صلاۃ و) سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

تخریج حدیث

۱۔ ابوداؤد ۱: ۲۸۶ کتاب المناسک باب زیارۃ القبور
۲۔ مسند اسحاق بن راہویہ ۱: ۵۳ مسند ابوھریرۃ
۳۔ مسند احمد بن حنبل ۲: ۵۲۷ " "

Marfat.com

۴۔ سنن الکبریٰ للبیہقی ۵ : ۲۴۵ الدعوات الکبیر ۱/۱۴۰ برقم ۱۵۸

۵۔ شعب الایمان 〃 ۲ : ۲۱۷ باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۶۔ السنن الصغیر 〃 ۲ : ۲۱۰

۷۔ المعجم الاوسط (طبرانی) ۳/۳۸۷ برقم (۳۱۱۴)

۸۔ تاریخ اصبہان لابی نعیم ۲ : ۳۵۳

۹۔ الرسائل القشیریہ لابی القاسم ۱۶

۱۰۔ الترغیب والترہیب ۲ : ۴۹۹ الترغیب فی اکثار الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۔ فضائل الاعمال ۹۰۷ لضیاء المقدسی

یہ حدیث بھی الحمد للہ صحیح ہے اور حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوی اور بین دلیل ہے۔ حضرات محدثین کرام نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے:

حضرت امام نووی فرماتے ہیں:

رواہ ابو داؤد بسند صحیح	اس کو امام ابو داؤد نے صحیح سند
(المجموع شرح المہذب للنووی ۸ : ۲۷۲)	کے ساتھ روایت کیا۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

ورو ینا فیہ ایضاً باسناد صحیح عن ابی ھریرۃ۔	حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی گئی
(کتاب الاذکار ۱۰۶)	ہے۔

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

باسناد حسن بل صححہ النووی	اس کی اسناد حسن ہے بلکہ امام نووی
(القول البدیع ص ۱۵۵)	نے اس کو صحیح فرمایا ہے۔

Marfat.com

حضرت امام زرقانی مالکی فرماتے ہیں :

باسناد صحیح — اس کی سند صحیح ہے

(زرقانی شرح مواہب ۸ : ۳۰۸ فصل فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی فرماتے ہیں :

وروی الامام احمد و ابوداؤد والبیھقی بسند صحیح۔ — امام احمد اور امام ابوداؤد و بیہقی نے اس کو بسند صحیح روایت کیا ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد ۱۲ : ۳۵۶ باب فی حیاۃ فی قبرہ)

حضرت امام سیوطی فرماتے ہیں :

اسنادہ من طریق ابی داؤد — اس کی سند حسن ہے

واخرجہ ایضا احمد و البیھقی بسند حسن۔

(مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء ص۲۰۵)

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں :

رواہ ابوداؤد و احمد و بیھقی و سندہ حسن۔ — اس کی سند حسن ہے

(شرح شفاء ۴ : ۹۹۴ للعلی القاری)

حضرت علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں :

وھذا اسناد صحیح — اور یہ سند صحیح ہے

(شفاء السقام ص۱۴)

علامہ شوکانی فرماتے ہیں :

Marfat.com

قال النووی فی الاذکار اسنادہ	امام نووی نے اذکار میں کہا کہ اس کی
صحیح ، وکذا قال فی الریاض	سند صحیح ہے جیسا کہ ریاض الصالحین
وکذا قال ابن حجر: رواتہ	میں اور اسی طرح امام ابن حجر نے
ثقات۔	فرمایا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین ۲۸)

حضرت امام نور الدین علی بن احمد السمہودی فرماتے ہیں:

روی ابوداؤد وبسند صحیح کما	امام ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت
قال السبکی۔	کیا جیسا کہ امام سبکی نے فرمایا۔

(وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ۴ : ۱۳۴۹ ، الفصل الثانی فی لقبیۃ ادلۃ الزیارۃ)

حضرت علامہ امام قاسم بن قطلوبغا الجمال الحنفی فرماتے ہیں :

اخرجہ الامام احمد وابو داؤد وسندہ صحیح)

(التعریف والاخبار فی تخریج احادیث الاختیار ص۱۰۵ (قلمی نسخہ))

علامہ ابن قیم جوزیہ فرماتے ہیں :

وقد صح اسناد ھذا الحدیث	اور اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے

(جلاء الافہام ص۱۹)

حضرت علامہ مجد الدین الفیروز آبادی صاحب القاموس ۸۱۷ھ فرماتے ہیں:

واخرج الامام احمد وابوداؤد	اس کی اسناد صحیح ہیں
فی سننہ باسناد صحیح۔	

(الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر ۱۰۴)

نجدی مفتی عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز نے لکھا :

Marfat.com

وقد اخرج ابوداؤد بسند جید۔ — اور امام ابوداؤد نے پختہ سند کیساتھ اس کا اخراج کیا ہے۔

(مجموعۂ فتاویٰ ومقالات متنوعہ ۲: ۳۹۲)

مشہور غیر مقلد مولوی اسمٰعیل سلفی نے لکھا:

حدیث نمبر ۶ صحیح ہے اس میں سلام کے وقت رد روح کا ذکر ہے

(تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی صہ۱۳۱)

تفہیم حدیث

اس حدیث شریف کی تفہیم میں بھی لوگوں نے زبردست ٹھوکریں کھائی ہیں اور "رد روح" پر عجیب وغریب گل افشانیاں فرمائی ہیں اور جو لوگ دوسروں کو اسلاف کی راہ اپنانے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کرتے بلکہ اپنے نام کے ساتھ سلفی بھی لکھتے ہیں وہ اس حدیث شریف کے مطالب کے سلسلہ میں بالکل اسلاف کے خلاف چلتے نظر آتے ہیں اور خود ساختہ مفہوم بیان کرکے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

قارئین محترم ملاحظہ فرمائیں منکرین کس کس طریقہ سے اس حدیث کے مفہوم سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک صاحب لکھتے ہیں:

"عجیب بات ہے کہ یہ دلیل بھی وہی گروہ پیش کرتا ہے جو اس بات کا عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام لوگ وفات کے بعد قبر میں زندہ ہیں۔ جب یہ بات ہے تو سلام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

روح کے لوٹائے جانے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے ......

دوسری طرف بہت سے حضرات اس روایت کو پیش فرما کر کہتے ہیں کہ وقت کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں ہے گزرتا کہ کوئی نہ کوئی دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام نہ پڑھ رہا ہو۔ اس لیے آپ کی روح آپ کے جسمِ اطہر سے وابستہ رہ کر ایک حیاتِ مسلسل کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ بات یوں بھی نہیں بنتی۔ کیونکہ پھر "رد" کا لفظ بے معنی قرار پائے گا۔ آخر ایسی دلیل کا کوئی کیا جواب دے۔ ساتھ ساتھ یہ بات کہ دنیا میں ایک وقت میں ہزاروں لاکھوں انسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ ان سب سلاموں کا جواب دینا اللہ کے سوا کسی اور کی طاقت سے تو باہر معلوم ہوتا ہے۔"

(توحید خالص ۲: ۱۹ از کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی)

قارئین کرام آپ حضرات اندازہ لگائیں کہ ان لوگوں کی تحقیق کا طریقہ کیا ہے اصل میں یہ بدقسمت لوگ سمجھتے ہیں کہ جو ہمارے گندے ذہن میں آیا وہی عین حق ہے اور وہی تحقیق ہے۔ اگر یہ مسلمان ہوتے تو فرمان آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے۔ یہ قرآن و حدیث کا نام لینے والے دیکھیں کس طرح قرآن و حدیث کو رد کر رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں ایک اور نام نہاد توحید پرست نے لکھا ہے:

" اس میں سلام کے وقت ردِ روح کا ذکر ہے۔ یہ حیاتِ دنیوی کے خلاف ہے۔ حافظ سیوطی نے جس قدر جوابات دیئے ہیں ان جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کا اپنا ذہن بھی اس حدیث سے متعلق صاف نہیں۔ جواب میں تذبذب اور خبط نمایاں ہے۔"

(تحریک آزادئ فکر از مولوی محمد اسماعیل سلفی وہابی ص ۱۸۷)

Marfat.com

اب اس خبطی سے کوئی پوچھے کہ جناب سلفی صاحب جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس تر و تازہ ہے روح بھی اس میں لوٹا دی گئی تو پھر دنیوی زندگی ہونے میں کونسی چیز مانع ہے ؟

اور جب آپ اس حدیث کو صحیح بھی مانتے ہیں تو پھر اس پہ عقیدہ رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر منورہ میں حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ کیوں نہیں مانتے جب حدیث بھی صحیح اور ثابت ہو جس کا آپ کو خود اقرار ہے تو پھر فرمان رسول کو بلا وجہ رد کرنا کیا یہی اہلحدیثی ہے یا کہ گمراہی حقیقت میں آپ لوگ اہلحدیثی کا لباس اوڑھ کر منکرین حدیث ہیں۔ اور احادیث کا مفہوم و مطلب اپنی نارسا عقل کے مطابق کرتے ہیں اور جو اس گندے اور گستاخ ذہن میں نہ آئے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

قارئین کرام ایک اور نام نہاد توحیدی کی بات کو سنیئے اور ان کی عقل کا ماتم کیجئے۔ لکھا ہے:

"اشکال کی اس غلط اور خود ساختہ تقریر سے ترمذی صاحب قارئین کے ذہنوں میں یہ باطل نظریہ بٹھانا چاہتے ہیں کہ آپ کی روح طیبہ آپ کے بدن مبارک کے اندر موجود ہے۔ حالانکہ یہ نظریہ ان نصوص صریحہ کے سراسر خلاف ہے۔ جن میں آپ کی روح طیبہ اعلیٰ علیین اور جنت میں ہونے کی تصریح ہے۔"

(اقامۃ البرہان ص ۲۷ از سجاد بخاری مماتی پنڈوی)

جناب بخاری صاحب اگر یہ عقیدہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ بدن اقدس میں ہے یہ باطل ہے (معاذ اللہ) تو پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام باطل پر عقیدہ بنائے ہوئے ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک فرمان کا مطلب کیا ہوگا۔ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت گمراہی پہ اجماع نہیں کرے گی۔

اور پھر آپ نے فرمایا۔ نصوص صریحہ

Marfat.com

توجناب ذرا نصوص صریحہ کی تعریف تو فرما دیں کہ نصوص کس کو کہا جاتا ہے اور پھر اپنی تعریف کے مطابق اپنے دلائل کو نصوص ثابت فرمائیں۔

اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ آپ کی روح طیبہ اعلیٰ علیین اور جنت میں ہونے کی تصریح ہے۔

یہ بیان فرمائیں کہ اعلیٰ علیین اور جنت دو علیحدہ علیحدہ مقام ہیں یا کہ ایک ہی مقام کے دو نام ہیں۔ اگر ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں تو اس کے لیے دلیل درکار ہے اور اگر علیحدہ علیحدہ ہیں تو پھر دریافت طلب بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح بیک وقت دونوں مختلف مقامات پر موجود ہے یا کبھی جنت میں اور کبھی اعلیٰ علیین میں۔

اگر آپ فرمائیں کہ بیک وقت دونوں جگہ پر موجود ہیں تو کیا آپ کے نزدیک یہ توحید کے خلاف ہے یا کہ نہیں۔ اگر ہے تو آپ مشرک ٹھہرے اور اگر نہیں تو پھر جب دو مقامات پر ہونا شرک نہیں تو تین یا اس سے زیادہ مقامات پر ہونا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔

اور پھر اگر اعلیٰ علیین اور جنت میں بیک وقت موجود ہے تو کیا آپ کا جسدِ اقدس جو کہ جنت اور اعلیٰ علیین سے افضل ہے اس میں ہونے پر کیا استحالہ ہے۔

اور آپ حضرات کا روح اقدس کو اعلیٰ علیین یا جنت میں ہونے کو ترجیح دینا کن نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ جب قبر منورہ اعلیٰ علیین اور جنت سے ہے ہی افضل تو قرآن مجید کی آیت وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی کے تحت روح طیبہ بھی افضل مقام پر ہی رہنی چاہیئے اور اگر بدقسمتی یا بدعقیدگی کی وجہ سے آپ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منوّرہ کو جنت یا اعلیٰ علیین سے افضل نہیں مانتے تو کم از کم اتنا تو مانتے ہوں گے یہ جنت ہے۔ اگر یہ بھی نہیں مانتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے آپ کیا مطلب اخذ کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

قال ما بین بیتی و منبری	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
روضۃ من ریاض الجنۃ و	میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان
منبری علی حوضی ۔	والا حصہ جنت کے باغوں میں سے
	ایک باغ ہے (اور میرا منبر میرے حوض پر ہے)

۱۔ بخاری، ۱ : ۱۵۹ باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ والمدینۃ

۲۔ مسلم، ۱ : ۴۴۶ کتاب الحج باب فضل ما بین قبرہ و منبرہ

۳۔ مسلم، " " عن عبد اللہ بن زید

۴۔ مسند امام احمد، ۲ : ۲۳۶-۲۳۷-۴۳۸-۴۶۶-۵۳۳، ۳ : ۴-۳۹-۴۰

۵۔ شرح السنۃ للبغوی عن ابی ہریرۃ و ابی سعید الخدری ۴ : ۳۳۸

وعن عبد اللہ بن زید، ۲ : ۳۲۸

۶۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، ۵ : ۲۴۷

۷۔ مسند حمیدی حدیث نمبر ۲۹۰ ۱ : ۱۳۹ عن عمار

۸۔ مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۱ : ۴۳۹

۹۔ مصنف عبد الرزاق ۳ : ۱۸۲ عن ابی ہریرۃ و عبد اللہ بن زید

۲ : ۱۸۳ باب منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۔ مسند ابی یعلی الموصلی ۱ : ۱۱۸

۱۱۔ ترمذی ۲ : ۲۳۱ باب ما جاء فی فضل المدینۃ

۱۲۔ موطا امام مالکؒ ۱۸۳ عن ابی سعید الخدری و عبد اللہ بن

زید باب مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۱۳۔ کتاب المعجم للابن اعرابی ۴ : ۴۰ عن ابی ہریرۃ و ابی سعید

فی ترجمہ ابو یحیی بن ابی مسرۃ ۔

Marfat.com

۱۳۔ المعجم الصغیر للطبرانی ۲ : ۳۹۱

۱۴۔ تاریخ اصبہان لابی نعیم ۱ : ۹۲ ۔ ۲۲۸، ۲ : ۲۷۶ ۔ ۳۳۲

۱۵۔ کامل لابن عدی ۳ : ۱۱۸۲ عن ابی ھریرۃ وعلی

۱۶۔ کشف الاستار ۲ : ۵۷ باب فیما بین القبر والمنبر ۔

اور پھر بعض طرق حدیث میں تو اس طرح کے الفاظ وارد ہوئے ہیں :

۱۷۔ ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ۔

۱۸۔ مسند احمد ۳ : ۶۴

۱۹۔ مسند ابی یعلی ۲ : ۱۳۴۱ بتعلیق حسین اسد

۲۰۔ تاریخ بغداد ۴ : ۲۰۳ عن ابی سعید ۱۱ : ۲۲۸ عن جابر

۲۹۰/۱۱ عن سعد ۱۲ : ۱۶۰ ابن عمر ۔

۲۱۔ فوائد للتمام ۲ : ۲۶۵

۲۲۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۹ : ۳۲۴

۲۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲ : ۲۹۴

۲۴۔ کشف الاستار عن زوائد البزار ۲ : ۵۶ باب فیما بین القبر والمنبر

۲۵۔ السنن الکبریٰ للبیہقی ۵ : ۲۴۶ عن عبید اللہ بن عمر

تو جب یہ ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ ہی جنت ہے تو جس حدیث شریف میں آپ کی روح مبارکہ کا جنت میں ہونا وارد ہوا ہے اس سے مراد یہی جنت ہے لہٰذا مولوی مذکور کا اس سے انکار صرف ضد اور جہالت ہے ۔

اشکال

ہاں اس حدیث شریف میں ایک اشکال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں تو پھر اس حدیث شریف میں جو روح کا آپ کیطرف لوٹانے کا ذکر ہے اس کا کیا معنی و مطلب ہوگا۔

حلِ اشکال

علمائے اسلاف میں سے بے شمار علماء نے اس اشکال کے بہترین حل پیش کیے ہیں ان میں سے کچھ اختصار کے طور پر ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت علامہ مجدد الدین الفیروز آبادی صاحب القاموس فرماتے ہیں:

فان قلت : ما معنی قوله: صلی الله علیه وسلم ردّ الله علیّ روحی ؟ قلت ذکرعنه جوابان - احدهما ذکره البیهقی وهو : ان المعنی الا و قد رد الله روحی یعنی : ان النبی صلی الله علیه وسلم بعد ما مات و دفن رد الله علیه روحه لاجل سلام من یسلم علیه واستمرت فی جسده صلی الله علیه وسلم۔	اگر تو کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کہ "اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹاتا ہے" کا کیا معنی ہے تو میں کہوں گا کہ اس کے دو جواب دیے گئے ہیں ان میں سے ایک امام بیہقی نے ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے یعنی تحقیق اللہ نے میری روح میری طرف لوٹا دی ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد جب دفن کیے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح لوگوں کے سلاموں کے جوابات عنایت فرمانے کے لیے آپ کو لوٹا دی اور وہ ہمیشہ آپ کے جسم اقدس میں ہے۔
(الصلات والبشر ص۱۰۲)	

Marfat.com

حضرتِ امام سبکی فرماتے ہیں:

والثانی: یحتمل ان یکون ردا معنویا وان یکون روحه الشریفة مشتغلة بشهود الحضرة الالهیة والملاء الاعلی من هذا العالم فاذا سلم علیه اقبلت روحه الشریفة علی هذا العالم فیدرك: سلام من یسلم علیه ویرد علیه۔ (شفاء السقام ص۵۰-۵۱)	اور دوسرا جواب۔ اس میں احتمال ہے کہ یہاں ردِ روح سے مراد ردِ معنوی ہے کیونکہ آپ کی روح مبارکہ اس جہاں سے بے نیاز ہوکر بارگاہ الہٰی اور ملاءِ اعلیٰ میں مشغول ہوتی ہے سو جب بھی کوئی شخص سلام بھیجتا ہے تو آپ کی روح طیبہ اس جہاں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تاکہ سلام کا ادراک کر کے سلام کرنے والے کا جواب دے سکے۔

حضرت امام سبکی سے یہی جواب علامہ سخاوی نے "القول البدیع" ص۱۶۹ پر اور علامہ فیروزآبادی نے "الصلات والبشر" ص۱۰۲ میں بیان فرمایا ہے۔

علامہ شوکانی نے حضرت علامہ ابن الملقن سے نقل کیا ہے:

والمراد برد الروح النطق لانه صلی اللہ علیه وسلم حي فی قبره وروحه لاتفارقه لما صح: ان الانبیاء احیاء فی قبورهم۔ (تحفة الذاکرین للشوکانی ص۲۸)	اور ردِ روح سے مراد یہاں نطق ہے کیونکہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی روح آپ سے جدا نہیں ہوتی جیسا کہ صحیح حدیث میں ہوتا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں:

Marfat.com

ردِّ رُوح سے مُراد خُوشی اور سُرور ہے

حضرتِ علامہ ابن العماد فرماتے ہیں:

یحتمل ان یراد بہ ھنا السرور مجازا فانہ قد یطلق ویراد بہ ذلک۔ (الجوھر المنظم للابن حجر مکی ۲۴)	احتمال ہے کہ یہاں رد روح سے مراد سرور اور خوشی ہو مجازی طور پر کیونکہ اس کا اطلاق عام طور پر خوشی و سرور کے معنی میں ہوتا ہے اور اس سے یہ مراد لیا جاتا ہے۔

ردِّ رُوح سے مُراد نُطق ہے

حضرتِ الامام الکبیر ابو الحسن البکری المصری والد محمد البکری الکبیر م۔۹۵۲ھ فرماتے ہیں:

واعلم ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون وھذا الحدیث لیس ظاھرہ مراد وانما المراد بروحی منطقی لان قوۃ النطق لازمۃ للروح فعبر بھا عنھا واللہ اعلم۔	جاننا چاہیئے کہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور اس حدیث کا ظاہر مراد نہیں ہے۔ یہاں رد روح سے مراد نطق ہے کیونکہ قوۃ نطق روح کے لیے لازم ہے لہٰذا یہاں نطق کو روح فرما دیا گیا۔ واللہ اعلم!

(جواھر البحار فی فضائل النبی المختار للنبہانی ۴: ۱۵۳)

یہاں نطق سے مراد یہ نہیں ہے کہ مطلقاً آپ بولتے ہی نہیں مگر جواب سلام کے

Marfat.com

لیے جیسا کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے : اور بعض علماء نے عدم نطق کا مفہوم کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ یہاں عدم نطق اضطراری نہیں کیونکہ وہ تو ایک قسم کی سزا ہوتی ہے۔ جیسا کہ

حضرت قطب وقت علامہ مولانا فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن الحنفی فرماتے ہیں:

ویمکن ان یقال ان عدم النطق یمکن ان یقول لمثل ما ذکر من مشاهدة الملکوت والاستغراق فی مشاهدة الرب فلا ینطق الا عند سلامة الامة۔	یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے عدم نطق ممکن ہے جیسا کہ مشاہدہ رب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ملکوت سے استغراق میں رہتے ہیں اور امت کے سلام کے سوا آپ نطق نہیں فرماتے۔

(قطب الارشاد ۲۷۷)

غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما من احد یسلم علی الا رد اللہ روحی حتی ارد علیہ السلام۔	نہیں کوئی جو سلام پڑھے مجھ پر لیکن اللہ تعالیٰ میری طرف میری روح لوٹا دیتا ہے کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

اس حدیث میں "ما" نافیہ ہے۔ "احد" نکرہ ہے۔ سب جانتے ہیں کہ نکرہ حیز نفی عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ پھر "مِن" استغراقیہ عموم اور استغراق پر نص ہے۔ یعنی مجھ پر سلام بھیجنے والا کوئی شخص ایسا نہیں جس کے سلام کی طرف میری توجہ مبذول نہ ہوتی ہو۔ خواہ وہ قبر انور کے پاس ہو یا دور ہو ہر ایک کے سلام کی

Marfat.com

طرف میں متوجہ ہوں اور ہر شخص کے سلام کا جواب خود دیتا ہوں۔

یہ حدیث اس امر کی روشن دلیل ہے کہ درود پڑھنے والے ہر فرد کا درود حضور علیہ السلام خود سنتے ہیں اور سن کر جواب بھی دیتے ہیں۔ خواہ شخص قبر انور کے پاس یا دور ہو۔

(حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۵۵ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال)

تو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے والے کا سلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

ردِ رُوح سے مُراد سماعتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

ویتولد من هذا الجواب	اور اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے
جواب آخر۔ وهو أن تكون	وہ یہ کہ ردِ روح سے یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ
كناية عن السمع ويكون	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ آپ کی سمع خارق
المراد ان الله تعالىٰ يرد عليه	للعادۃ کو لوٹا دیتا ہے۔ اسی طرح کہ
سمعه الخارق للعادة بحيث	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے
يسمع المسلم، وان بعد	کے سلام کو سنتے ہیں خواہ کتنی ہی دور کیوں
قُطره ويرد عليه من غير	نہ ہو اور اس کو بغیر کسی وسیلہ کی احتیاج
احتياج الى واسطة مبلغ۔	کے جواب دیتے ہیں۔

(انباء الاذکیاء ص۳ طبع دار الحدیث مصر)

حضرت امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

او المراد بالروح السمع الخارق	اور ردِ روح سے مراد سماعت خوارق
للعادة بحيث يسمع المسلم عليه	عادت ہے کیونکہ آپ ہر سلام پڑھنے والے

Marfat.com

من غیر واسطة وان بعدا والموافق للعادة ۔ (الفتاوی الکبریٰ الفقیه ۲/۱۳۶ للابن حجر الهیتمی المکی) ۔	کے سلام کو سنتے ہیں بغیر کسی واسطہ کے. اگرچہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو یا پھر موافق عادت کے (آپ اس کے سلام کو سنتے ہیں)۔

جوابِ سلام کی سعادت صرف زائر کے ساتھ مخصوص نہیں

علمائے کرام نے بیان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے سلام کا جواب چاہیں ارشاد فرمائیں اس میں دور ونزدیک کی قید نہیں ہے اگرچہ زائرین کے لیے دیگر خصوصی شرف موجود ہیں لیکن جواب ہر شخص کو عنایت فرماتے ہیں ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں :

علما اختلاف کردہ اند کہ ایں فضیلت عظمیٰ عام است مر ہر کسے را بشرف تسلیم بر سید کائنات علیہ افضل التسلیمات مشرف است خواہ زائر قبر شریف بود یا غائب از آنحضرت کبریٰ در ہر مکان کہ باشد نظاہر عموم است ...... بر تقدیر مفید مدعا است کہ حیات است۔ (مدارج النبوت ۲/۴۴۳ جذب القلوب صـ۱۸۱)	علماء نے اختلاف کیا کہ یہ (سلام کا جواب دینے کی) فضیلت ہر شخص کے لئے عام ہے جو بھی سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجنے کے شرف سے مشرف ہو خواہ زائر ہو یا پھر اس بارگاہ کبریٰ سے غائب ۔ جہاں کہیں بھی ہو اور ظاہر حدیث عموم پہ دلالت کرتی ہے ۔ بہر حال مفید مدعا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں ۔

حضرت ملّا علی قاری فرماتے ہیں :

وظاهره الاطلاق الشامل لكل	اور ظاہر اطلاق ہر زمان ومکان (قریب

Marfat.com

مکان و زمان و من خص	دلبعید) کو شامل اور جس نے اس کو زیارت
الرد بوقت الزیارۃ فعلیہ	کے ساتھ خاص کیا اسکے لیئے دلیل ضروری
البیان۔	ہے (جوکہ ہے نہیں)

(شرح الشفاء للعلی القاری ۲/۹۹م فصل فی تخصیصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بتبلیغ صلاۃ من صلی علیہ)

حضرت امام شہاب الدین الخفاجی المصری فرماتے ہیں:

وما قیل ان ردہ صلی اللہ	اور یہ جو کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم مختص بسلام	وسلم کا جواب دینا صرف زائر کے ساتھ
زائرہ مردود لعموم الحدیث	مختص ہے قول مردود ہے کیونکہ حدیث
فدعوی التخصیص تحتاج	میں عموم پایا جاتا ہے اور اس کی تخصیص
الدلیل ویردہ ایضاً الخبر	دلیل کی محتاج ہے اور اس کو خبر صحیح
الصحیح ما من احد یمر	بھی رد کرتی ہے کہ جو شخص اپنے مومن
بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ	بھائی کی قبر پہ گذرے اور وہ دنیا میں
فی الدنیا فیسلم علیہ الاعرفہ	اس کو جانتا ہو تو وہ اس کو سلام کرے تو
ورد علیہ السلام فلواختص	وہ اس کو پہچانتا ہے اور اس کو جواب
ردہ صلی اللہ علیہ وسلم لزائرہ	دیتا ہے۔ تو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
لم یکن لہ خصوصیہ بہ لما	صرف زائر کو ہی جواب دیں تو یہ آپ کی
علمت ان غیرہ یشارکہ	خصوصیت نہ ہو اس میں تو دوسرے لوگ
فی ذلک۔	بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں

(نسیم الریاض شرح الشفا للخفاجی ۳/۵۰۰ باب فی تخصیصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بتبلیغ صلاۃ من صلی علیہ)

Marfat.com

حضرت امام ابوالیمین ابن عساکر فرماتے ہیں :

واذا جاز ردہ صلی اللہ علیہ	جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زائرین کو
وسلم علی من یسلم علیہ من	سلام کا جواب دینا جائز ہے تو اسی
الزائرین لقبرہ جاز ردہ	طرح جمیع آفاق و اطراف سے جہاں
علی من یسلم علیہ من جمیع	سے بھی کوئی سلام کہے آپ کا جواب
الآفاق من امتہ بعد مسافة.	دینا جائز ہے چاہے وہ شخص کتنی ہی دور
(الجوھر المنظم للابن حجر مکی ۲۲	کی مسافت پہ ہو ۔
نسیم الریاض ، ۳/ ۵۰۰)	

تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دور و نزدیک کے سلام کہنے والے کو جواب دیتے ہیں اور یہ بھی متحقق ہو سکتا ہے جب کہ آپ سب کی سلاموں کو سماعت فرمائیں۔ اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کے سلام سنتے بھی ہیں اور ان کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں تو کتنے خوش قسمت اور عالی نصیب لوگ ہیں جنہوں نے اپنا وظیفہ و وطیرہ ہی الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ ! بنایا ہوا ہے ۔

یہ تو طے شدہ بات ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آدمی سلام کرے جواب بھی انہی الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے ۔ بلکہ اس سے بہتر الفاظ کے ساتھ ۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کو السلام علیکم کہتا ہے تو دوسرا بھی اس کے جواب میں وعلیکم السلام ہی کہے گا ۔ اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ السلام علی فلاں ! دوسرا بھی السلام علیٰ فلاں ہی کہے گا ۔ جب سُنّی عاشق لوگ حاضر کے صیغہ کے ساتھ السلام علیک یارسول اللہ عرض کرتے ہیں تو یقیناً پیارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک السلام یا فلان نام لے کر جواب دیتے ہیں تو وہ لوگ کتنے خوش بخت ہوئے جن کو اس طرح جواب سلام عطا ہو ۔

Marfat.com

اور کتنے بدبخت وہ لوگ ہیں جو خود تو اس عظیم نعمت سے محروم ہیں ہی دوسروں کو بھی دن رات روکنے اور ٹوکنے کی مذموم کوشش میں لگے رہتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ ہمیں ایسے بدعقیدہ لوگوں کے شر سے بچائے ۔

اعتراضات

بعض لوگوں نے اس صحیح حدیث پر بھی اعتراض کر کے اپنی قبر کی طرح صفحات سیاہ کیے ہیں ۔ آئیے ان لوگوں کے اعتراضات ملاحظہ کریں ۔ اور پھر ان کے جوابات ۔

مولوی شیر محمد مماتی نے لکھا ہے :

حضرت علامہ سید محمد حسین شاہ صاحب نیلوی مدظلہ العالی نے ندائے حق جزء ثانی از جلد اول ۱۳۲ تا ۱۳۳ پر اسی حدیث کے دو راویوں ابو صخر حمید بن زیاد اور یزید بن عبد اللہ بن قسیط پر مفصل جرح کر دی ہے ۔

(آئینہ تسکین الصدور، ۶۲)

تو قارئین کرام ! آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی اس حدیث شریف کے یہ دونوں راوی مجروح ہیں اور ان کی وجہ سے یہ حدیث واقعی ضعیف ہے ؟

ابو صخر حمید بن زیاد

اس کے بارے میں حضرت امام جمال الدین المزی نقل فرماتے ہیں :

قال عبد اللہ بن احمد بن حنبل : سئل ابی عن ابی صخر فقال لیس بہ باس وقال عثمان بن سعید الدارمی سألت یحیی بن معین : فقال	امام احمد نے فرمایا کہ لیس بہ باس ہے ۔ امام یحیی بن معین نے فرمایا کہ یہ ثقہ اور لیس بہ باس ہے۔

Marfat.com

ثقة لیس به بأس۔

(تہذیب الکمال، ۵: ۲۴۳)

امام ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی فرماتے ہیں:

روی عنه حیوة احادیث وهو عندی صالح الحدیث انما انکرت علیه هذین الحدیثین (المومن الموالف) وفی التدلیس اللذین ذکرتهما وسائر حدیثه أرجوان یکون مستقیما۔	اس سے حیوۃ نے احادیث روایت کی ہیں۔ وہ میرے نزدیک صالح الحدیث ہے اور اس کی صرف احادیث (المومن الموالف اور قدریہ کے بارے میں) کا انکار کیا گیا ہے جن دونوں کا ذکر میں نے کر دیا ہے اور بقیہ تمام احادیث میں میرے خیال میں یہ "مستقیم الحدیث" ہے۔

(الکامل لابن عدی، ۲: ۶۸۵)

امام دار قطنی فرماتے ہیں:

هو حمید بن زیاد مدنی ولکن کذا یقال۔ وهو ثقة۔	کہ حمید بن زیاد ثقہ ہے

(سوالات البرقانی للدارقطنی ص۲۳)

حضرت امام حافظ احمد بن عبداللہ ابی الحسن العجلی فرماتے ہیں:

حمید بن زیاد ابو صخر۔ ثقة۔	کہ یہ ثقہ ہے

(تاریخ الثقات للعجلی ۳۴۰)

امام ابن شاھین فرماتے ہیں:

حمید بن زیاد ابو صخر لیس به بأس۔ قال احمد وقال	کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح امام احمد اور امام یحیی بن معین نے فرمایا۔

Marfat.com

یحییٰ بن معین۔

(تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنھم العلم لابن شاھین، ۱۰۵)

امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں بیان فرمایا:

(کتاب الثقات لابن حبان، ۱۸۸/۶)

امام عثمان بن سعید الدارمی امام یحییٰ بن معین سے نقل فرماتے ہیں:

وسألتہ عن حمید بن زیاد الخراط فقال لیس بہ باس۔ کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(تاریخ عثمان بن سعید الدارمی، ۹۵)

ثابت ہوا کہ یہ راوی ثقہ اور ثبت ہے۔ اس پر امام احمد، یحییٰ بن معین اور امام نسائی سے جرح نقل کی گئی ہے۔

لیکن ساتھ ساتھ امام احمد و یحییٰ بن معین سے توثیق کے کلمات بھی مروی ہیں۔ لہٰذا یہ جرح مرجوح ہوگی یا پھر ان کی جرح و تعدیل میں توقف کیا جائے گا اور باقی صرف امام نسائی کی جرح رہ جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

حمید بن صخر لیس بالقوی

(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۲۸۸)

لیکن چونکہ یہ جرح مبہم ہے اس لیے قابل قبول نہیں ہے۔ اس کے معدلین بہت سارے محدثین ہیں جن میں سے کچھ کے حوالے گذر چکے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ یہ راوی ثقہ اور ثبت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

یزید بن عبداللہ بن قسیط

اس راوی پر دو طرح کے اعتراضات ہیں:

ایک یہ کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

(آئینہ تسکین الصدور، ۵۸، از شیر محمد مماتی، توحید خالص از مسعود الدین عثمانی، ۱۹:۲)

ہم کہتے ہیں کہ یہ راوی بھی ثقہ ہے اور اس پر جو جرح نقل کی گئی وہ مرجوح ہے۔ کیونکہ ایک تو معدلین کے جم غفیر کے خلاف صرف ابن ابی حاتم کی جرح ہے اور وہ بھی بہت ہی ہلکے درجے کی ہے اور ہے بھی جرح مبہم۔ ملاحظہ فرمائیں اس راوی کے بارے میں محدثین کی آرار۔

حضرت امام ابن شاہین فرماتے ہیں:

یزید بن عبداللہ بن قسیط ثقة	کہ یہ ثقہ ہے

(تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم صہ ۳۴۸)

امام عثمان بن سعید الدارمی امام یحییٰ ابن معین سے نقل فرماتے ہیں:

سألته عن یزید بن عبداللہ بن قسیط ماحاله. فقال صالح۔	میں نے امام یحییٰ سے یزید کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ تو فرمایا صالح ہے۔

(تاریخ عثمان بن سعید الدارمی صہ ۲۳)

امام جمال الدین المزی نقل فرماتے ہیں:

قال اسحق بن منصور عن یحیی بن معین: صالح، لیس به بأس وقال النسائی: ثقة: وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات وقال ابواحمد بن عدی مشهور عندهم	امام ابن یحیی بن معین نے فرمایا کہ یہ صالح ہے اور اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے۔ امام نسائی نے اس کو ثقہ فرمایا۔ امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ امام ابن عدی نے فرمایا کہ یہ روایات

Marfat.com

بالروایات - وقد عنه مالک	میں محدثین کے نزدیک مشہور ہے اور
غیر حدیث وھو صالح	امام مالک نے اس سے کئی احادیث لی
الروایات و قال ابراھیم بن	ہیں اور وہ صالح الروایات ہے۔
سعد عن محمد بن اسحق	امام ابراہیم بن سعد نے کہا کہ امام
حدثنی یزید بن قسیط و	محمد بن اسحق نے فرمایا مجھے خبر دی یزید
کان فقیھا ثقة ، وکان ممن	بن قسیط نے جو کہ فقیہ اور ثقہ تھا کہ
یستعان به علی الاعمال	اس کے ساتھ اعمال خیر اور فقہ میں
لامانته و فقھه.... زاد ابن	مدد حاصل کی جاتی ہے امام ابن سعد
سعد وکان ثقة ، کثیر	نے اتنا زیادہ کیا کہ وہ ثقہ اور کثیر الحدیث
الحدیث۔	ہے

(تھذیب الکمال للمزی ۲۰ : ۳۳۹)

امام مزی نے اس راوی کے بارے میں کوئی ایک بھی جرح کا کلمہ نقل نہیں فرمایا:

امام ذہبی نے فرمایا :

وثقه	کہ اس کی توثیق کی گئی ہے

(الکاشف ۳ : ۲۶۶)

تو ثابت ہوا کہ یہ راوی زبردست ثقہ ہے اور مماتیوں نے اپنے ضعیف ایمان کی وجہ سے اس کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اب آئیے دیکھیں کہ جارحین نے اس کے بارے میں کیا کہا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے ؟

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی نے لکھا ہے :-

"ابن حبان کہتے ہیں ربما اخطا (کبھی کبھی خطا کرتا ہے) امام مالک کہتے ہیں

Marfat.com

لیس ھناك یعنی قوی نہیں ہے ۔ (تہذیب التہذیب، ۳۴۲-۳۴۳ جلد ۱۱)

ابن حبان ایک جگہ لکھتے ہیں :

کان ردی الحفظ — ردی (خراب) حافظہ کا مالک تھا

امام رازی لکھتے ہیں کہ میرے باپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

لیس بقوی — مضبوط نہیں ہے ۔

(توحید خالص، ۲ : ۱۹)

افسوس کہ یہ جاہل شخص ایک نئے فرقے کا بانی ہے اور اصول جرح و تعدیل سے بالکل ہی ناواقف و جاہل ہے ۔ اور ثقہ راوی کو جرح مبہم کے ساتھ مجروح و ناقابلِ اعتماد ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کر رہا ہے ۔

اس میں جہاں تک امام مالک کی جرح کا تعلق ہے تو یہ جرح نہیں بلکہ تعدیل ہے جیسا کہ علامہ ابن عبد البر نے فرمایا ہے کہ :

ویزید قد احتج بہ مالک فی مواضع من الموطا وھو ثقۃ من الثقات ۔ — یزید سے امام مالک نے مؤطا میں کئی مقامات پر احتجاج کیا ہے اور وہ ثقات راویوں میں سے ایک ثقہ راوی ہے

(تہذیب التہذیب ۱۱ : ۳۴۳)

اور جہاں تک امام ابن حبان کی جرح کا تعلق ہے تو امام ابن حبان نے اس راوی کو اپنی کتاب الثقات ، ۵ : ۵۴۳ میں ذکر کیا ہے ۔ اور کہا کہ ربما اخطاء کہ کبھی کبھی غلطی کر جاتا ہے ۔ جبکہ دوسری طرف جو کہ ابن الھادی نے نقل کیا ہے کہ یہ راوی ردی الحفظ ہے اور ابن عبد الھادی نے یہی نقل کیا ہے کہ ابن حبان نے اس کو اہل مدینہ کے اجل تابعین میں ذکر کیا ہے ۔ لہٰذا ابن حبان کے کلام میں تضاد ہے لہٰذا یہ ساقط الاعتبار ہے ۔ نہ اس کی جرح کی حیثیت ہے اور نہ ہی توثیق کی کوئی حیثیت رہ جاتی ہے ۔

Marfat.com

باقی رہ گئی ابن ابی حاتم رازی کی جرح کہ یہ راوی لیس بقوی ہے تو یہ جرح غیر مفسر مبہم ہے لہٰذا اصول کے تحت یہ جرح مردود ہے۔

اور ویسے بھی یہ ایسی جرح ہے ہی نہیں کہ اس کی حدیث کو ضعیف قرار دے دیا جائے۔ جیسا کہ خود ابن حاتم نے بیان فرمایا کہ:

و اذا قالو لیس بقوی فھو بمنزلة الاولی فی کتبه حدیثه الا انه دونه۔	اور جب کہتے ہیں کہ یہ لیس بقوی ہے تو یہ بمنزلہ پہلی جرح کے ہے لیکن اس سے کمزور درجہ ہے۔

(الجرح والتعدیل، ۲: ۲۷ باب بیان درجات رواة الآثار)

یعنی ایسے راوی کی حدیث لکھی جائے گی جیسا کہ امام سیوطی نے نقل فرمایا:

و قولھم لیس بقوی یکتب حدیثه وھو دون لین	یعنی علماء کا قول لیس بقوی اس کی حدیث لکھی جائے گی اور یہ کمزور سے دوسرا درجہ ہے۔

(تدریب الراوی ۱: ۳۴۶)

امام نووی نے اس عبارت کو کتاب ارشاد طلاب الحقائق الی معرفة سنن خیر الخلائق ۱: ۳۳۰ میں بیان فرمایا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی یہ روایت بھی صحیح ہے۔

دوسرا اعتراض

ابن تیمیہ نے کہا کہ ایسے لگتا ہے کہ یزید نے ابو ہریرة کو نہیں پایا اور یزید بن عبداللہ خود ضعیف ہے۔ اور ابو ہریرہ سے اس کی روایت کے سماع میں نظر ہے۔

(آئینہ تسکین الصدور)

یہ ابن تیمیہ کا یا تو تعصب ہے یا پھر جہالت کیونکہ اس کی روایت حضرت ابو ہریرة

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے حضرات کے سامنے ابن تیمیہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے اس کی روایت کرنے والے حضرت امام بخاری، امام ابوداؤد وغیرہ ہیں۔ امام بخاری نے "الادب المفرد" میں اسی کی حضرت ابوہریرہ سے روایت لی ہے۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

یروی عن ابن عمر وابی ھریرۃ (کتاب الثقات، ۵: ۵۲۳)

امام ابن حاتم لکھتے ہیں:

روی عن ابن عمر وابی ھریرۃ وابی رافع۔

(الجرح والتعدیل، ۹: ۲۷۳)

جبکہ حضرت علامہ امام جمال الدین المزی امام ابن حجر عسقلانی امام ذہبی تمام نے بیان فرمایا کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

اور ویسے بھی امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ ۱۲۲ ھج میں فوت ہوا اور ابوحسان الزیادی نے کہا کہ اس نے ۹۰ سال عمر پائی کذا فی تھذیب الکمال، ۲۰: ۳۳۹ تو اس لحاظ سے اس کی ولادت ۳۲ ھج قرار پاتی ہے جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۸ ھج ہے تو درمیان میں ۲۶ سال کا طویل عرصہ اور محدثین کے اصول کے مطابق امکان لقاء کا کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۷

وفی ھذا المعنی الحدیث الذی اخبرنا ابوالقاسم علی بن الحسن بن علی الطھمانی ثنا ابوالحسن محمد بن محمد الکارزیّ ثنا علی بن عبدالعزیز ثنا ابونعیم ثنا سفیان عن عبد اللہ بن السائب عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیْ السَّلَامَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو کہ زمین میں سیر کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

تخریج حدیث

۱- السنن (المجتبیٰ)	للنسائی	۱:۱۸۹	باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲- مسند	للامام احمد	۱:۳۸۷	عن ابن مسعود
۳- السنن الکبریٰ	للنسائی	۱:۳۸۰	" "
۴- مصنف	ابن ابی شیبہ	۲:۵۱۷	
۵- مصنف	عبدالرزاق	۲:۲۱۵	

Marfat.com

٦- الصحیح	لابن حبان	۳ : ۳۸۰	ذکر البیان بأن سلام المسلم علی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۷- موارد الظمآن	الھیثمی	۵-۵۹۴	حدیث نمبر (۲۳۹۳)
۸- مسند	لابی یعلی الموصلی	۵ : ۱۰۴	تعلیق اثری
۹- مستدرک	للامام حاکم	۲ : ۴۲۱	وقال صحیح الاسناد - کتاب التفسیر -
۱۰- کتاب الصلوٰۃ علی النبی ابن ابی عاصم ص۲۹ برقم ۲۸			باب فضائل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱- فضل الصلاۃ علی النبی	للقاضی اسمٰعیل		ص۱۱ حدیث نمبر ۲۱
۱۲- اخبار اصبھان	لابی نعیم	۲ : ۲۰۵	
۱۳- حلیۃ الاولیاء	" "	۴ : ۲۰۱، ۸ : ۱۳۰	
۱۴- تہذیب تاریخ دمشق	امام ابن عساکر	۴ : ۱۶۵، ۲ : ۲۵۶، ۲ : ۴۴۶	
۱۵- مسند	امام عبداللہ بن مبارک ۳۰		
۱۶- المعجم الکبیر	للطبرانی	۱۰ : ۲۷۰	
۱۷- السنن	للامام الدارمی	۲ : ۲۲۵	
۱۸- طبقات الشافعیۃ الکبریٰ	امام تاج الدین السبکی	۱ : ۱۴۱	طبع جدید
۱۹- شرح السنۃ	للامام البغوی	۳ : ۱۹۷	
۲۰- تفسیر القرآن	" "	۳ : ۵۴۳	
۲۱- تاریخ بغداد	خطیب بغدادی	۹ : ۱۰۴	
۲۲- کتاب الزھد	عبداللہ بن مبارک	۳۶۴	الجزء الثامن باب ذکر اللہ عزوجل
۲۳- کتاب العظمۃ	ابوالشیخ	۳ : ۹۹۱	ذکر خلق جبرئیل علیہ السلام روح الامین
۲۴- شعب الایمان	للامام بیہقی	۲ : ۲۱۸	باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ وتوقیرہ
۲۵- عمل الیوم واللیلۃ	للامام نسائی	۱۶۷	باب فضل السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۶- رسائل القشیریہ	للامام قشیری	۱۲	

Marfat.com

۲۷- کشف الاستار عن زوائد البزار للهیثمی ۱: ۳۹۷ باب ماتحصل لامتہ منہ فی حیاتہ وبعد مماتہ

۲۸- الدعوات الکبیر ۱: ۱۴۲ حدیث نمبر ۱۵۹

۲۹- کتاب العاقبۃ للعبدالحق الاشبیلی ۱۱۹

۳۰- الوفا لابن الجوزی ۸۱۰

۳۱- شفاء السقام تقی الدین السبکی ۱۸۲

یہ حدیث بھی الحمدللہ صحیح ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی زندگی پر زبردست دلیل ہے۔ مختلف حضرات محدثین کرام نے اس کو صحیح فرمایا ہے جیسا کہ

حضرت ملا علی قاری نے فرمایا:

وفیہ اشارۃ الی حیاتہ الدائمۃ فرحہ ببلوغ سلام امتہ الکاملۃ وایما الی قبول السلام (مرقات شرح مشکوٰۃ ۲: ۳۴۱ باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہا الفصل الثانی)	اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حیات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے پہنچنے سے خوشی اور آپ کا اس سلام کو قبول کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت علامہ عزیزی فرماتے ہیں:

حدیث صحیح (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر ۲: ۱۱۱)	یہ حدیث صحیح ہے

حضرت امام عبدالرؤف المناوی فرماتے ہیں:

قال الحاکم صحیح واقرہ الذہبی ...... قال الحافظ العراقی الحدیث متفق علیہ دون قولہ سیاحین (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۲: ۴۷۹)	امام حاکم نے فرمایا کہ صحیح ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی امام حافظ عراقی نے فرمایا کہ اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے سوائے کلمہ سیاحین کے۔

Marfat.com

حضرت امام الحافظ نورالدین علی بن ابی الھیثمی رح ۸۰۷ھ فرماتے ہیں:

رواہ البزار و رجالہ رجال	امام بزار نے اس کو صحیح کے راویوں
الصحیح	سے روایت کیا ہے

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد ۹ : ۲۴)

حضرت امام نورالدین علی احمد السمھودی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:

و روی البزار برجال الصحیح	اس کو امام بزار نے صحیح و ثقہ راویوں
(وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ	سے روایت کیا ہے

۴ : ۱۳۵۳ باب حیاۃ الانبیاء)

حضرت امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں:

رواہ النسائی و اسماعیل	اس کو امام نسائی اور امام قاضی
القاضی وغیرھما من طرق	اسماعیل وغیرھما نے اس کو مختلف اسناد
مختلفۃ باسانید صحیحۃ	صحیحہ کے ساتھ روایت کیا اور ان
لا ریب فیھا۔	کی صحت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

(شفاء السقام - ۵۴ باب فی علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمن یسلم علیہ)

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:

وھذا اسناد صحیح	اور یہ سند صحیح ہے

(جلاء الافہام ۲۳ طبع نوریہ رضویہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

و نسائی باسناد صحیح از عبداللہ	اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت
بن مسعود رضی اللہ عنہ:	عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ، ۱۸۱ مطبوعہ نول کشور ۱۸۶۹ء)

حضرت علامہ امام احمد شہاب الدین الخفاجی المصری فرماتے ہیں :

رواہ احمد والنسائی والبیہقی
والدارمی وابن حبان وابونعیم
والخلعی بسند صحیح ۔

امام احمد ۔ نسائی ۔ بیہقی : دارمی ۔
ابن حبان ۔ ابونعیم اور خلعی نے اس کو
صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے ۔

(نسیم الریاض شرح الشفا ۴ : ۵۰۰ فصل تخصیصہ علیہ الصلاۃ والسلام تبلیغ صلاۃ من صلی علیہ او سلم من الانام)

حضرت امام مجد الدین الفیروز آبادی ۸۱۷ھ فرماتے ہیں :

رواہ النسائی فی الیوم واللیلۃ
وابوحاتم البستی والامام احمد
واسماعیل القاضی باسانید
صحیحۃ ۔

امام نسائی ، امام ابوحاتم البستی ، امام احمد
اور قاضی اسماعیل نے اس کو باسانید صحیحہ
روایت کیا ہے ۔

(الصلات والبشر ، ۱۰۸)

علامہ ابن عبد الهادی شاگرد ابن تیمیہ نے لکھا :

وشعبۃ عن عبد اللہ بن
السائب عن زاذان عن ابن
مسعود وھو الصحیح ۔
(الصارم المنکی ۔ ۲۶۶)

امام شعبہ نے عبد اللہ بن سائب سے ،
انہوں نے زاذان سے اور انہوں نے
حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت
کی ۔ اور یہ روایت صحیح ہے ۔

حضرت علامہ محمد بن محمد الخانجی البوسنوی شارح کتاب ھذا فرماتے ہیں :

حدیث ابن مسعود اخرجہ
النسائی واحمد والحاکم و

اس کا اخراج امام نسائی ۔ احمد ۔ حاکم
نے کیا اور اس کو صحیح کہا اور امام دارمی

صحیحه والدارمی والبیهقی	اور بیہقی نے شعب الایمان اور
فی شعب والبزار وابن	بزار وابن حبان نے اپنی صحیح میں
حبان فی صحیحة فقال الخفاجی	کہا اور امام خفاجی نے کہا اس کی
اسناد صحیح۔	اسناد صحیح ہیں۔

(شرح حیاۃ الانبیاء ۱۶)

یہ حدیث شریف بھی الحمدللہ سند کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے اور واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منور میں زندہ ہیں مومنین کے درود وسلام آپ پر پیش کئے ہیں اگر آپ معاذاللہ زندہ نہ ہوتے تو درود وسلام کا فرشتوں کے ذریعے لے جانا محض بے کار ثابت ہوگا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری ذات (یبلغونی) کو فرشتے سلام پہنچاتے ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس روح اور جسم کے مجموعے کا نام ہے آپ نے یہ فرمایا نہیں کہ: یبلغون روحی) کہ وہ میری روح کو سلام پہنچاتے ہیں۔ یا اگر صرف جسم پر پیش کرتے تو آپ ارشاد فرماتے کہ صرف میرے جسم کو سلام پہنچاتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ذات اقدس کا تذکرہ فرمایا ہے جو کہ روح اور جسم کا مرکب ہے۔

اعتراضات اور ان کا رد

اس روایت پر بھی شان رسالت کے بعض منکرین نے چند بے سروپا اعتراضات کئے ہیں۔ ہماری نظر میں پہلا اعتراض کہ اس کے راویوں میں ایک راوی سفیان ثوری ہیں جو کہ مدلس ہیں اور وہ یہ روایت: عن: کے ساتھ کر رہے ہیں لہٰذا یہ روایت ضعیف اور مردود ہے۔ (آئینہ تسکین الصدور، ۹۲ از بشیر محمد مماتی دیوبندی)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مدلس راوی کا عنعنہ مردود ہوتا ہے لیکن معترض نے کما حقہ تتبع نہیں کیا اور یہ فعل اہل علم کے نزدیک جہالت ہے کیونکہ اس روایت میں سفیان ثوری

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے تحدیث کی صراحت کی ہے جیسا کہ حضرت امام اسماعیل بن اسحاق القاضی نے صراحت فرمائی ہے۔

حدثنا مسدد قال یحیی عن
سفیان حدثنی عبد اللہ بن
السائب۔

(فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۱)

اور حضرت علامہ تقی الدین السبکی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

وصرح الثوری باسماع	امام سفیان ثوری نے سماع کی صراحت
فقال حدثنی عبد اللہ بن	فرمائی ہے اور حدثنی عبد اللہ بن السائب
السائب ھکذا فی کتاب	کہا ہے جیسا کہ کتاب فضل الصلاۃ
القاضی اسماعیل، وعبد اللہ	علی النبی: میں ہے اور عبد اللہ
بن السائب وزاذان روی	بن السائب اور زاذان سے امام مسلم
لھما مسلم ووثقھما ابن	نے روایت لی ہے اور امام ابن معین
معین فالاسناد واذا صح۔	نے ان دونوں کو ثقہ کہا ہے پس یہ
(شفاء السقام۔ ۵۰)	سند صحیح ہے۔

تو اس عبارت سے ثابت ہوا کہ یہ اعتراض بالکل غلط اور عدم تتبع کا نتیجہ ہے بلکہ سراسر جہالت و حماقت ہے۔

دوسرا بڑا اعتراض جو اس حدیث شریف پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا ایک راوی زاذان ضعیف ہے۔ (ملاحظہ ہو توحید خالص ص۱ از مسعود الدین عثمانی و آئینہ تسکین الصدور ص۹ از شیر محمد دیوبندی مماتی۔

یہ ٹھیک ہے کہ بعض محدثین نے اس راوی پر جرح کی ہے لیکن وہ ایسی جرح نہیں

Marfat.com

ہے کہ جس کی وجہ سے یہ راوی متروک اور بالکل ضعیف گردانا جائے بلکہ اکثر جرحیں تو مبہم ہیں جو کہ مرجوح ہیں جبکہ اس کے معدلین جارحین سے زیادہ ثقہ اور معتبر ہیں۔

امام ذہبی لکھتے ہیں:

ثقة

(الکاشف، ۱: ۲۴۶)

امام عجلی فرماتے ہیں:

ثقة	(ثقہ ہے)

(تاریخ ثقات ص۱۶۳)

امام ابن عدی فرماتے ہیں:

واحادیثه لا بأس بها اذا روی عنه ثقة: وانما رماه من رماه بکثرة کلامه	اس کی احادیث میں کوئی حرج نہیں (صحیح ہیں) جب اس سے راوی ثقہ ہو۔ اور اس میں صرف اس کے کثرت کلام کی وجہ سے کلام کیا ہے۔

(الکامل، ۳: ۱۰۹۱)

اور امام یحییٰ بن معین نے فرمایا:

ثقة لا تسأل عن مثل هولاء۔	یہ ایسا ثقہ ہے کہ اس جیسوں کے بارے میں سوال ہی نہ کرو۔

(تہذیب الکمال، ۲۵۲)

امام ابن سعد نے کہا کہ:

ثقہ اور کثیر الحدیث ہے۔

(تہذیب التہذیب، ۳: ۳۰۳)

امام خطیب بغدادی نے فرمایا کہ ثقہ ہے (تاریخ بغداد ۸: ۲۸۷)

Marfat.com

علامہ ابن القیم نے لکھا ہے :

وزاذان من الثقات، روی عن اکابر الصحابة کعمر وغیرہ وروی له مسلم فی صحیحة ! قال یحیی بن معین : ثقة . وقال حمید بن هلال وقد سئل عنه : هو ثقة لا تسأل عن مثل هولآء .
(کتاب الروح ص۸۰ المسألة السادسة.

زاذان ثقہ راویوں میں سے ہے۔ بڑے بڑے صحابہ کرام جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرتا ہے۔ اس سے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا ثقہ ہے۔ حمید بن ہلال نے کہا ایسا ثقہ ہے کہ ان جیسوں کے بارے میں سوال نہ کرو۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ راوی ثقہ ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس کو امام حاکم نے : لیس بالمتین کہا ہے اور یہ جرح مفسّر ہے تو ہم عرض کریں گے کہ اگر یہ جرح مفسّر ہے تو علمائے غیر مقلّدین کیا فرمائیں گے اس مسئلہ میں کہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں وہابیہ کی مؤید حدیث ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ جو کہ مسلم شریف میں : من صلی صلاۃ فلم یقرأ فیها بام القرآن فھی خداج خداج . غیر تمام . میں راوی علاء بن عبدالرحمٰن پر بھی یہی جرح ہے تو کیا وہ اس حدیث کو چھوڑنے پر راضی ہوں گے۔؟

اور اسی طرح فاتحہ خلف الامام کے سلسلہ میں مرکزی راوی مکحول شامی پر بھی یہی جرح ہے تو کیا وہ بھی مردود ہو گا ؟

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی نے یہ جرح نقل کی ہے

"سلمہ بن کہیل نے کہا کہ ابو البختری کو میں اس سے اچھا سمجھتا ہوں"۔

(توحید خالص دوسری قسط ص۱۵)

عثمانی نے اس سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ زاذان ضعیف راوی ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۸

واخبرنا ابوالحسین بن بشران و ابوالقاسم عبد الرحمٰن بن عبید اللہ الحرقی قالا أنبا حمزہ بن محمد بن العباس ثنا احمد بن الولید ثنا ابو احمد الزبیری ثنا اسرائیل عن ابی یحییٰ عن مجاھد عن ابن عباس قال:

لَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ وسلم یُصَلِّیْ عَلَیْہِ صَلَاۃً اِلَّا وَھِیَ تَبْلُغُہٗ، یَقُوْلُ لَہُ الْمَلَکُ: فُلَانٌ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ کَذَا وَکَذَا صَلَاۃً۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا جو فرد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے وہ آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ ایک فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہے کہ فلاں آدمی آپ پر اس اس طرح درود شریف پڑھتا ہے۔

حالانکہ یہ جرح تو ہے ہی نہیں کیونکہ ابوالبختری سعید بن فیروز الطائی ثقہ اور ثبت راوی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (تہذیب الکمال ۷/۲۷۹)

تخریج حدیث

مسند اسحاق بن راہویہ لامام اسحاق بن راہویہ بحوالہ القول البدیع للسخاوی، ۱۵۳ الباب الرابع

طبقات الشافعیہ الکبریٰ امام عبدالوہاب السبکی، ۱: ۱۶۹

یہ روایت بظاہر موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے کیونکہ ایسے الفاظ محض اجتہاد سے نہیں کیے جا سکتے۔

اور یہ اصول ہے کہ جب صحابی رضی اللہ عنہ ایسے الفاظ فرمائے جو اجتہادی نہ ہوں تو

Marfat.com

وہ روایت مرفوع شمار ہوگی۔

تو اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے پاس کھڑا رہتا ہے۔ جب بھی کوئی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس آدمی کا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

اس حدیث شریف کا ایک معروف شاہد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔

عن عمار رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلّٰہ سبحانہ و تعالیٰ ملکا اعطاء اسماع الخلائق کلھا قائم علی قبری الی یوم القیامۃ فما من احد یصلی علی صلاۃ الا ابلغنیھا۔

اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے تمام مخلوق کی بات سن لینے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ قیامت تک وہ میری قبر منورہ پر کھڑا ہے جو کوئی بھی مجھ پہ درود پڑھتا ہے یہ فرشتہ مجھ کو وہ درود پہنچا دیتا ہے۔

تخریجِ حدیث

۱۔ مسند البزار امام بزار، ۴ : ۴۷ (کشف الاستار) باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ التاریخ الکبیر امام بخاری، ۶ : ۴۱۶
۳۔ الکامل امام ابن عدی، ۵ : ۱۷۷
۴۔ القند فی ذکر علماءِ سمرقند امام عمر بن محمد النسفی، ۵۵۰
۵۔ الضعفاء الکبیر لامام عقیلی، ۳ : ۲۴۹

Marfat.com

۶۔ کتاب العظمۃ امام ابوالشیخ الاصبھانی ، ۲ : ۷۶۳ باب ذکر الملائکۃ الموکلین فی السموات والارضین۔
۷۔ کتاب المعجم لابی سعید احمد بن محمد ابن الاعرابی ، ۱ : ۲۶۰
۸۔ الترغیب والترہیب امام ابوالقاسم الاصبھانی قوام السنۃ ، ۲ : ۳۱۹ (الترغیب فی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)
۹۔ طبقات الشافعیہ الکبرٰی للتاج الدین السبکی ، ۱ : ۱۶۹
۱۰۔ المعجم الکبیر للامام طبرانی (بحوالہ القول البدیع) ص ۱۱۲
۱۱۔ تاریخ دمشق للامام ابن عساکر "
۱۲۔ مسند للامام حارث (بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث ۲/۹۶۳ برقم ۱۰۶۳
۱۳۔ کتاب الصلوٰۃ ابن ابی عاصم ص ۴۳ برقم (۵۱)
۱۴۔ امالی لابن الجراح القول البدیع
۱۵۔ احکام ابوعلی الحسن بن نصر الطوسی " ص ۱۱۲ للامام سخاوی
۱۶۔ الجرح والتعدیل ابن ابی حاتم ، ۶ : ۲۹۶ باب الحاء

اور بعض روایات میں یہ الفاظ زیادہ ہیں :

یا احمد فلان بن فلان یصلی علیک یسمیہ باسمہ واسم ابیہ فیصلی اللہ علیہ مکانہا عشرًا۔	فرشتہ عرض کرتا ہے یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم فلاں بیٹا فلاں کا اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر کہتا ہے کہ اس نے آپ پر درود پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس شخص پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے ۔

۱۷۔ (کتاب المعجم لابن الاعرابی، ۱ : ۲۰۶)

اور بعض روایات میں عشرًا کی جگہ یہ الفاظ ہیں :

أن یصلی علی ذلک العبد عشرین	کہ اس بندہ پر اللہ تعالیٰ ہر درود شریف

Marfat.com

بکل صلاۃ ۔ کے بدلے بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے ۔ (عقیلی ۳ : ۲۴۹)

تو اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے ۔ جب ایک فرشتہ مدینہ شریف میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ کھڑا ہو کر ساری کائنات کی آوازیں سن سکتا ہے اور یہ شرک نہیں تو پھر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کے بارے میں شک کرنا اور اس کو شرک کہنا کہاں کی مسلمانی ہے ؟

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

ای قوۃ یقتدر بھا علی سماع ما ینطق بہ کل مخلوق من انس وجن وغیرھما. (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۲ : ۴۸۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ انسان اور جن اور اس کے سوا تمام مخلوق الٰہی کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اس کو سنتا ہے ۔

حضرت علامہ العزیزی تحریر فرماتے ہیں :

فی ای موضع کان

یعنی چاہے وہ آواز کہیں کی بھی ہو، دور و نزدیک کسی جگہ کی قید نہیں ہے ۔

امام العزیزی ہی فرماتے ہیں :

قال الشیخ حدیث حسن

کہ یہ حدیث حسن ہے ۔

حضرت علامہ زرقانی مالکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ای قوۃ یقتدر بھا علی سماع

یعنی اس کو اتنی قوت دی گئی ہے ۔

Marfat.com

ماینطق بہ کل مخلوق من انس وجن وغیرھما۔ (زرقانی شرح المواھب ۵: ۳۳۶)	کہ وہ کائنات کی جملہ مخلوق کے جو منہ سے نکلتا ہے جن وانس وغیرھا سے وہ اسے سننے کی قدرت رکھتا ہے۔

علامہ ابن القیم نے تحریر کیا ہے:

وقد صح عنہ ان اللہ وکل بقبرہ ملائکۃ یبلغونہ عن امتہ السلام۔ (کتاب الروح ۷۳ (المسألۃ السادسۃ اعادۃ الروح المیت فی القبر)	اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قبر پہ فرشتے موکل فرمائے ہیں جو کہ آپ کی امت کا سلام آپ کو پہنچاتے ہیں۔

توحدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دور و نزدیک سے سننا اور ہر مخلوق کی آواز سننا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کی عطا اور مہربانی کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے جسے وہ چاہے یہ طاقت عنایت فرمادے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔

تو یہاں سے ان لوگوں کی جہالت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ جو فوراً ایسے معاملات پر شرک کا فتویٰ جڑ کر خود گمراہی کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔

یہ قوت سماعت ایک ایسے فرشتے کی ہے جو کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام اور امتی ہے۔ جب یہ امتی کا حال ہے آقا کا کیا حال ہوگا؟

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ تو شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

قبر شریف پر کھڑے فرشتے کا اسم مبارک

اس مبارک فرشتے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر مؤکل ہے کے نام کے بارے میں بعض کتابوں میں ہے ۔

حضرت علامہ جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں :

الملك المؤكل بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی اعطی اسماع الخلائق وقیل اسماؤھم اسمه مطروس۔ (الکنز المدفون والفلك المشحون للسیوطی، ٣٦٦)	وہ فرشتہ جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر موکل ہے جس کو تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت عنایت فرمائی گئی ہے کہا گیا ہے کہ فرشتوں کے نام ہیں اور اس موکل فرشتہ کا نام مطروس (علیہ السلام) ہے ۔

جبکہ اس کے برعکس حضرت علامہ مجد الدین الفیروز آبادی اور حضرت علامہ شمس الدین السخاوی نے ابن بشکوال کے حوالہ سے اس مبارک فرشتہ کا نام "منطروس" نقل فرمایا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں الصلات و البشر، ۱۰۳ اور القول البدیع، ۱۱۶ ۔

ممکن ہے کہ علامہ سیوطی کی کتاب میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے میم کے بعد نون چھوٹ گیا ہو۔ یا اس کے الٹ بھی ہو سکتا ہے ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اعتراض

اس حدیث شریف پر ایک تو اعتراض یہ کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ امام ذہبی نے کیا ہے :

تفرد به اسماعیل بن ابراهیم — کہ اس روایت میں نعیم بن ضمضم سے

Marfat.com

إسناداً و متناً — اسماعیل بن ابراہیم روایت کرنے

(میزان الاعتدال' ۱:۲۱۳) — میں متفرد ہے (اور وہ ہے بھی ضعیف)

جواب

حیرت ہے کہ امام ذہبی جیسا متبحر عالم دین فرما رہا ہے کہ اس حدیث میں اسماعیل بن ابراہیم متفرد ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اسی کے متابع امام بزار کی سند میں:

ابو احمد اور امام سفیان بن عینیہ ہیں۔

اور ابن الاعرابی کی سند میں اس کا متابع ابو خالد القرشی یعنی عبد العزیز بن ابان ہے۔

اور امام عقیلی کی سند میں اس کا متابع علی بن القاسم الکنزی ہے۔

اور امام ابو الشیخ ابن حیان کی سند میں اس کا متابع قبیصہ بن عقبہ ہے۔

جب اس کے اتنے متابع موجود ہیں تو پھر یہ اعتراض بالکل بے کار ہے کہ اس میں اسماعیل بن ابراہیم متفرد ہے۔

دوسرا اعتراض

اس روایت کی سند میں نعیم بن ضمضم ہے جس کے بارے میں امام ذہبی نے لکھا ہے:

ضعفه بعضهم — اس کو بعض نے ضعیف کہا ہے۔

(میزان الاعتدال ۴:۲۷۰)

جواب

سوال یہ ہے کہ وہ بعض کون ہیں کہ جنہوں نے اس کو ضعیف کہا ہے جب تک

Marfat.com

جارح کا پتہ نہ ہو جرح بیکار ہے۔

حضرت امام علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وما عرفت الی الآن من ضعفه.
میں ابھی تک نہیں جان سکا کہ اس کو ضعیف کہنے والا کون ہے۔

(لسان المیزان، ۶: ۱۶۹)

تیسرا اعتراض

اس روایت میں عمران بن الحمیری جس کے بارے میں امام منذری فرماتے ہیں:

لا یعرف
یعنی یہ مجہول ہے کون ہے پتہ نہیں ہے۔

الترغیب والترھیب، ۲: ۵۰۰)

جواب

یہ راوی مجہول نہیں بلکہ ثقہ ہے جیسا امام سخاوی فرماتے ہیں:

بل ھو معروف
یعنی یہ مجہول نہیں بلکہ معروف ہے۔

(القول البدیع، ۱۱۲)

امام ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ملاحظہ فرمائیں کتاب الثقات ۵: ۲۲۳

مولوی عبد الرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہے:

فان المحدثین قد اعتمدوا بثقات ابن حبان وصرحوا بانه یرتفع الجھالة عمن قیل انه مجھول بتوثیقه۔

بے شک محدثین نے ابن حبان کی ثقات پر اعتماد کیا ہے اور انہوں نے صراحت کی ہے کہ ابن حبان کا کتاب الثقات میں ذکر کرنا راوی کو جہالت سے

(ابکار المنن فی تنقید آثار السنن ص۱۲۹ باب فی القرآۃ خلف الامام) نکال دیتا ہے (یعنی اس راوی سے جہالت اٹھ جاتی ہے)

اور پھر اس حدیث کے شواہد بھی موجود ہیں لہٰذا یہ اپنے شواہد کے ساتھ حسن یا صحیح حدیث ہے:

شاہد نمبرا

قال الدیلمی انبانا والدی انبانا ابوالفضل الکرابیسی انبانا ابوالعباس بن ترکان حدثنا موسٰی بن سعید حدثنا احمد بن حماد بن سفیان حدثنی محمد بن عبد اللہ بن صالح المروزی حدثنا بکر بن خداش عن فطر بن خلیفۃ عن ابی الطفیل عن ابی بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا الصلاۃ علی فان اللہ وکل بی ملکا عند قبری فاذا صلی علی من امتی قال: ذلک الملک یا محمد ان فلان بن فلان صلی علیک الساعۃ.

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے پس جب میری امت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے اس گھڑی آپ پر درود پڑھا ہے۔

(الدیلمی فی مسند الفردوس بحوالہ کنز العمال ۱: ۴۹۴، زرقانی ۵: ۳۳۵، اللالی المصنوعۃ للسیوطی ۱: ۲۸۴ کتاب المناقب)

Marfat.com

شاہد نمبر ۲

عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی صلاۃ صلی اللہ علیہ عشرا بھا ملک موکل حتی یبلغنیھا (المعجم الکبیر للطبرانی، القول البدیع ۱۱۳ ، جلاء الافہام ۹۴)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں فرمائیں گے۔ اور ایک فرشتہ مقرر ہے جو کہ مجھے وہ درود شریف پہنچا دیتا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ یہ حدیث شریف اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۹

اخبرنا علی بن محمد بن لبشران أنبأ ابو جعفر الرازی ثنا عیسی بن عبد اللہ الطیالسی ثنا العلاء بن عمرو الحنفی ثنا ابو عبد الرحمٰن عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:

مَن صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیًا منہ اُبلغتُہٗ

ابو عبد الرحمٰن ھذا ھو محمد بن مروان السدی فیما أری وفیہ نظر وقدمضی مایوکدہ۔

بسند مذکورہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پہ درود شریف پڑھا میں اس کو خود سنتا ہوں اور جس نے قبر سے دور پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

ابو عبد الرحمٰن وہ محمد بن مروان سدی ہے میرے نزدیک اس میں نظر ہے۔ (ضعیف ہے) مگر اس حدیث کی تائید گذشتہ احادیث سے ہوتی ہے۔

تخریج حدیث

الترغیب والترہیب للامام ابی القاسم الاصبہانی ۲ : ۳۱۷ باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للامام تاج الدین السبکی ، ۱ : ۸۷

شعب الایمان للامام بیہقی ، ۲ : ۲۱۸ باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ و توقیرہ۔

رسائل القشیریہ للامام ابی القاسم القشیری ، ۱۷

تاریخ بغداد امام ابوبکر الخطیب البغدادی ، ۳ : ۲۹۲

اس روایت سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے پڑھنے والے کا درود شریف تو خود بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں لیکن دور سے خود نہیں سنتے بلکہ فرشتوں کے ذریعے آپ کو پہنچایا جاتا ہے جیسا کہ اس روایت میں موجود ہے۔

اور اگر آپ خود سماعت فرماتے ہوتے تو یہ نہ فرماتے کہ جو دور سے پڑھے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے تو پہلے نمبر پر تو یہ کہ یہ حدیث موضوع ہے لہٰذا اس کو صحیح روایات کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس میں ایک راوی ہے۔ ابو عبدالرحمٰن محمد بن مردان السدی جو کہ نہایت ہی ضعیف بلکہ متہم بالکذب ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں :

ترکوہ ، واتہمہ بعضہم وقال البخاری : سکتوا عنہ و ہو مولی الخطابیین لایکتب حدیثہ البتۃ وقال ابن معین لیس بثقۃ۔ وقال احمد : ادرکتہ قد کبر فترکتہ۔ نصر بن مزاہم وھو متہم	محدثین نے اسے ترک کر دیا اور بعض نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے بخاری نے کہا "سکتوا عنہ" اور "مولی خطابیین" ہے۔ اس سے ہرگز حدیث نہیں لکھی جائے گی۔ ابن معین نے کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ امام احمد نے فرمایا میں نے اس کو پایا کہ

Marfat.com

وقال ابن عدی : الضعف علی روایته بیّن۔
(میزان الاعتدال ۴ : ۳۳)

وہ بوڑھا ہوچکا تھا میں نے اس کو ترک کردیا۔ نصر بن مزاحم نے اس کو متہم بالکذب کیا امام ابن عدی نے کہا کہ اس کی روایات پر ضعف ظاہر ہے۔

امام عقیلی فرماتے ہیں :

عن ابن نصیر یقول محمد بن مروان الکلبی کذاب لا اصل له من حدیث الاعمش ولیس بمحفوظ ولا یتابعه الا من هو دونه
(الضعفاء الکبیر ۴ : ۱۳۶-۱۳۷)

ابن نصیر نے کہا کہ یہ کذاب ہے (امام عقیلی نے فرمایا) کہ اس کی اس حدیث جو کہ امام اعمش سے ہے کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ محفوظ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی متابع ہے مگر وہ اس سے بھی گیا گزرا ہے۔

حضرت امام علامہ المزی فرماتے ہیں :

قال عبد السلام بن عاصم عن جریر بن عبد الحمید : کذاب وقال عباس الدوری والفلابی عن یحیی بن معین لیس بثقة قال محمد بن عبد الله بن نصیر لیس بشی : وقال یعقوب بن سفیان الفارسی : ضعیف غیر ثقة وقال صالح بن محمد البغدادی

جریر بن عبد الحمید نے کہا کذاب ہے امام یحیی بن معین نے کہا ثقہ نہیں ہے (ضعیف ہے)، محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے کہا۔ یہ لیس بشی (کچھ بھی نہیں) ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہا ثقہ نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ صالح بن محمد البغدادی نے کہا ضعیف ہے اور حدیث وضع بھی کرتا (گھڑ لیتا) تھا۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ یہ ذاهب الحدیث

Marfat.com

متروک الحدیث لا یکتب حدیثه البتة وقال البخاری لا یکتب حدیثه البتة وقال النسائی: متروک الحدیث وقال فی موضع آخر: لیس بثقة ولا یکتب حدیثه۔
(تہذیب الکمال ۱۷: ۲۰۷)

ہے۔ متروک الحدیث ہے اس سے حدیث ہرگز نہ لکھی جائے۔ امام بخاری نے کہا اس سے حدیث ہرگز نہ لکھی جائے امام نسائی نے فرمایا متروک الحدیث ہے اور دوسری جگہ فرمایا یہ ثقہ نہیں۔ اس سے حدیث نہ لکھی جائے گی۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

کان ممن یروی الموضوعات من الاثبات لا یحل کتابة حدیثه الا علی جهة الاعتبار و لا الاحتجاج به بحال من الاحوال۔
(کتاب المجروحین من المحدثین والضعفا والمتروکین ۲: ۲۸۶)

یہ ثقات راویوں سے موضوعات روایت کرتا ہے اس سے حدیث لکھنی جائز نہیں ہے۔ مگر اعتبار کے طور پر جہانتک اس سے احتجاج کا معاملہ ہے تو وہ کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

وقال یحیی: لیس بثقة وقال مرة لیس بشیٔ وقال ابراهیم کذاب وقال السعدی: ذاهب وقال النسائی و ابو حاتم الرازی والازدی متروک الحدیث

یحیی بن معین نے کہا ثقہ نہیں اور ایک جگہ فرمایا: لیس بشی: ابراہیم نے کہا کذاب ہے۔ سعدی نے کہا ذاہب الحدیث ہے۔ امام نسائی ابو حاتم رازی اور امام ازدی نے کہا متروک الحدیث، امام

Marfat.com

قال الدارقطنی ضعیف ...... دار قطنی نے کہا کہ یہ ضعیف ہے ۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین للابن الجوزی ۳ : ۹۸)

امام برہان حلبی فرماتے ہیں ۔

وقال صالح بن محمد ضعیف یضع الحدیث۔	صالح بن محمد نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے اور احادیث وضع کرتا ہے ۔

(الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحلبی ۲۴۷

اور اسی طرح دیگر بے شمار محدثین نے اس راوی پر بڑی سخت جرحیں کی ہیں۔ اور کسی ایک بھی معتبر محدّث سے اس کی تعدیل مروی نہیں جس سے یہ معلوم ہوا کہ اس راوی کی یہ روایت نہ صرف ضعیف ہے بلکہ موضوع جیسا کہ :

علامہ ابن الھادی نے لکھا ہے :

ھذا الحدیث موضوع علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس لہ اصل و لم یحدث ابوھریرہ ولا ابوصالح ولا الاعمش ومحمد بن مروان السدی متھم بالکذب والوضع	یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وضع کی گئی ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور نہ ہی اس کو حضرت ابوھریرۃ نے روایت کیا اور نہ ابو صالح نے اور نہ ہی اعمش نے اور محمد بن مروان السدی متھم بالکذب اور متھم بالوضع ہے ۔

(الصارم المنکی ۲۸۳)

تو ثابت ہوا کہ یہ روایت موضوع ہے ۔ اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور سننے کا انکار کرنا سراسر جہالت ہے حماقت ہے ۔

Marfat.com

دوسری علت

اس روایت میں محمد بن مروان کے ساتھ ساتھ اس سے روایت کرنے والا راوی العلاء بن عمرو الحنفی بھی متکلم فیہ ہے ۔

حضرت علامہ ابن حجر و علامہ ذہبی فرماتے ہیں :

العلاء بن عمرو الحنفی الكوفی متروك وقال ابن حبان لا یجوز الاحتجاج به بحال ۔۔۔ وقال الازدی لا یکتب حدیثه وقال النسائی ضعیف وقال العقیلی بعد تخریجه منکر ضعیف المتن لا اصل له ۔ (لسان المیزان ۴ : ۱۸۵ ، میزان الاعتدال ۳ : ۱۰۳)	متروک ہے اور ابن حبان نے کہا کہ کسی حال میں بھی اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا ۔ ازدی نے کہا کہ اس سے حدیث نہیں لکھی جائے گی ۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے اور امام عقیلی نے اس کی ایک حدیث کی تخریج کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اور ضعیف المتن ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے ۔

تیسری علت

یہ حدیث منکر ہے

یہ حدیث چونکہ صحیح احادیث کی مخالف ہے جو کہ ابھی آگے آرہی ہیں ۔ یہ اور اس میں دو راوی زبردست ضعیف ہیں لہٰذا اصولِ حدیث کے تحت منکر روایت ہے اور منکر روایت سے استدلال جائز نہیں ہے ۔

Marfat.com

چوتھی علت

اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن : سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔

حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

سلیمان بن مهران الاعمش	سلیمان بن مہران بن الاعمش کوفہ کے
محدث الکوفة و قارئها وکان	محدث اور قاری ہیں اور تدلیس کرتے ہیں
یدلس وصفه بذلك الکرابیسی	ان کو وصف تدلیس کی طرف موصوف
و النسائی و الدارقطنی وغیرهم	کیا امام کرابیسی، امام نسائی اور امام دارقطنی
(طبقات المدلسین، ۴۳	وغیرھم نے۔

النکت علی کتاب ابن الصلاح ۲: ۶۴۰ المرتبة الثالثة النوع الثانی عشر، معرفة التدلیس)

مدلس کا عنعنہ بالاتفاق مردود ہے

قاضی عبدالوہاب الملخص میں فرماتے ہیں:

التدلیس جرح و ان من ثبت	تدلیس جرح ہے اور جس سے ثابت ہو جائے
انه کان یدلس لا یقبل حدیثه	کہ وہ تدلیس کرتا ہے تو اس کی روایت
مطلقا۔	مطلقاً قبول نہیں کیا جائے گا۔

(النکت علی الکتاب ابن الصلاح ۲: ۶۳۲، فتح المغیث شرح الفیة الحدیث ۱: ۱۸۴)

امام شافعی فرماتے ہیں:

Marfat.com

فقلنا لا نقبل من مدلس حديثا حتى يقول: حدثني او سمعت۔	پس ہم کہتے ہیں کہ ہم مدلس کی روایت قبول نہیں کرتے مگر جب وہ حدثنی یا سمعت کے لفظ نہ بولے۔

(الرسالة فی اصول الفقه للشافعی ص۳۸۰ فقره ۱۰۳۵)

حضرت امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

والمدلس اذا قال: عن: لایحتج به لو کان عدلا ضابط۔ (المجموع شرح المهذب ۳: ۱۰۷، ۵: ۱۲۳ - ۱۵۸)	اور مدلس جب "عن" کے ساتھ روایت کرے تو وہ قابل حجت نہیں ہوگا اگرچہ عادل وضابطہ ہی کیوں نہ ہو۔

امام ابن عبد البر فرماتے ہیں:

الا ان یکون الرجل معروفا بالتدلیس، فلا یقبل حدیثه حتی یقول: حدثنا او سمعت فهذا مالا أعلم فیه ایضاً فلانا (مقدمة التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ۱: ۱۳)	ایسا راوی جو کہ صفت تدلیس کے ساتھ معروف ہو اس کی حدیث ہرگز نہیں قبول کی جائے گی جب تک کہ وہ "حدثنا" یا "سمعت" نہ کہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے کہ اس میں بھی مجھے کسی کے اختلاف کا علم نہیں ہے۔

تو ثابت ہوا کہ مدلس روایت قابل قبول نہیں ہوتی اور مذکورہ بالا حدیث کا مدار چونکہ امام سلیمان بن مہران الاعمش پر ہے جو کہ مدلس ہیں اور وہ روایت بھی "عن" کے ساتھ کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

امام ابن رجب حنبلی نقل فرماتے ہیں:

وقال الشاذکونی: من اراد	امام شاذکونی نے فرمایا کہ جو شخص

Marfat.com

التدین بالحدیث فلا یأخذعن	تدیّن بالحدیث چاہتا ہے تو وہ امام
الاعمش ولا عن قتادہ الاما	اعمش اور قتادہ سے روایت نہ لے۔
قالا "سمعناہ"۔	جب کہ وہ سمعنا (ہم نے سنا)
(شرح العلل الترمذی ۱: ۳۵۳	کے لفظ نہ بولیں۔
(باب السادس ان لا یکون مدلسا)	

محمد بن مروان السدی الصغیر کا متابع

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ ابوالشیخ کی سند میں محمد بن مروان السدی کا متابع ابومعاویہ ہے جو کہ ثقہ ہے جیسا کہ حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراقی الکنانی فرماتے ہیں۔

(تابع السدی عن الاعمش فیہ	اس میں سدی کا امام اعمش سے تابع
ابومعاویۃ اخرجہ ابوالشیخ قلت	ابومعاویہ ہے۔ اس سند کا ابوالشیخ
سندہ جید کما نقلہ السخاوی	نے اخراج کیا ہے میں کہتا ہوں کہ اس
عن شیخہ الحافظ ابن حجر	کی سند جیّد ہے جیسا کہ سخاوی نے اپنے
(تنزیہ الشریعۃ ۱: ۳۳۵	شیخ ابن حجر سے نقل فرمایا ہے۔

کتاب المناقب والمثالیب الفصل الثانی)

ابوالشیخ کی روایت اس طرح ہے:

حدثنا عبدالرحمٰن بن احمد	ابومعاویہ اعمش سے وہ ابوصالح سے
الاعرج حدثنا الحسین بن	اور وہ حضرت ابوہریرہ سے روایت
الصباح حدثنا ابومعاویۃ حدثنا	کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الاعمش عن ابی صالح عن ابی	نے فرمایا جو میری قبر کے قریب مجھ پر درود
ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔ قال	پڑھے میں اسے خود سنتا ہوں اور جب

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید اعلمتہ۔ | درود دور سے پڑھتا ہو تو اس کا مجھے علم دیا جاتا ہے۔

(جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علی خیر الانام لابن القیم ۱۹)

علامہ ابن القیم نے اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے:

وھذا الحدیث غریب جدًا | یہ بہت ہی غریب حدیث ہے۔

علامہ ابن القیم نے اس کو شاید اس لیے غریب جدًا کہا ہے کہ چونکہ اس میں ایک راوی (عبدالرحمن بن احمد الاعرج) مجہول الحال ہے۔

اور چونکہ اس سند میں بھی امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے "عن" سے روایت کی۔ وہ چونکہ مدلس ہیں لہٰذا یہ روایت ناقابلِ قبول ہے۔

یہ روایت منکر ہے

چونکہ یہ روایت ان صحیح روایات کے خلاف ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود وسلام چاہئے کہیں بھی کوئی پڑھے اس کی آواز میں سن لیتا ہے لہٰذا یہ حدیث منکر ٹھہرے گی جیسا کہ محدثین نے اصول بیان فرمایا۔

امام ابو یحییٰ زکریا بن محمد الانصاری ۹۲۶ھ فرماتے ہیں:۔

والمنکر ما خالف فیہ المستور او الضعیف... (فتح الباقی لبشرح الفیۃ العراقی ص۱۷۵) | منکر وہ روایت ہے کہ جس میں مستور یا ضعیف راوی ثقات کی مخالفت کرے۔

Marfat.com

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

ان الشاذ راویہ ثقۃ ، او صدوق غیر ضابط والمنکر راویۃ ضعیف لسوء حفظہ او جہالتہ او نحو ذلک وکذا فرق فی شرح النخبۃ بینھما لکن مقتصرًا فی کل منھما علی قسم المخالفۃ فقال فی الشاذ انہ رواہ المقبول مخالفا لمن ھو اولی منہ۔ وفی المنکر انہ ما رواہ الضعیف مخالفا والمقابل للمنکر ھو المعروف۔

شاذ وہ روایت ہے کہ جس کا راوی ثقہ یا صدوق غیر ضابط ہو اور منکر وہ ہے کہ جس کا راوی ضعیف ہو سوء حفظ یا جہالت یا اس جیسی کسی اور علت کی وجہ سے اور جیساکہ شرح نخبۃ الفکر میں ان دونوں میں فرق کیا ہے لیکن دونوں میں مخالفت کی شق لگائی گئی ہے۔ شاذ میں فرمایا کہ مقبول راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے اور منکر وہ ہے کہ ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرے اور منکر کے مقابل روایت معروف کہلاتی ہے۔

(فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث، ۱ : ۲۰۲)

تو چونکہ اس روایت میں محمد بن مروان السدی ضعیف بلکہ کذاب ہے جبکہ اس کے متابع والی روایت میں عبدالرحمٰن بن احمد الاعرج مجہول راوی ہے جبکہ اس کے مخالف روایت میں کوئی بھی راوی ایسا نہیں ہے جیساکہ آگے آرہا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ روایت منکر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور و نزدیک سے درود و سلام سماعت فرمانا

حضرات انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور عنائت وعطا سے درود و نزدیک

Marfat.com

سے سنتے اور دیکھتے ہیں جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں قرآن پاک میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حَتّٰى اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا۔

یہاں تک کہ جب حضرت سلیمان چیونٹیوں کی وادی پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو حضرت سلیمان اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے۔

(النمل، ١٨-١٩ پارہ ١٩)

حضرت سلیمان نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل سے سن لی تھی جیسا کہ تفاسیر کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر معالم التنزیل	للامام بغوی	٣ : ١١٤
" روح المعانی	للامام آلوسی بغدادی	١٠ : ١٧٦
" روح البیان	للامام اسمٰعیل حقی	٦ : ٣٣٤
" الکشاف	للزمخشری	٣ : ٣٣٥
حیاۃ الحیوان الکبریٰ	للامام الدمیری	٢ : ٣٧٨
تفسیر جلالین	للامام سیوطی	٣١٨
" جمل		٣ : ٣٠٦
" مظہری		٧ : ١٠٤
" مدارک		٣ : ٣٨٠

Marfat.com

تو قرآن کی اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دور سے آوازیں سماعت فرماتے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ تین میل دور سے سننے والی تفسیری روایت کو ہم نہیں مانتے تو ہم کہیں گے کہ نہ ماننے کا کوئی علاج نہیں لیکن اتنا تو ہر کوئی مانے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی آواز سنی تھی اگر تین میل سے نہیں سنی تھی تو قریب سے ہی مان لیا جائے تو بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء کرام عام لوگوں سے زیادہ سماعت کے مالک ہیں۔ اسی طرح حضرات انبیاء کرام دور کی اشیاء بھی دیکھتے ہیں جو کہ عام اشخاص نہیں دیکھ سکتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بصارت

عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لما كلم الله موسى كان يبصر دبيب النمل على الصفاء فى ليلة الظلماء من مسيرة عشرة فراسخ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام فرمایا تو حضرت موسیٰ اندھیری رات میں صاف پتھر پہ دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

(المعجم الصغير للامام الطبرانی ۱ : ۶۲)

(فردوس الاخبار للامام دیلمی ۳ /۷۱)

علامہ الدمیری فرماتے ہیں:

واخرج الدارقطني والطبراني عن ابی هريرة۔

(حياة الحيوان الكبرىٰ ۲ : ۳۷۶)

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض : ۴۳)

Marfat.com

امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں :

ولما کانت ھذہ القوۃ حصلت للکلیم بالتجلی نحصولھا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاسراء۔	جب یہ قوت بصارت کلیم کو اللہ کی تجلی کیساتھ حاصل ہوئی تو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معراج کے لبعد اس کا کیا حال ہوگا۔

(نسیم الریاض شرح الشفا ۱: ۳۸۰)

اعتراض

امام طبرانی فرماتے ہیں

تفرد بہ ھانی بن یحییٰ۔	اس میں ہانی بن یحیی متفرد ہے

جواب

اگر ھانی بن یحیی متفرد بھی ہوتا تو کوئی بات نہ تھی کیونکہ وہ ثقہ راوی ہے جیساکہ امام حبان نے اس کو "کتاب الثقات" میں ذکر کیا ہے (۹: ۲۴۷) لیکن یاد رہے کہ اس حدیث میں ھانی بن یحیی متفرد نہیں ہے بلکہ اس کا ثقہ تابع امام قاضی عیاض کی روایت (کتاب الشفا ۱: ۴۳) میں " ھمام " ہے۔

امام ملّا علی قاری فرماتے ہیں :

وھو ابن یحیی بن دینار قال الحلبی وغیرہ۔

کہ امام حلبی وغیرہ نے کہا کہ یہ ھمام بن یحیٰی بن دینار ہے۔

(شرح شفا علی القاری ۱: ۳۸۰، ھامش علی نسیم الریاض)

اور امام خفاجی فرماتے ہیں :

Marfat.com

هو همام بن الحارث النخعی الکوفی۔	کہ یہ همام بن الحارث النخعی کوفی ہے

ان دونوں راویوں میں سے چاہے کوئی ایک راوی بھی ہو کیونکہ دونوں ثقہ ہیں۔
لہٰذا یہ اعتراض اٹھ گیا کہ اس میں ھانی متفرد ہے۔

اعتراض نمبر ۲

اس میں ایک راوی حسن بن ابی جعفر الجفری ہے جو کہ ضعیف ہے۔

جواب

اگرچہ اس پر بعض محدثین کا کلام ہے لیکن کسی نے اس کو کذاب نہیں کہا کہ اس کی احادیث موضوع ہوں کیونکہ

امام ابن عدی فرماتے ہیں:

وھو عندی ممن لا یتعمد الکذب۔	میرے نزدیک وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

(میزان الاعتدال ۱: ۴۸۲)

اور امام عبد الرحمٰن مھدی نے اس پر جرح سے رجوع فرمالیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

تفکرت فیہ اذا کان یوم القیامۃ قام متعلق بی وقال: یارب سل عبد الرحمٰن نیم اسقط عدالتی؟ وما کان لی حجۃ عند ربی۔ فرأیت ان احدث عنہ۔	میں نے غور و فکر کیا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ شخص کھڑا ہو کر میرے متعلق کہے گا کہ اے رب عبد الرحمٰن سے پوچھ کہ اس نے کیوں میری عدالت ساقط کی تو میرے پاس اس پر جرح کی کوئی دلیل نہیں ہوگی۔

Marfat.com

رمیزان الاعتدال ۱: ۴۸۳)   پس میں نے دیکھا کہ اس سے روایت لینی چاہیئے۔

اگر اس راوی کی روایت ضعیف بھی ثابت ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ فضیلت ہے اور فضائل میں ضعیف حدیث بالاتفاق قبول ہے۔

جب دیگر انبیاء کرام کی سماعت و بصارت کا یہ حال ہے تو سب نبیوں کے امام و سردار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت و بصارت کا کیا حال ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فأنا انظر الیھا والی ما ھو کائن الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔	بے شک اللہ عزوجل نے ساری دنیا میرے سامنے کر دی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

۱- (کتاب الفتن والملاحم للنعیم بن حماد

۲- (المعجم الکبیر للطبرانی   کنزالعمال ۱۱: ۳۲۰)

۳- (حلیۃ الاولیاء للامام ابونعیم ۶: ۱۰۱)

۴- (الترغیب والترھیب للامام الحافظ ابی القاسم اسماعیل الاصبھانی۔ ۲: ۲۱۱)

تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور ملاحظہ بھی "حقیقتاً" ہے نہ کہ مجازاً۔

Marfat.com

جیسا اسی حدیث کی شرح میں علامہ زرقانی فرماتے ہیں :

اشارة الی انه نظر حقیقة دفع به احتمال انه ارید بالنظر العلم ۔

اس میں اشارہ ہے کہ آپ اس کو حقیقتاً دیکھ رہے ہیں اور اس سے یہ احتمال دفع (دور) ہو جاتا ہے کہ اس سے آپ کا ارادہ علمی نظر کا تھا ۔

(زرقانی شرح مواہب ۷ : ۲۰۴، ۲۰۵)

اور یہی حال آپ کی سماعت کا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ طاقت سے دور ونزدیک سے سنتے ہیں ۔ جیساکہ احادیث مبارکہ میں ہے : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون وانی اسمع اطیط السماء ۔

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ۔ میں اس وقت آسمان کی چرچراہٹ سن رہا ہوں ۔

۱۔ (مسند احمد عن ابی ذر امام احمد بن حنبل ، ۵ : ۱۷۳

۲۔ المستدرک امام حاکم ، ۲ : ۵۱۰ ، ۴ : ۵۴۴ ، ۴ : ۵۷۹

۳۔ السنن ابن ماجہ للامام ابن ماجه ، ۳۰۹ ، ابواب الزهد باب الحزن والبکاء

۴۔ الجامع للامام الترمذی ، ۲ : ۵۷ ابواب الزهد

۵۔ کتاب العظمة لابی الشیخ الاصبهانی ، ۳ : ۹۸۲

۶۔ مشکل الآثار عن حکیم بن حرام للامام طحاوی ، ۳ : ۴۴

۷۔ شعب الایمان عن ابی ذر للامام بیهقی ، ۱ : ۴۸۴

۸۔ دلائل النبوة امام ابو نعیم الاصبهانی ، ۱ : ۲۲۴

Marfat.com

۹۔ فردوس الاخبار للامام الدیلمی ۱ : ۱۰۰

۱۰۔ حلیۃ الاولیاء للامام ابونعیم ۲ : ۲۳۶

۱۱۔ شرح السنۃ للامام لبغوی ۱۴ : ۳۶۹

۱۲۔ کنزالعمال امام علاؤالدین المتقی بن حسام الدین الھندی

۱۰ : ۳۶۴ حدیث نمبر ۲۹۸۲۹ ، ۲۹۸۳۸ ۔

تو اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سنتے ہیں جو عام لوگ نہیں سن سکتے اور آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو کہ عام لوگ نہیں دیکھ سکتے اور یہی عقیدہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے ۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

نبی یری ما لا یری الناس حولہ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

وان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی الیوم او فی ضحی الغد

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اردگرد وہ کچھ دیکھتے ہیں کہ لوگ نہیں دیکھتے اور ہر حاضری کی جگہ اللہ کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں ۔)

(اور اگر وہ کسی دن غیب کی بات فرمادیں تو اس کی تصدیق اسی دن یا اگلے دن دوپہر تک ہو جائے گی ۔

تخریج

۱۔ مستدرک امام حاکم ۳ : ۹ - ۱۱

۲۔ دلائل النبوۃ امام بیہقی ، ۱ : ۲۸۰

۳۔ دلائل النبوۃ امام ابونعیم ۱ : ۳۰۰

۴۔ المعجم الکبیر امام طبرانی ، ۴ : ۵۰ - ۵۱

Marfat.com

۵۔ الاحادیث الطوال امام طبرانی ۲۵ :۲۲۷ حدیث ۳۰ ملحق بالمعجم الکبیر
۶۔ الشریعۃ امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری ۴۶۷
۷۔ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ للشیخ الاسلام ھبۃ اللہ بن
الحسن بن منصور اللالکائی ۴ : ۷۸۰
۸۔ منال الطالب فی شرح طوال الغرائب مجد الدین مبارک بن محمد
ابن الاثیر ۱ : ۱۷۴
۹۔ المجمع الزوائد امام نور الدین الھیثمی ۶ : ۵۸
۱۰۔ تہذیب تاریخ دمشق امام ابن عساکر ۱ : ۳۲۸
۱۱۔ زرقانی علی المواہب امام زرقانی المالکی ۱ : ۲۴۳
۱۲۔ طبقات ابن سعد للامام محمد بن سعد ۱ : ۲۳۲ باسانید اخری
۱۳۔ الروض الانف للامام سہیلی ۲ : ۸
۱۴۔ الوفا باحوال المصطفیٰ امام ابن جوزی ۲۴۵
۱۵۔ عیون الاثر امام ابن سید الناس ۱۹۰
۱۶۔ البدایۃ والنھایہ ابن کثیر ۳ : ۱۹۳
۱۷۔ الاستیعاب ابن عبد البر مالکی ۴ : ۶۹۸
۱۸۔ مختصر سیرت الرسول عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی ۱۷۲

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور و نزدیک سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ جب عام کلام آپ سن لیتے ہیں تو درود شریف بدرجۂ اولیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن سکتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہے۔

قال الطبرانی حدثنا یحیی	بسند مذکور حضرت ابو الدرداء رضی
بن ایوب العلاف حدثنا	اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے

Marfat.com

سعید بن ابی مریم عن خالد بن زید عن سعید بن ابی ہلال عن ابی الدرداء قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملئکۃ، لیس عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوتہ حیث کان۔ قلنا۔ وبعد وفاتک؟ قال: وبعد وفاتی، ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیآء۔

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر روز جمعہ زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ تم میں سے کوئی شخص بھی مجھ پر درود شریف نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے چاہے وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

(اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر۔ جلاء الافہام ، ۶۳ الجوہر المنظم لابن حجر مکی ، ۲۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین ۱۳:۱۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر عاشق صادق جب بھی درود وسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آواز کو سنتے ہیں۔ اس صحیح حدیث شریف میں کمزور عقیدہ وایمان والے لوگوں نے کمزوریاں ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ یہ روایت من گھڑت روایت ہے۔

اس روایت پر اب تک جو اعتراضات ہمارے سامنے آئے ان میں سے اکثر کے جوابات تو علمائے اہل سنت نے دے دیئے ہیں۔ اور کچھ مختصراً ہم عرض کرتے ہیں۔

اس صحیح حدیث شریف پر غالباً سب سے پہلے جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

Marfat.com

دیوبندی نے عجیب قسم کا کلام کیا جس کے بارے میں موجودہ دور کے دیوبندیوں کے امام اور شیخ الحدیث جناب مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث پر حضرت تھانوی نے بوادر النوادر ص ۲۷۲ میں علمی بحث کی ہے جس سے مؤلف مذکور (علامہ سعیدی صاحب مدظلہ العالی) خاصے برہم ہوتے ہیں۔

(اخفاء الذکر، ۴۲)

اب اس علمی بحث کی جب جناب حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی نے دھجیاں اڑائیں اور معترض کی "علمیت" کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑا تو وہی شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں۔

حضرت تھانوی انسان ہیں اور خطأ ونسیان انسان کے خمیر میں ودیعت کیا گیا ہے اور معصوم صرف وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے لیکن جس انداز سے مؤلف مذکور نے ان پر گرفت کی ہے وہ درست نہیں۔ (اخفاء الذکر، ۴۳)

اس عبارت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت علامہ سعیدی کی پکڑ برمحل اور مضبوط ہے جس سے جناب گکھڑوی صاحب کو یہ ماننا پڑا کہ تھانوی بھول گئے اور ان کے اعتراضات مذکورہ حدیث شریف پہ غلط اور بے کار ہیں۔

اس حدیث پر جناب تھانوی صاحب کے اعتراضات وشبہات

اس سند میں ایک راوی یحییٰ بن ایوب بلانسب مذکور ہے جو کئی راویوں کا نام ہے جن میں سے ایک غافقی ہے۔ جن کے باب میں دبما اخطاء لکھا ہے۔ یہاں احتمال ہے کہ وہ ہوں۔

اس کے جواب میں حضرات علماء حق اہل سنت نے تھانوی صاحب کو جواب دیا کہ یہاں راوی بلانسب مذکور نہیں بلکہ اس کے ساتھ "العلاف" کی نسبت مذکور

Marfat.com

ہے ۔ تو اس کے جواب میں جناب سرفراز گکھڑوی صاحب فرماتے ہیں :

جلاء الافھام کے مصری نسخہ میں یحیی بن ایوب کے ساتھ العلاف کی نسبت موجود ہے ۔ مگر مولانا تھانوی کا یہ کہنا کہ جو بلا نسب ہے اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ ان کے پیشِ نظر جو سند ہے اس میں یہ نسبت نہیں ہے ۔ ورنہ ایک دیانتدار اور ذہین آدمی العلاف کی نسبت دیکھ کر کبھی نہیں کہہ سکتا کہ غیر منسوب ہے ۔

(اخفاء الذکر، ۴۳ طبع دوم)

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کوئی بھی دیانت دار اور ذہین آدمی اس طرح کا کلام نہیں کر سکتا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تھانوی صاحب واقعی دیانت دار اور ذہین تھے ؟

ہرگز نہیں کیونکہ جناب گکھڑوی صاحب کا احتمال تب درست ہوتا اگر تھانوی صاحب کو جب سائل نے یہ سند لکھ کر بھیجی تھی تو اس میں "العلاف" کی نسبت موجود نہ ہوتی ۔ جب لکھی ہوئی سند میں یہ نسبت موجود ہے اور تھانوی صاحب کی کتاب میں بھی موجود ہے تو جان بوجھ کر جھوٹ بولنا کیا دیانت داری کے زمرے میں آتا ہے ؟

اس صحیح حدیث پر جناب تھانوی صاحب نے جتنے اعتراضات وارد کیے حضرت غزالیٔ دوراں مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ نے ان اعتراضات کے دندان شکن جوابات دے کر ثابت فرما دیا ہے کہ یہ اعتراضات صرف اور صرف گستاخ ذہن کی پیداوار ہیں ملاحظہ فرمائیں ۔ حیات النبی ۶۱ تا ۶۷

تھانوی صاحب کا دوسرا اعتراض یہ ہے

دوسرے ایک راوی خالد بن زید ہیں ۔ یہ بھی غیر منسوب ہیں ۔ اس نام کے رواۃ میں سے ایک کی عادت ارسال کی ہے ۔ اور یہاں عنعنہ سے ہے جس میں راوی کے متروک ہونے کا اور اس متروک کے غیر ثقہ ہونے کا احتمال ہے ۔

(البوادر النوادر ۲۰۵ ادارہ اسلامیات لاہور)

Marfat.com

اس اعتراض کا جواب بھی حضرت علامہ کاظمی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے علمی اور تحقیقی اور جناب علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے محققانہ جواب عطا فرمایا۔ اس جواب کے جواب میں جناب سرفراز گکھڑوی صاحب نے لکھا؛

حضرت تھانوی کی عبارت میں جس ارسال کا ذکر ہے اس سے اصطلاحی مرسل مراد نہیں جیسا کہ مؤلف مذکور (علامہ سعیدی) نے اپنی جہالت سے سمجھ کر لکھا ہے کہ اصول حدیث میں تصریح موجود ہے کہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک مرسل مطلقاً مقبول ہوتی ہے..... الخ لیکن یہاں ارسال سے اصطلاحی مرسل مراد نہیں۔ کیونکہ اصطلاحی مرسل وہ ہوتا ہے جس میں صحابی کا نام مذکور نہ ہو اور چونکہ "الصحابۃ کلھم عدول" کا قاعدہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایک مسلّم حقیقت ہے اس لیے صحابی کا ذکر نہ ہونا مضر نہیں ہے۔ اور اس روایت میں حضرت ابوالدرداء کا نام باقاعدہ موجود ہے۔ لہٰذا یہ اصطلاحی مرسل نہیں ہے۔ جس کو جمہور حجت کہتے ہیں۔ یہاں لغوی ارسال مراد ہے۔ وہ یہ کہ راوی، راویوں کے نام حذف کر دیتا ہے اور اڑا دیتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ صحابہ کرام سے نیچے تابعین میں سے کسی کا نام مذکور نہ ہو تو چونکہ ان میں ثقہ یا ضعیف ہونے کا احتمال ہوتا ہے اس لیے یہ روایت اصطلاحاً منقطع کہلاتی ہے اور ضعف کا سوال اس میں بدستور موجود ہوتا ہے مؤلف مذکور (علامہ سعیدی) نے اصول حدیث کے فن سے بے خبری کی وجہ سے لفظ ارسال کو اصطلاحی مرسل پر چسپاں کر کے محض اپنے ماؤف دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ (اخفاء الذکر ۴۴، ۴۵)

قارئین کرام ان حضرات کے ناموں کے ساتھ القابات دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ شائد دنیا میں یہی عالم ہیں اور متقدمین و متاخرین میں ان کے پائے کا کوئی عالم ہے ہی نہیں۔

یہ ہیں علمائے دیوبند کے امام اہل سنت محدث اعظم پاکستان وغیرہ وغیرہ آپ

Marfat.com

ان کی اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور دادِ تحقیق دیں۔

بات ہو رہی تھی کہ راوی خالد بن زید غیر منسوب ہے۔ ان نام کے رواۃ میں سے ایک کی عادت ارسال کی ہے اور یہاں عنعنہ سے ہے۔

تو حضرت علامہ سعیدی مدظلہ العالی نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ:

"سبحان اللہ کیا ہی مدلل جرح ہے اگر خالد بن زید کی عادت ارسال ہے تو کیا حدیث مرسل حجت نہیں! اصولِ حدیث میں تصریح ہے کہ احناف و مالکیہ کے نزدیک حدیث مرسل مطلقاً مقبول ہوتی ہے۔ اگر خالد عنعنہ کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہے تو صحاح ستہ کی تمام معنعن احادیث سے ہاتھ اٹھالیں۔ تھانوی صاحب نے بے سند احتمالات بیان کئے ہیں۔

(ذکر بالجہر)

اب بات ہو رہی ہے ایک راوی کی کہ اس میں ارسال کی عادت ہے اور اس نے یہ روایت عن کے ساتھ کی ہے۔ اصولِ حدیث کا طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ مرسل اور مدلس میں فرق ہوتا ہے۔ اگر مرسل راوی عن سے روایت کرے تو وہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک قبول ہوگی اور اس میں اگر امکان لقاء پایا جائے تو وہ روایت بالاتفاق مقبول تصوّر ہوگی اور مدلس راوی جب "عن" کے ساتھ روایت کرے تو وہ بالاتفاق مردود ہوگی۔ بات راوی کی ہے اور جناب دیوبندی شیخ الحدیث صاحب نے بات روایت کی کر دی کہ یہ روایت منقطع کہلائے گی کیونکہ یہ راوی راویوں کے نام حذف کر دیتا اور اڑا دیتا ہے۔

کیا ہم جناب سے یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ زید بن خالد نے کہاں راوی حذف کئے ہیں اور اڑا دیئے ہیں؟

اور اگر یہ ثابت ہو بھی تو کیا ثقہ راوی جب راوی کو گرا دے گا تو کیا احناف کے نزدیک وہ روایت مردود ہوگی یا کہ مقبول؟

Marfat.com

اگر صحابی کے نیچے کا راوی چھوڑ دیا جائے تو وہ روایت مرسل نہیں بلکہ آپ کے نزدیک منقطع ہو گی اور منقطع آپ کے نزدیک ضعیف ہے تو کیا امام ابراہیم نخعی نے جتنی روایات حضرت عبداللہ بن مسعود کے طریق سے روایت کی ہیں وہ تمام منقطع ہو کر بے کار اور بے سر و پا ہو کر ضعیف ٹھہریں گی؟

اور جناب نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ:

راقم اثیم کا خیال ہے کہ کتابت کی غلطی ہے۔ راوی اس سند میں خالد بن یزید ہے جو المصری ہے اور یہ سعید بن ہلال المصری سے روایت کرتا ہے اور یہ ثقہ راوی ہے (ملاحظہ ہو تہذیب التهذيب ۳، ۱۲۹)

تو اس کا مطلب ہے کہ یہ روایت آپ کے نزدیک صحیح ہے اور ہاں آپ کے نزدیک اس روایت کے کسی بھی راوی پر کوئی قابلِ اعتماد اور مفسر جرح نہیں ہے۔ جناب تھانوی صاحب نے اصولِ حدیث کا پاس نہیں کیا اور غلط طریقے سے اس حدیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ بہر حال مذموم ہے۔

اسی طرح دیوبندی کا شیخ الحدیث جناب گکھڑوی صاحب نے اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مگر اس سند کے غیر معتبر ہونے کی اصل وجہ کچھ اور ہی ہے جس کو مؤلف مذکور نہیں سمجھے اور ان کو اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ سعید بن ابی ہلال کی روایت حضرت ابو الدرداء سے منقطع ہے۔

(اخفاء الذکر، ۴۵)

یعنی جناب گکھڑوی صاحب کے نزدیک بھی اس حدیث کے غیر معتبر ہونے کی وہ وجوہات نہیں ہیں جو کہ جناب تھانوی صاحب نے ذکر کی ہیں۔ غیر معتبر ہونے کی علت یہ ہے کہ یہ روایت مرسل نہیں ہے بلکہ منقطع ہے جیسا کہ گکھڑوی صاحب فرماتے ہیں۔

اس لیے ایسی منقطع اور بے سر و پا روایت ..... (اخفاء الذکر، ۴۵)

Marfat.com

چونکہ مرسل روایت جناب گکھڑوی صاحب کے نزدیک بھی حجت ہے اس لئے انہوں نے اس کو منقطع ثابت کرنے کی کوشش کی لہٰذا اگر انہیں سے پوچھا جائے کہ مرسل اور منقطع میں کتنا فرق ہے تو آپ فرماتے ہیں،

فائدہ

اگرچہ بعض محدثین نے مرسل اور منقطع میں اصطلاحی طور پر کچھ فرق کیا ہے لیکن علامہ جزائری لکھتے ہیں:

وقد اطلق المرسل علی المنقطع من ائمۃ الحدیث ابو زرعہ و ابو حاتم والدارقطنی۔	حدیث منقطع پر مرسل کا اطلاق ان ائمہ حدیث نے کیا ہے امام ابو زرعہ، امام ابو حاتم اور امام دارقطنی۔

(توجیہ ۲۴۳)

مولف خیر الکلام نے حضرت مجاہد کے اثر کے بارے میں امام بیہقی کی کتاب القرأت صد۲۷ کے حوالہ سے جو یہ لکھا ہے کہ یہ منقطع ہے اور منقطع ضعیف کی قسم ہوتی ہے (محصلہ ۳۵۳) محض طفلی تسلی ہے کیونکہ مرسل فی نفسہ صحیح قول کی بنا پر حجت ہے اور حکم منقطع و مرسل ایک ہی ہے۔

(احسن الکلام ۱: ۱۵۰-۱۵۱)

حضرت امام سخاوی ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

ورجالہ ثقات لکنہ منقطع	کہ اس کے راوی ثقہ ہیں مگر سند منقطع ہے۔

(القول البدیع صد۱۱۹)

اس کے جواب میں جناب گکھڑوی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

اگرچہ روایت مرسل بھی بعض محدث کرام نے مرسل اور منقطع میں فرق کیا ہے لیکن امام سیوطی فرماتے ہیں کہ صحیح بات جس کی طرف فقہاء کرام علامہ خطیب بغدادی

Marfat.com

امام ابن عبدالبر اور دیگر محدثین کرام گئے ہیں۔ یہ ہے کہ مرسل اور منقطع ایک ہی ہے محصلہ (تدریب الراوی' ۱۲۶۔۱۲۷)

(تسکین الصدور' ۳۲۰۔۳۲۱)

جناب گکھڑوی صاحب ہی لکھتے ہیں :

"..... تو یہ روایت منقطع ہو گی لیکن وہ ہمارے نزدیک اور امام مالک کے نزدیک حجت ہے۔" (ینابیع ترجمہ رسالہ تراویح ص۲۷ طبع دوم)

"جو کچھ مؤطا میں ہے وہ حضرت امام مالک اور جو حضرات ان سے اتفاق کرتے ہیں' ان کی رائے کے موافق صحیح ہے (کیونکہ وہ منقطع اور مرسل کو بھی حجت اور صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ صفدر) (ینابیع ترجمہ رسالہ تراویح ۳۰٫۱۳)

جناب گکھڑوی صاحب کے نزدیک بھی۔

جب مرسل اور منقطع میں فرق نہیں بلکہ ایک ہی ہے اور اگر فرق بھی ہو تو وہ حجت ہے تو پھر اس حدیث کہ جس میں پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات حقیقی اور سماعت درود جیسی فضیلت کا ذکر ہے۔ کو منقطع اور بے سر دیا کہہ کر کیوں رد کر رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ دل میں جو بغض رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ قلم و زبان پہ آ ہی گیا ہے۔

اگر یہ روایت منقطع اور مرسل بھی ہو تو بھی احناف اور مالکیہ کے نزدیک بالاتفاق حجت ہے۔

ویسے تو اس کے متعارض کوئی صحیح متصل روایت نہیں ہے۔ اور اگر ضعیف ہو بھی تو پھر بھی اس حدیث کو ترجیح ہو گی۔

منقطع و مرسل متصل سے قوی بھی ہو سکتی ہے :

جیسا کہ حضرت علامہ خطیب بغدادی امام میمونی سے نقل فرماتے ہیں :

قرأت علی ابراھیم بن عمر   امام میمونی نے فرمایا کہ مجھے امام احمد بن

Marfat.com

السبرمکی۔ عن عبدالعزیز بن جعفر الحنبلی قال نا ابوبکر الخلال قال، اخبرنی المیمونی قال: تعجب الی ابو عبداللہ یعنی احمد بن حنبل۔ ممن یکتب الاسناد و یدع المنقطع ثم قال و ربما کان المنقطع اقوی اسناد و اکبر، قلت بینہ لی کیف؟ قال تکتب الاسناد متصلا و ھو ضعیف ویکون المنقطع اقوی اسنادًا منہ.

حنبل پر تعجب ہے کہ وہ اسناد تو لکھتے ہیں لیکن منقطع چھوڑ دیتے ہیں۔ فرمایا: بعض اوقات منقطع متصل سے زیادہ قوی اور سند اً بڑی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی مجھے بیان کیجئے کہ کیسے فرمایا تو اسناد متصل لکھتا ہے لیکن وہ ضعیف ہوتی ہیں اور منقطع اس سے زیادہ سند کے لحاظ سے قوی ہوتی ہے۔

(الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، ۲: ۱۹۱)

اور منقطع اور مرسل چونکہ ایک ہی ہے اور مرسل کو رد کرنا تو دوسری صدی کے بعد کی بدعت ہے۔

امام ابو داؤد صاحب سنن فرماتے ہیں:

واما المراسیل فقد کان یحتج بھا العلماء فیما مضی مثل سفیان الثوری و مالک بن انس والاوزاعی حتی جاء الشافعی فتکلم فیھا و تابعہ علی ذلک

مراسیل تو ان کے ساتھ احتجاج کرتے تھے۔ علماء کرام تمام پچھلے بزرگ جیسے امام سفیان الثوری امام مالک بن انس امام اوزاعی حتیٰ کہ امام شافعی آئے تو انہوں نے مراسیل میں کلام کیا اور امام احمد بن حنبل نے ان کی اتباع کی۔

Marfat.com

احمد بن حنبل۔

(رسالۃ ابی داؤد الی اھل مکہ فی وصف سننہ ، ۲۴)

امام طبری فرماتے ہیں :

ان التابعین باسرھم اجمعوا علی قبول المرسل ولم یأت عنھم انکارہ ولا عن احد الائمۃ بعدھم الی رأس المائتین کانہ یعنی ان الشافعی اول من ابی من قبول المرسل۔	تابعین سب کے سب اس بات پر متفق تھے کہ مرسل قابلِ حجت ہے تابعین سے لے کر دوسری صدی کے آخر تک ائمہ میں سے کسی نے بھی مرسل کا انکار نہیں کیا گویا امام شافعی ہی پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مرسل کے ساتھ احتجاج کرنے سے انکار کیا۔

(مقدمۃ التمہید لابن عبد البر مالکی ، ۱ : ۴)

لہٰذا آپ اس حدیث صحیح کو منقطع کہیں یا مرسل یہ ہر حالت میں صحیح اور قابل احتجاج ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کا اظہار کر رہی ہے۔

اعتراض

جناب اشرف علی تھانوی صاحب نے تحریر کیا :

"یہ تو مختصر کلام ہے سند میں، باقی رہا متن سو اولاً معارض ہے دوسری احادیث صحیحہ کے ساتھ چنانچہ مشکوٰۃ میں نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعود یہ حدیث ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ اور یہی حدیث حصن حصین بحوالہ مستدرک و ابن حبان بھی مذکور ہے اور نیز مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت ابوھریرۃ حدیث ہے :

Marfat.com

قال رسول اللہ علیہ وسلم من صلی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیاً ابلغتہ اور نسائی کی کتاب الجمعۃ میں بروایت اوس بن اوس یہ حدیث مروی ہے۔ فان صلاتکم معروضۃ علی ۔ یہ سب حدیثیں صریح ہیں عدم السماع عن بعید میں اور ظاہر کہ جلاء الافہام ان کتب کے برابر قوۃ میں نہیں ہوسکتی ۔ لہٰذا اقوی کو ترجیح ہوگی"۔

(لوادر النوادر ۱ : ۲۰۵)

جہاں تک حدیث نسائی و دارمی ، ان اللہ ملئکۃ سیاحین کا تعلق ہے تو وہ ہرگز ہرگز ہماری مؤید حدیث کے معارض نہیں ہے اور اسی طرح حدیث اوس بن اوس فان صلاتکم معروضۃ علی بھی ہماری مؤید حدیث کیساتھ متعارض نہیں ہے۔

ان میں تو صرف اتنا مذکور ہے کہ سیر کرنے والے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور امت کا درود وسلام بارگاہ اقدس میں پیش ہوتا ہے۔ ملائکہ کے اس عرض و تبلیغ کو عدم سماع میں صریح کہنا ظلم صریح ہے۔

تھانوی صاحب کے اسی اشکال کا رد انہی کے ایک ہم مسلک عالم نے کیا ہے۔ جناب انور شاہ صاحب کشمیری ۔ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں :

واعلم ان حدیث عرض	جاننا چاہیئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر
الصلاۃ علی النبی صلی اللہ	درود شریف پیش کرنے کی حدیث آپ کے
علیہ وسلم لا یقوم دلیلا علی	علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی اگرچہ علم
نفی علم الغیب وان کانت	غیب کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
المسألۃ فیہ ان نسبۃ علمہ	کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کیساتھ متناہی
صلی اللہ علیہ وسلم و علمہ	کی نسبت غیر متناہی کی طرف ہے، کیونکہ فرشتوں
تعالی کنسبۃ متناھی لغیر	کی پیش کش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ

Marfat.com

المتناهي لان المقصود لعرض	درود شریف کے کلمات بعینہا بارگاہ
الملئكة هو عرض تلك الكلمات	عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور صلی اللہ
بعينها فى حضرته العالية	نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا
علمها من قبل ام لم يعلم كعرضها	ہو۔ بارگاہ رسالت میں کلمات درود
عند رب العزت ورفع الاعمال	کی پیش کش بالکل ایسی ہی ہے جیسے
اليه فان تلك الكلمات مما	رب العزت کی بارگاہ میں جو کلمات
يحيا به وجه الرحمن فلا	طیبات پیش کئے جاتے ہیں اور اس کی
ينفى العرض العلم ۔ فالعرض قد	بارگاہ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے
يكون للعلم واخرى لمعان	ہیں کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے
آخر فاعرف الفرق ۔	ہیں جن کے ساتھ ذاتِ حق تعالیٰ جل مجدہٗ
(فیض الباری علی صحیح البخاری	کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے اس لیے یہ پیشکش
۲ : ۳۰۲ باب کتاب الصلوٰۃ)	علم کے منافی نہیں لہٰذا کسی چیز کا پیش کرنا
	علم کے لیے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات
	دوسرے معانی کے لیے بھی اس فرق کو
	خوب پہچان لیا جائے ۔ انتہیٰ۔

تو ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا احادیث کو حدیث طبرانی کے متعارض بتانا علوم اسلامیہ عظمتِ رسول سے ناواقفیت کی دلیل ہے ۔ بلکہ یہ احادیث تو اس حدیث کی مؤید ہیں ۔

الحمدللہ علی ذلک ۔

اور جہاں تک حدیث بیہقی کا تعلق ہے کہ میں قبر کے قریب سے سنتا ہوں اور دور سے مجھے درود شریف پہنچایا جاتا ہے تو سند کے لحاظ سے یہ حدیث ہرگز ہرگز ہماری مؤید حدیث کے برابر نہیں۔ اس لیے اس کے ساتھ معارضہ کرنا صرف تھانوی صاحب جیسے ہی آدمی

Marfat.com

کا کام ہو سکتا ہے۔ کسی عالم حقانی کا تو ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اور پھر تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ

جلاء الافہام ان کتب کے برابر قوۃ نہیں رکھتی لہٰذا اقوی کو ترجیح ہو گی۔

یہ بات بھی صحیح نہیں کیونکہ یہاں معارضہ جلاء الافہام اور دیگر کتب حدیث کا نہیں بلکہ المعجم الکبیر و دارمی وغیرہ کا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بات کتب کی نہیں بلکہ سند حدیث کی ہے۔ ترجیح سند کو ہو گی نہ کہ کتاب کو۔

ہمارے علماء احناف تو صحیحین کی احادیث کو غیر صحیحین کی احادیث پر ترجیح کے قائل نہیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت علامہ ابن الھمام نے التحریر فی الاصول میں واضح کیا ہے۔

(اس سلسلہ میں فقیر کا پُر مغز مقالہ "تعارض بین الاحادیث" مطالعہ کے قابل ہے)

اب اس صحیح حدیث شریف پر صرف ایک ہی اعتراض باقی رہ گیا ہے جو کہ تھانوی صاحب نے وارد کیا ہے!

جناب تھانوی صاحب تحریر کرتے ہیں:

بعد تحریر جواب ھٰذا بلا توسط فکر قلب پر وارد ہوا کہ اصل حدیث میں صوتہ نہیں صلوٰتہ ہے۔ کاتب کی غلطی سے لام رہ گیا ہے۔ امید ہے کہ اگر نسخ متعددہ دیکھے جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی نسخہ میں ضرور اسی طرح نکل آئے گا۔ (بوادر النوادر)

سبحان اللہ! یہ ہے تحقیق کا نرالا انداز کہ اب تو الفاظ حدیث کے بارے میں بھی الہام ہونے لگے ہیں۔ درا صل جناب تھانوی صاحب نے جو اعتراضات اس حدیث شریف پر کئے تھے وہ ایسے بودے اور نکمے تھے کہ جناب تھانوی صاحب کو خود بھی علم تھا کہ ان اعتراضات کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لیے آخر میں اپنے الہام پر بنیاد رکھی کیونکہ الہام کا جواب الہام ہی ہو سکتا ہے اور دوسروں کا الہام ان کے نزدیک ویسے ہی قابل

Marfat.com

قبول نہیں ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ علمائے دیوبند صاف لکھ دیتے کہ جناب تھانوی صاحب کی یہ بات قرین قیاس نہیں ہے بلکہ بالکل غلط ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بیان نہ ہو اور تھانوی صاحب کی عزت رہ جائے۔ اس بے تکی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے جناب سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

"حضرت تھانوی نے یہ جو کچھ فرمایا ہے بالکل درست اور صحیح ہے۔"

(اخفاء الذکر، ۴۶)

فیاللعجب! جناب گکھڑوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ کسی صحیح نسخہ پر دلالت کرتے کہ اس میں صوتہ کی بجائے صلوتہ کے الفاظ موجود ہیں لیکن ایسا تو نہ کیا بلکہ ایک اور کتاب "القول البدیع" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے۔

امام سخاوی حضرت ابو الدرداء کی یہ روایت معجم کبیر للطبرانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں اور اس میں بعینہا یہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔

اِلَّا بلغتنی صلوته الحدیث اور آخر میں لکھتے ہیں قال العراقی ان اسناده لایصح۔ (القول البدیع ص۱۱۹) (اخفاء الذکر ۴۷)

پہلی بات تو یہ ہے کہ جناب سرفراز صاحب نے خود جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ بعینہا نہیں ہیں جیسا کہ انہوں نے لکھا کیونکہ جلاء الافہام کی حدیث میں لفظ "بلغنی" ہے۔ جبکہ "القول البدیع" میں "بلغتنی" ہے لہٰذا یہ بعینہا نہ ہوئے۔ اسی لیے عین ممکن ہے کہ یہ روایت ہی اور ہو۔

اور پھر جناب گکھڑوی صاحب کا حدیث طبرانی کے بارے کہنا کہ "اور آخر میں لکھتے ہیں..... قال العراقی ان اسناده لا یصح تو یہ بھی بہت بڑا جھوٹ ہے۔

Marfat.com

کیونکہ علامہ سخاوی نے یہ الفاظ حدیث طبرانی کے بارے میں نقل نہیں فرمائے ۔

امام سخاوی کی اصل عبارت پڑھیں اور اس شیخ الحدیث صاحب کی دیانت کی داد دیں ۔

وکذا رواہ النمیری بلفظ قلنا یارسول اللہ کیف تبلغک صلاتنا اذا تضمنک الارض قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء وقال العراقی ان اسنادہ لایصح (القول البدیع ، ۱۵۹)

اور جیسا کہ نمیری نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے ہم نے عرض کیا یارسولؐ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا درود آپ تک کیسے پہنچے گا؟ جبکہ آپ زمین میں مل چکے ہوں گے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کھائے۔ عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

امام حافظ عراقی کے الفاظ ہیں نمیری کی روایت کے بارے میں لیکن جناب گکھڑوی صاحب نے فرمایا کہ یہ طبرانی کی روایت کے بارے میں ہیں۔ سچ ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

دل نے جس راہ لگایا تو اسی راہ چلا
وادیٔ عشق میں گمراہ کو رہبر سمجھا!

کیا صوتہ کتابت کی غلطی ہے؟

جہاں تک جلاء الافہام کا تعلق ہے تو اس میں "صوتہ" ہی ہے۔ "صلوتہ" ہرگز ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی کسی نسخہ میں یہ الفاظ ہیں۔ اگر ہوتے تو اپنے حکیم الامت کی بات درست ثابت کرنے کے لیے اب تک دیوبندی حضرات وہ نسخہ ضرور

Marfat.com

پیش کر دیتے۔

ہم نے جلاء الافہام کے متعدد نسخے دیکھے ہیں تمام میں صوتہ ہی ہے کسی ایک میں بھی صلوتہ کا لفظ نہیں اور نہ ہی کسی نے اختلاف نسخ کا اشارہ کیا ہے۔

۱۔ مصری نسخہ کہ جس کی تصحیح فضیلۃ الشیخ طٰہٰ یوسف شاہین نے فرمائی ہے جو کہ علمائے ازھر شریف میں سے ہیں اور یہ صفر ۱۳۸۸ھ میں طبع ہوا ہے۔

۲۔ ہندوستانی مطبوعہ نسخہ۔ یہ نسخہ اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ مترجم نے لکھا ہے:

بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اس ترجمے کی تسوید و تحریر سے جو پانچ شعبان روز پنج شنبہ کو شروع کی تھی تیرہ ذیقعدہ روز چہار شنبہ ۱۳۲۷ھ کو فراغ حاصل ہوا۔

(شاکر حسین غفرلہ، سہوان قاضی محلہ)

۳۔ ہندوستانی نسخہ مطبوعہ یہ نسخہ مشہور غیر مقلد وہابی نجدی عالم مولوی سلیمان منصورپوری کے ترجمہ و تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اگر کسی نسخہ میں "صلوتہ" کے الفاظ ہوتے تو یہ ضرور صوتہ کی بجائے صلوتہ نقل کرتا (کیونکہ پکا نجدی وہابی تھا)

۴۔ مصری نسخہ جس کی تصحیح و تحقیق مشہور نجدی عالم محمد حامد الفقی نے کی ہے اور یہ نسخہ۔ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ لصاحبھا و مدیرھا محمد منیر الدمشقی سے شائع ہوا ہے۔

(صححت وعلق علیہ سنہ ۱۳۵۷ھ)

یہ یاد رہے کہ اس نسخہ کا محقق اور مصحح نامور نجدی عالم ہے اور جبکہ اس کا ناشر محمد منیر دمشقی کٹر نجدی ذہنیت کا حامل ہے لہٰذا اگر کسی بھی قلمی یا مطبوعہ نسخہ میں صوتہ کی بجائے صلوتہ کے الفاظ ہوتے تو یہ ضرور نقل کرتے۔ اصل کتاب میں یہ الفاظ تو کجا ان میں سے کسی محقق و ناشر نے حاشیہ میں اختلاف نسخہ جات کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب تھانوی صاحب کے قلب

Marfat.com

پر جو القا ہوا وہ شیطانی وسوسہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔
اور اگر بالفرض محال جلاء الافہام کے کسی نسخہ میں صلوٰۃ کا لفظ مل بھی جائے تو وہ کتابت کی غلطی تصور ہو گا کیونکہ المعجم الکبیر للطبرانی سے لفظ صوتہ نقل کرنے میں علامہ ابن القیم اکیلے نہیں بلکہ دیگر محدثین نے یہ لفظ ایسے ہی المعجم الکبیر سے نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام الحافظ شمس الدین محمد بن ابوبکر بن عبداللہ المعروف ــــ ابن ناصر الدین دمشقی م ۸۴۲ھ اپنی کتاب " صلوٰۃ کئیب بوفاۃ الحبیب میں فرماتے ہیں:

وروی الطبرانی عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملٰئکۃ لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ۷۱۳ للعلامہ نبہانی)	طبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر بروز جمعہ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی شخص بھی مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو۔

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی ۹۴۲ھ فرماتے ہیں:

ورواہ الطبرانی بلفظ لیس من عبدٍ یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان ورجالھما	اور طبرانی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کوئی بندہ بھی مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی

Marfat.com

ثقات ۔ ہے ۔ ان دونوں کے رواۃ ثقہ ہیں۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، ۱۲: ۳۵۸ باب حیاتہ فی قبرہ)

اور اسی طرح حضرت علامہ ابنِ حجر ھیتمی المکی م ۹۷۴ھ تحریر فرماتے ہیں:

وفی اخری للطبرانی لیس من عبد یصلی علی الابلغنی صوتہ (الجوھر المنظم، طبع مصر ص۲۱ طبع جدید)	اور دوسری روایت جو کہ طبرانی کی ہے (میں الفاظ اس طرح ہیں) کوئی شخص بھی مجھ پہ درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے ۔

جناب علامہ موسیٰ محمد علی صاحب فرماتے ہیں:

وعن خالد بن زید عن سعید بن ابی ھلال عن ابی الدرداء قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعۃ .... لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان ۔	خالد بن زید سے روایت ہے وہ سعید بن ابی ھلال سے وہ حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پہ جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھا کرو .... کوئی شخص بھی درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے وہ کہیں بھی ہو ۔

(حقیقۃ التوسل والوسیلہ علی ضوء الکتاب والسنۃ طبع عالم الکتب بیروت طبع دوم۔ ۱۹۸۵)

حضرت مولانا محمد انوار اللہ قادری چشتی حیدرآبادی فرماتے ہیں:

چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرما دی ہے ۔ کما فی الطبرانی

لیس من عبد یصلی علی الا	جیسا کہ طبرانی میں ہے کہ اس کی آواز مجھے

Marfat.com

بلغنی صوته .... (ذکرہ ابن حجر المکی فی الجوھر المنظم و انوار احمدی ص۲۶ مصدقه جناب حضرت امداد اللہ مہاجر مکی)

پہنچ جاتی ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور ابن حجر مکی نے "الجوھر المنظم" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ یہ الفاظ صحیح اور ثابت ہیں اور محدثین نے ان کا انکار نہیں کیا بلکہ اس صحیح حدیث کی تائید میں دیگر احادیث روایت فرمائی ہیں۔

حدیث طبرانی کے شواہد

حدیث نمبر ۲

عن ابی امامة الباھلی رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ان اللہ تعالیٰ وعدنی اذا مت ان یسمعنی صلاۃ من صلی وانا فی المدینة و امتی فی مشارق الارض و مغاربھا وقال یا ابا امامة ان اللہ تعالیٰ یجعل الدنیا کلھا فی قبری وجمیع ما خلق اللہ اسمعه و انظر الیه۔ (درة الناصحین، ۲۲۵)

حضرت سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا وصال ہوگا تو مجھ پہ درود پڑھنے والے کا درود وہ مجھے سنائے گا۔ حالانکہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری امت زمین کے مشرق و مغرب میں ہوگی اور فرمایا: اے ابوامامہ اللہ تعالیٰ میری ساری امت کو میرے روضہ شریف میں کر دیگا اور میں تمام مخلوق خداوندی کی آواز سنونگا۔ اور اسے ملاحظہ فرماؤں گا۔

Marfat.com

تو اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتی کا درود وسلام سماعت فرماتے ہیں چاہے وہ شخص زمین کے مشرق و مغرب جہاں کہیں بھی ہو۔ اگر ایک فرشتہ ساری مخلوق کی آواز سن سکتا ہے تو پھر پیارے آقا و مولا کی سماعت کا کیا حال ہوگا!

حدیث نمبر ۳

حضور نبی اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اصحابی واخوانی صلوا علی فی	میرے اصحاب اور (تواضعاً فرمایا) میرے
کل یوم اثنین والجمعة بعد	بھائیو مجھ پر ہر پیر اور جمعہ کے روز درود
وفاتی اسمع منکم بلاواسطة	پڑھا کرو۔ میری وفات کے بعد میں
	بلا واسطہ تمہارا درود سنتا ہوں۔

(انیس الجلیس ص۲۲۳ بحوالہ مقام رسول للشیخ الحدیث محمد منظور احمد فیضی دامت برکاتہم العالیہ)

حدیث نمبر ۴

قال النبی صلی اللہ علیہ	حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وسلم اکثروا من الصلاۃ علی	مجھ پر یوم جمعہ اور جمعرات کو زیادہ درود
یوم الجمعة ولیلة الجمعة	شریف پڑھا کرو کیونکہ دیگر تمام دنوں
فان فی سائر الایام تبلغنی	میں تمہارا درود مجھ تک فرشتے پہنچاتے ہیں
الملئکة صلاتکم الا لیلة	مگر جمعہ کی رات اور دن کو میں تمہارا
الجمعة ویوم الجمعة فانی	درود اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔
اسمع صلاتی ممن یصلی	
علی باذنی۔	

(نزہۃ المجالس للعلامہ عبدالرحمٰن الصفوری ۲: ۱۱۶ طبع قدیم مصر)

Marfat.com

حدیث نمبر ۵

قطبِ وقت ولی کامل عاشق رسول حضرت علامہ محمد بن سلیمان الجزولی سید حسنی شاذلی نقل فرماتے ہیں:

وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیت صلوۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یأتی بعدک ما حالھما عنک فقال اسمع صلاۃ اھل محبتی واعرفھم وتعرض علی صلاۃ غیرھم عرضا۔ (دلائل الخیرات شریف ۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمائیے جو کہ آپ سے دور ہیں اور آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں اور وہ لوگ جو آپ کی ظاہری زندگی کے بعد آئیں گے ان لوگوں کا آپ کے نزدیک کیا حال ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل محبت (عشاق) کا درود تو میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور غیر محبت والوں کا درود مجھے فرشتے پہنچاتے ہیں۔

الحمد للہ علی ذلک۔ اس حدیث شریف سے خود سننے اور فرشتوں کے پہنچانے والی احادیث میں تطبیق بھی ہو گئی یعنی کچھ لوگوں کا درود شریف تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فرشتے پیش کرتے ہیں لیکن عشاق لوگوں کا درود شریف آپ بنفسِ نفیس سماعت فرماتے ہیں وہ لوگ چاہے دنیا کے کسی خطے میں بھی ہوں۔

اس حدیث شریف کی شرح میں

حضرت علامہ محمد المھدی بن احمد فاسی م ۱۰۹۳ھ فرماتے ہیں:

(فقال اسمع) یعنی بلا واسطہ (میں سنتا ہوں) یعنی بلا واسطہ اہل

(صلوٰۃ اھل محبتی) الذی یصلون علی محبة لی و شوقا و تعظیما و ظاھر سوا صلی علیه المحب له عند قبر او نائیا عنه ۔
(مطالع المسرات بجلا دلائل الخیرات ص ۸۱ فیصل آباد۔ نوریہ رضویہ)

محبت کا درود شریف، یعنی جو مجھ پر محبت اور ذوق و شوق کے ساتھ میری تعظیم و عظمت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پڑھتے ہیں چاہے وہ عاشق قبر کے قریب پڑھے یا آپ کی قبر منورہ سے دور دراز کے علاقے میں ۔

الحمد للہ یہ چار احادیث حدیث طبرانی کی شواہد ہیں اور اس کی تائید کرتے ہوئے ثابت کر رہی ہیں کہ حدیث طبرانی بالکل صحیح ہے ۔ اور ان احادیث پر کسی بھی مستند عالم دین نے اعتراض نہیں کیا بالخصوص دلائل الخیرات شریف تو صدیوں سے علماء اولیاء کی حرز جان ہے ۔ کسی ایک نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ اس میں یہ حدیث من گھڑت ہے اور علمائے دیوبند بھی اس کی اجازت دیتے اور لیتے رہے ہیں تو انہوں نے بھی اس اجازت میں کوئی شرط نہیں رکھی اور پھر یہ کتاب تو بالاتفاق بارگاہِ نبوت کی مقبول کتاب ہے ۔ جیسا کہ کتب میں موجود ہے ۔

اور مشہور دیوبندی شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری صاحب، علمائے نجد کا رد کرتے ہوئے دلائل الخیرات شریف کی تعریف کی ہے! ملاحظہ فرمائیں (ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۲۹، ص ۲۳۰)

اعتراض

یہ احادیث بلا اسناد ہیں لہٰذا قابلِ حجت نہیں ہیں ۔

جواب

یہ احادیث چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر کر رہی ہیں اور بطور تائید

Marfat.com

پیش کی گئی ہیں ۔ اور موضوع بھی نہیں جبکہ منکرین شانِ نبوت کے امام نے تو لکھا ہے کہ فضائل میں تائیداً موضوع حدیث بھی پیش کی جا سکتی ہے ۔

جناب مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب تقویۃ الایمان نے لکھا ہے ۔

والموضوع لا یثبت شیئاً من الاحکام نعم یوخذ فی الفضائل ما ثبت فضله بغیره تائیداً او تفصیلاً ۔ (اصولِ فقہ، ۱۸ طبع الصدف پبلشر کراچی)	اور موضوع حدیث سے احکام میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوگا۔ ہاں فضائل میں اس کو (حجت) پکڑا جائے گا جو فضیلت کہ اس کے غیر کسی اور دلیل سے ثابت ہو چکی ہو تو اس کو تائیداً یا تفصیلاً کے طور پر حجت پکڑی جائیگی۔

ان احادیث کو چونکہ تلقی بالقبول حاصل ہے اس لیے اگر ان کی کوئی سند معتبر نہ بھی ہمارے علم میں ہو تب بھی یہ اصولاً قابل قبول ہوں گی ۔ کیونکہ کسی حدیث کو تلقی بالقبول کا درجہ اگر حاصل ہو جائے تو وہ مقبول ہے اگرچہ اس کی سند صحیح نہ بھی مل سکے ۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :

وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اهل العلم به وان لم یکن له اسناد یعتمد علی مثله ۔	بہت سارے علماء نے بیان فرمایا ہے کہ حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل اہل علم کا قول ہے ۔ اگرچہ اس حدیث کی کوئی سند نہ ہو کہ جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ۔

(التعقبات علی الموضوعات ۱۲)

جناب مولانا عبد الحئی لکھنوی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

قال السیوطی فی شرح "نظم الدرر" المسمی "البحر الذی زخر" المقبول	امام جلال الدین سیوطی نے شرح "نظم الدرر" المسمی "البحر الذی زخر" میں بیان فرمایا کہ

Marfat.com

ما تلقاه العلماء بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح فيما ذكره طائفة من العلماء منهم ابن عبدالبر۔

مقبول حدیث وہ ہے کہ جس کو علماء نے قبول کیا ہو اگرچہ اس کی سند صحیح نہ بھی ہو۔ یہ علماء کی ایک جماعت نے بیان فرمایا جن میں سے امام ابن عبدالبر وغیرہ ہیں

او اشتهر عند ائمة الحديث بغير نكير فيما ذكره الاستاذ ابو اسحاق الاسفرائني وابن فورك

یا وہ حدیث ائمہ حدیث کے نزدیک بغیر نکیر کے مشہور ہو اس کو استاذ ابواسحاق الاسفرائنی اور ابن ابوبکر بن فورک نے ذکر کیا ہے۔

او وافق آية من القرآن او بعض اصول الشريعة۔

یا وہ حدیث قرآن کی کسی آیت کے یا اصول شریعت میں کسی کے موافق ہو۔

(الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الكاملة ۲۲۹ طبع ثانیہ مصر)

حضرت امام سیوطی مزید فرماتے ہیں:

قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح۔

بعض علماء نے فرمایا کہ حدیث کی صحت کا حکم لگایا جائیگا جب کہ لوگوں نے اس کو قبول کر لیا ہے اگرچہ اس کی کوئی سند صحیح نہ ہو۔

(تدریب الراوی ۱: ۶۷ للسیوطی)

حضرت امام عبدالبر فرماتے ہیں:

وفى قول جماعة العلماء واجماع الناس على معناه غنى

اس حدیث میں علماء کی جماعت کے قبول کا قول ہے اور اس کے معنی پہ لوگوں

Marfat.com

عن الاسناد فیہ۔ کا اجماع ہے جو کہ اس میں سند سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

(تدریب الراوی ۱: ۶۷)

حضرت امام احمد فرماتے ہیں:

وقد حدثنا ابوبکر المروزی رحمہ اللہ قال سألت اباعبداللہ عن الاحادیث التی تردھا الجھمیۃ فی الصفات والرؤیۃ والاسراء وقصۃ العرش، فصححھا ابوعبداللہ وقال: قد تلقتھا العلماء بالقبول نسلم الاخبار کما جاءت۔

امام ابوبکر المروزی نے فرمایا کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا کہ جن کو جہمیہ نہیں مانتے یعنی احادیث صفات باری تعالیٰ اس کا دیدار معراج اور عرش معلیٰ کے بارے میں تو آپ رحمۃ اللہ نے ان احادیث کی تصحیح کی اور فرمایا کہ ان احادیث کو علماء کا تلقی بالقبول حاصل ہے لہٰذا ہم ان کو مانتے ہیں۔ جیسی کہ یہ وارد ہوئی ہیں۔

(کتاب السنۃ لابن خلال ۱: ۲۴۶-۲۴۷ وطبقات الحنابلۃ ۱: ۳۲-۳۳ لابن ابی یعلی حنبلی)

حضرت امام سیوطی وعلامہ عبدالحئی لکھنوی اور علامہ ابن عبدالبر وغیرہم نے جو حدیث کی صحت کے اصول بتلائے ہیں وہ تمام ان احادیث میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی علماء نے ان احادیث کو بغیر نکیر کے نقل فرمایا:

اور پھر یہ قرآن کی آیت کے بھی موافق ہیں جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔

جب ان احادیث میں قبول کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں تو پھر ان کو قبول کرنا چاہیئے جبکہ یہ احادیث ہیں بھی باب فضائل میں اور فضائل میں تو ضعیف حدیث بھی بالاجماع مقبول ہے جیسا کہ باحوالہ گذر چکا ہے۔

اس کے باوجود جو شخص ان احادیث کو من گھڑت اور ناقابل قبول کہہ کر ٹھکراتا ہے

Marfat.com

تو وہ حقیقت میں پیارے آقا سیدِ انس و جن کی فضیلت کا منکر ہے اور جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں ثابت ہو اس کا انکار نہ کرے گا مگر گستاخ اور بدبخت۔

حضرت امام ابوبکر احمد بن محمد ابنِ ہارون بن یزید الخلال م ۳۱۱ھ فرماتے ہیں۔

قال ابوالعباس هارون بن العباس الهاشمي ...... ومن رد فضل النبي صلى الله عليه وسلم فهو زنديق لا يستاب ويقتل لان الله تعالى عز وجل قد فضله صلى الله عليه وسلم على الانبياء عليهم السلام (السنة للابن خلال ۱: ۲۳۷ طبع دار الدرایه الریاض)

حضرت امام ابوالعباس ہارون بن عباس ہاشمی (م ۲۷۰ھ وکان ثقة، تاریخ بغداد ۱۴: ۲۷) نے فرمایا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی فضیلت کا انکار کرے وہ میرے نزدیک ایسا زندیق ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اس کو قتل کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت عطا فرمائی۔

اور آپ مزید فرماتے ہیں:

فالعجب العجب ان النصارى تضحك بنا انا نسلم الفضائل كلها لعيسى عليه السلام لتشبه الربوبية۔ انه كان يحيى الموتى ويبرئ الاكمه والابرص فيه وحده فسلمنا ذلك

اور تعجب در تعجب ہے کہ گستاخانِ رسول کی وجہ سے، عیسائی ہم پر ہنستے ہیں کہ ہم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تمام ایسے فضائل تسلیم کرتے ہیں جو بظاہر اللہ تعالیٰ کے اوصاف کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ مردوں کو زندہ کرتے

Marfat.com

لعیسی بالرضا و التصدیق بکتاب اللہ عزوجل و انکر ھذا المسلوب فضیلۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نفخر علی الاسم کلھا ان نبینا افضل الانبیآء ۔

(السنۃ ۱/۱: ۲۴۰)

کوڑھی اور برص والے کو تندرست کرتے تھے ۔ یہ اوصاف تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہیں ۔ ہم نے یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تصدیق اور رضا کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے تسلیم کیے ہیں ۔ یہ محروم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا انکار کرتا ہے ۔ حالانکہ ہمیں تمام امتوں پر فخر ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں ۔

Marfat.com

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں

ویتولد من هذا الجواب جواب آخر وهو ان تكون الروح كناية عن السمع ويكون المراد ان الله تعالىٰ يرد عليه سمعه الخارق للعادة بحيث يسمع سلام المسلم وان بَعُدَ قُطره

اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ردِ روح سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی سماعت خارق عادت کو لوٹا دیتا ہے۔ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کا (درود) سلام سنتے ہیں خواہ وہ کتنی دور ہی کیوں نہ ہو۔

الحاوی للفتاوی للسیوطی ۲/۱۵۳ انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء ص۴۲ دار الحدیث قاہرہ

حضرت امام محمد بن عثمان میر غنی صاحب فرماتے ہیں

انه صلى الله عليه وسلم يسمعك ويراك ولو كنت بعيد فانه يسمع با الله ويرى به فلا يخفى عليه قريب ولا بعيد

یعنی درود و سلام پڑھنے والے تو جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیرے درود پڑھنے کو سنتے اور تجھے دیکھتے ہیں تو اگرچہ (مدینہ منورہ) سے دور ہی کیوں نہ ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طاقت سے سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ تو کوئی قریب کی چیز پوشیدہ ہے اور نہ ہی دور کی

سعادۃ الدارین للامام نبہانی ص۵۰۸

Marfat.com

حضرت علامہ امام علی نور الدین حلبی اپنے رسالہ (تعریف اهل الاسلام والایمان) میں فرماتے ہیں

وردنی صحیح الاخبار ان اللہ تبارک وتعالی وکل ملکا بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبلغہ الصلاۃ والسلام من المصلی والمسلم علیہ وانہ لیلۃ الجمعۃ ویومہا یسمع ذلک بنفسہ ویرد بکل حال

جواہر البحار ۲/۱۲۱ للامام نبہانی

صحیح احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر مقرر فرما رکھا ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاۃ وسلام پہنچاتا ہے اور جمعہ کے دن اور رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور بہر حال جواب دیتے ہیں۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالیٰ ویکے از صفات الٰہی آں است کہ انا جلیس من ذکرنی پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم نصیب وافر است ازیں صفت:

جاننا چاہیئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے اور تیرا کلام سنتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کا ہم نشیں ہوں جو میرا ذکر کرے اور آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کو اس صفت سے وافر حصّہ ملا ہے!

عاشق صادق ولی کامل حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں

ولیؤید سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام من یسلم علیہ من بعید وقریب شروعیۃ السلام علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التشہد فی الصلاۃ بصیغۃ الخطاب اذ یقول المصلی، السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فلو لم یکن صلی اللہ علیہ وسلم حیا یسمع جمیع المصلین اینما کانوا یا سماع اللہ لہٗ ذلک لما کان لھذا الخطاب معنی

شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق ص۲۸۳

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر اس شخص کے سلام جو آپ پر دُور و قریب سے سنتے پر تائید کرتا ہے، وہ نماز کے تشہد میں سلام کا جواز ہے کہ وہ صیغہ خطاب ہے جبکہ نمازی کہتا ہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں اور (اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی طاقت سے) تمام نمازیوں سے چاہے وہ کہیں بھی ہوں درود سلام نہیں سنتے تو اس خطاب کرنے کا کوئی معنیٰ نہیں رہ جاتا۔

حضرت امام علامہ زین الدین ابوبکر بن الحسین بن عمر المراغی ۸۱۶ھ فرماتے ہیں

اعلم ان کتب الحدیث متضمنۃ لاحادیث دالۃ علی ان روح

جاننا چاہیئے کہ کتب حدیث ایسی روایات سے بھری پڑی ہیں جو اس

Marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم تُرَدُّ علیہ، وانہ یسمع و یَرُدُّ علیھما لسلام

تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الھجرۃ ص ۱۱۶ طبع مدینہ منورہ ۱۹۸۱ء

اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی روح لوٹا دی گئی ہے اور آپ درود وسلام خود سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں۔

حضرت امام الحرمین فرماتے ہیں!

شہرستانی در غایۃ المرام از امام الحرمین نقل میکند کہ گفت۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ است صلاۃ وسلامیکہ بروے میفرستند استماع میکند

جذب القلوب ص ۲۱۰

امام شہرستانی نے اپنی کتاب غایت المرام میں امام الحرمین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں، آپ اسے سنتے ہیں

ان روایات سے یہ بات ثابت کہ ایک فرشتہ تمام روئے زمین کے درود سنتا ہے اور خدمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے اور اس کو ویسی ہی سماعت دی گئی ہے۔ جیسے ان فرشتوں کو دی گئی ہے جو اس کام پر مقرر ہیں کہ درود پڑھنے والوں کے حق میں دعائے خیر کیا کریں جن کا حال ابھی معلوم ہوا۔ جب انہی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض فرشتوں کے پاس قرب وبعد یکساں ہے اور آن واحد میں ہر شخص کی آواز برابر سنتے ہیں۔

تو اب اہل ایمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی میں شک کا کیا موقع ہوگا۔ اس لیے مبنی شک وانکار کا یہی تھا کہ اس میں شرک فی الصفت

Marfat.com

لازم آتا ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں یہ صفت موجود ہے تو چاہیئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطریق اولیٰ اور بوجہ اتم ہو! چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرمادی۔
انوار احمدی ۵، طبع فیصل آباد

امام العارفین حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی فرماتے ہیں

درود پاک کے آداب سے یہ ہے کہ درود پاک پڑھتے وقت یہ خیال رکھے کہ آپ حاضر ہیں اور سن رہے ہیں۔ مقاصد السالکین ص۵۶

قطب وقت حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری فرماتے ہیں

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محبت سے درود شریف پڑھے اس کو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں ......
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حی و زندہ ہونا قبر شریف اور استماع حالت حیات و ممات میں اور واقف ہونا احوال زائرین سے بلکہ تمام امت کے احوال خیر و شر کا پیش ہونا حضور میں خصوصاً جمعہ کے دن درود شریف اہل محبت کا، کو سمع شریف سے سننا اور جو روضۂ انور پہ حاضر ہو کر سلام عرض کرے، اس کا جواب دینا ثابت ہے! ملفوظات امیر ملت ص۷۵

ولی کامل حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماتے ہیں

موڑ دیوے رب روح اسانوں کہیا شاہ عالی
روح مراد ایتھے شنوائی خرق عادت دے والی
جو شنوائی دنیا اُتے خرق عادت دی ہے سی
دور نزدیکوں سُنن گل کرے کوئی کیسی

Marfat.com

کر انصاف تو نئیں اے منکر اندر سنن نبی دے
عشوں تحت ثریٰ تک سُندے اندر بندہ بعید ے
پہلی حالت نالوں اوسدی ہے من پچھلی بہتر
قبر اندر کیوں سُندا نائیں سب نبیاں دا مہتر

ہدایت المسلمین میاں محمد بخش صہ ۶۲

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی قوت سماعت عطا فرمائی ہے کہ آپ اپنے امتیوں کا درود وسلام بلواسطہ اور بلا واسطہ ہر طریقے سے سماعت فرماتے ہیں اور اس میں استحالہ بھی کوئی نہیں یہ طاقت تو آپ کے وسیلہ و صدقہ سے آپ کے کئی غلاموں کو عطا فرمائی گئی ہے۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ایک فرشتہ کو ساری مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عنایت فرمائی گئی ہے۔ اس حدیث کی تحقیق و تخریج پہلے صفحات میں گذر چکی ہے۔ اور ایک حدیث قدسی میں وارد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا جس نے میرے ولی کی دشمنی کی ہیں نے اس سے اعلان جنگ کر دیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں

يمشى بها وان سألنى لاعطينه

......

صحیح بخاری ۲/۹۶۳ نوادر الاصول ق ۱۵۱

اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اسکی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں......

اسی حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے حضرت امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

وكذالك العبد اذا واظب على الطاعات بلغ الى المقام الذى يقول الله كنت له سمعا و بصرا فاذا صار نور جلال الله سمعا له سمع القريب والبعيد واذا صار ذلك النور بصرا له راى القريب و البعيد واذا صار ذلك النور يدا له قدر على التصرف فى الصعب والسهل والبعيد والقريب

جب بندہ نیکیوں پر مواظبت کرتا ہے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالٰی نے کنت له سمعا و بصرا فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کے کان بن جاتا ہے تو وہ شخص دور و نزدیک سے سنتا ہے۔ اور جب یہی نور اس کی آنکھیں ہو گیا تو وہ دور و نزدیک سے دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور

Marfat.com

تفسیر کبیر۔ زیر آیت ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم

آسان دور و نزدیک میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

حضرت امام شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں

وَ ذکروا ان من القوم من یسمع فی اللّٰہ و بِلِلّٰہِ و باللّٰہ و من اللّٰہ جل و علی و لا یسمع بالسمع الانسانی بل یسمع بالسمع الربانی کما فی الحدیث القدسی کنت سمعہ الذی یسمع بہ ..... انتھٰی

تفسیر روح المعانی پ ۲۵/ ۱۰۲

عارفین (اولیاء) نے ذکر کیا کہ قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ میں اللہ کے لئے اللہ کے ساتھ، اللہ سے سنتے ہیں وہ انسانی سماعت سے نہیں سنتے بلکہ ربانی سماعت سے سنتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ جس سے سنتا ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام اولیاء کرام و امتیوں کی یہ شان ہے تو آقاء دوجہان امام الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت بصارت کی کیا شانِ اقدس ہو گی۔

حضرت فاروق اعظم کا دور سے دیکھ کر آواز پہنچانا اور حضرت ساریہ کا دور سے آواز سننا

عن ابن عمر ان عمر بعث جیشاً و امّر علیھم رجلاً یدعی ساریۃ فبینما عمر رضی اللّٰہ عنہ یخطب فجعل یصیح یا ساریَ الجبلَ۔ فقدم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر امیر ساریہ نامی آدمی کو بنایا ایک مرتبہ حضرت عمر خطبہ دیتے ہوئے پکارے

رسول من الجیش فقال یا امیر المومنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا صائح یصیح یا ساریۃ الجبل فاسندنا ظھورنا الی الجبل فھزمھم اللہ فقلنا لعمر کنت تصیح بذلک

اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جا (تین مرتبہ فرمایا) لشکر سے ایک پیغام لانے والا آیا اور کہا اے امیر المومنین ہم دشمن سے ملے پس ہم شکست کے قریب تھے کہ ایک پکارنے والے نے پکارا اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جا۔ پس ہم نے اپنی پیٹھ پہاڑ کی طرف کر لی پس دشمن کو شکست ہو گئی۔ ہم نے حضرت عمر سے عرض کی کہ آپ نے یہ آواز دی تھی۔

تخریج حدیث:

۱۔ دلائل النبوۃ واللفظ لہ	الامام بیہقی	۶/۳۷۰
۲۔ دلائل النبوۃ	الامام ابی نعیم	۲/۵۷۹ - ۵۸۰/۲
۳۔ شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ	الامام لالکائی	۷/۱۳۳۰ - ۱۳۳۱
۴۔ کرامات اولیاء اللہ	" "	۱۲۸ برقم ۴۶
۵۔ کرامات اولیاء	ابن الاعرابی	بحوالہ تخریج الاربعین السلمیۃ فی
۶۔ فوائد	الدیرعاقولی	التصوف۔ للسخاوی ۴۴
۷۔ الاربعین	ابو عبد الرحمن السلمی مع تخریج للسخاوی	۴۴
۸۔ الطبقات الکبری	ابن سعد	
۹۔ تاریخ الامم والملوک	الامام طبری	
۱۰۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۲/۱۶۶
۱۱۔ طبقات الشافعیۃ الکبری	تاج الدین السبکی	۲/۳۲۴ طبع جدید
۱۲۔ کتاب الاعتقاد	امام بیہقی	۲۰۳

Marfat.com

امام زرکشی فرماتے ہیں :

وقد افرد الحافظ قطب الدین عبد الکریم الحلبی لهذا الحدیث جزءً ا ووثق رجال هذه الطریق (الآلی المنثورہ فی الاحادیث المشہورہ ص ۱۶۷

حافظ قطب الدین عبدالکریم حلبی نے اس حدیث کے طرق پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے اور اس سند کے تمام راویوں کی توثیق کی ہے ۔

امام حافظ سخاوی فرماتے ہیں

وھو اسناد حسن	اور وہ سند حسن ہے

تخریج احادیث السلمیۃ فی التصوف للسخاوی ۴۵ والمقاصد الحسنۃ ص ۴۳۷

آپ مزید فرماتے ہیں :

قلت وللقصۃ طرق منھا ماروی ابن مرودیۃ من طریق میمون بن مھران عن ابن عمر عن ابیہ .... ومنھا ما اخرج الواقدی عن اسامۃ بن زید بن اسلم عن ابیہ ...... ومنھا ماروی سیف عن ابی عثمان وابی عمرو بن العلاء	میں کہتا ہوں کہ اس قصہ کے کئی طرق ہیں - ان میں سے ایک طریق وہ جس کو ابن مردویہ نے میمون بن مہران عن ابی عمر کی سند سے روایت کیا ہے اور ایک وہ جس کو واقدی نے اسامہ بن زید بن اسلم عن ابیہ کی سند سے بیان فرمایا اور وہ جس کو سیف نے عثمان اور ابو عمرو بن العلاء کی سند سے روایت کیا ہے ۔

تخریج احادیث السلمیۃ فی التصوف ص ۴۷

حضرت امام شامی فرماتے ہیں

والاثر عن امیر المومنین	اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق رض

Marfat.com

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سے یہ اثر صحیح سند سے ثابت کہ
صحیح انہ قال یا ساریۃ	آپ نے فرمایا۔ یا ساریہ الجبل
اجابۃ الغوث فی رسائل ابن	
عابدین ۲/۲۷۹	

صدیق الحسن بھوپالوی غیر مقلد نے تحریر کیا ہے

چنانچہ لوگ اب تک اس غار کو معظم جان کر تبرک حاصل کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں قصہ ساریہ کو بیہقی اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور لالکائی نے شرح السنۃ میں اور دیر عاقولی نے فوائد میں اور ابن الاعرابی نے کرامات اولیاء میں اور خطیب نے رواۃ مالک عن نافع عن ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ الفاظ کا کچھ فرق ہے۔

حافظ ابن حجر نے اصابہ میں کہا ہے کہ اسنادہ حسن

(تکریم المومنین بتقویم مناقب خلفاء الراشدین ص ۶۱)

مولوی احمد حسن دہلوی غیر مقلد نے لکھا ہے

اخرجہ ایضاً ابوعبد الرحمٰن	اس کو ابوعبد الرحمٰن سلمی نے اربعین
السلمی فی الاربعین و ابن	اور ابن اعرابی نے کرامات اولیاء و
الاعرابی فی کرامات اولیاء و	ابونعیم نے دلائل و لالکائی نے
ابونعیم فی الدلائل واللالکائی	سنہ اور ابن عساکر نے مسند میں
فی السنۃ وابن عساکر فی مسندہ	روایت کیا (البانی نے اس کی سند کو
(وحسن الالبانی اسنادہ) و	حسن کہا ہے) اور حافظ ابن حجر نے
قال الحافظ ابن حجر فی الاصابۃ	اصابہ (۳/۲) میں اس کی سند کو
(۳/۲) اسنادہ حسن (وقال	حسن کیا اور حافظ ابن کثیر نے

Marfat.com

الحافظ ابن کثیر ھذا اسناد جید حسن "۔ البدایۃ ۷/۱۳۱) وخرجہ ایضاً الخطیب فی رواۃ مالک و ابن عساکر فی مسندہ و ابن مردویہ بنحوہ ....

(البدایہ والنہایہ ۷/۱۳۱) میں کہا کہ اس کی سند پختہ اور حسن ہے اور اس کو خطیب نے رواۃ مالک اور ابن عساکر نے بھی اپنی مسند میں اور ابن مردویہ اسی طرح روایت کیا ہے۔

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ

للاحمد حسن دہلوی وابی سعید محمد شرف الدین دہلوی مع الاستدراکات حافظ صلاح الدین یوسف و حافظ نعیم الحق نعیم کلھم من غیر مقلدین

جس پیارے آقا کے غلاموں کی یہ شان ہے تو اس کی اپنی کیا شان مبارک ہوگی۔ لیکن نہ جانے منکرین شانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا بیماری ہے کہ ہر عظمت و شان والی چیز میں ان کو کچھ نہ کچھ عیب کیوں نظر آتے ہیں

الٰہی تجھ کو کھائے تپ سقر
تیرے دل میں کس سے بخار ہے

حدیث نمبر ۲

واخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انبأنا ابو عبد اللہ الصفار ثنا ابو بکر بن ابی الدنیا حدثنی سوید بن سعید حدثنی ابن ابی الرجال عن سلیمان بن سحیم، قال:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِی النوم فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ، ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَأْتُوْنَکَ فَیُسَلِّمُوْنَ عَلَیْکَ

Marfat.com

أتفقه سلامهم؟ قال: نعم، وأرد عليهم۔

ترجمہ: حضرت سلیمان بن سحیم (تابعی۔ ثقہ) نے فرمایا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔ کیا آپ ان کا سلام سنتے اور سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں! ہم ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

تخریج حدیث:

شعب الایمان	امام بیہقی	۴۹۱/۳
تہذیب تاریخ دمشق	زیدان/ابن عساکر	۳۶۵/۳
احیاء العلوم	امام غزالی	۵۲۲/۴
کتاب العاقبہ	عبدالحق اشبیلی	۱۱۹
الشفا	قاضی عیاض	۴۴/۲

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں اور صلاۃ وسلام سنتے اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ اور کئی خوش بخت حضرات آپ کے جواب کو سماعت بھی فرماتے ہیں!

اس کی شاید کئی احادیث ہیں جن میں سے کچھ یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ا:

حدثنا احمد بن عیسٰی حدثنا	بسند مذکور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ
ابن وھب عن ابی صخر ان سعیداً	عنہ روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ
المقبری اخبرہ أنہ سمع ابا	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ھریرۃ یقول سمعت رسول اللہ	سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ اس
صلی اللہ علیہ وسلم یقول:	ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت

Marfat.com

والذی نفس ابی القاسم بیدہ لینزلن عیسٰی بن مریم اماما مقسطا وحکما عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیصلحن ذات البین ولیذھبن الشحناء ولیعرضن علیہ المال فلا یقبلہ احد۔ ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنہ

مسند ابی یعلی تحقیق الاثری ۱/۶-۱ موسسۃ علوم القرآن بیروت وبتحقیق دکتور سلیم اسد ۱۱/۴۶۲ دار المامون للتراث بیروت

میں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ البتہ ضرور حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام امام منصف اور حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے۔ یقیناً صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ لوگوں کے آپس میں معاملات درست فرمائیں گے اور لوگوں کی ایک دوسرے سے دشمنیاں ختم کر دیں گے اور مال پیش کریں گے تو کوئی اس کو نہ لے گا۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے۔ یا محمد تو میں ضرور بضرور ان کو جواب دوں گا۔

اور مستدرک حاکم کے الفاظ اس طرح ہیں۔

ولیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ

مستدرک ۲/۵۹۵

وہ میری قبر پر حاضر ہو کر مجھے سلام عرض کریں گے تو میں یقیناً ان کو جواب دوں گا۔

امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام ذھبی نے فرمایا یہ صحیح ہے

امام ابوبکر الھیثمی فرماتے ہیں:

رواہ ابو یعلی ورجالہ رجال الصحیح

اس کو امام ابویعلی نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح بخاری

Marfat.com

(مجمع الزوائد) ۲۱۱/۸ باب ذکر الانبیاء کے راوی ہیں۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

قلت: هو فی الصحیح بغیر هذا السیاق	میں کہتا ہوں کہ یہ روایت صحیح بخاری (۱/۴۹۰) میں ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ کے ساتھ

المقصد العلی فی زوائد ابی یعلیٰ ۱۳۲/۳ موجود ہے۔

امام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف پر یہ باب باندھا

حیاته صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں حیات

المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیہ ۲۳/۴، ۳۴۹/۴

جہاں اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ فی القبر ثابت ہو رہی وہیں یہ بھی ثابت ہو رہا ہے، حج یا عمرہ کرنے والے شخص کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر حاضر کے صیغے سے صلاۃ وسلام پیش کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہے اور حج و عمرہ کے بعد مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر نیت کر کے جانا ناجائز نہیں بلکہ انبیاء کرام کا مبارک طریقہ ہے۔

اعتراض

اس حدیث شریف پر منکرین شان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتراض کرتے ہوئے کہا:

مسند احمد میں لیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ ... کے الفاظ ہی نہیں۔ اور مستدرک حاکم میں یہ الفاظ ہیں۔ مگر حاکم کی سند میں محمد بن اسحاق ہے۔

Marfat.com

(محمد بن اسحاق پر مؤلف نے طویل جرح کی ہے)..... اور باقی حدیث کی کتب
میں یہ الفاظ صحیح سند کے ساتھ کہیں نہیں ملتے۔ اور کیا عجب ہے کہ یہ محمد
بن اسحاق کے دجل اور کذب کا ہی کرشمہ ہو۔ آئینہ تسکین الصدور۔ ۱۳۴

جواب:
از شبیر محمد

قارئین محترم یہ ہے ان حضرات کی تحقیق اور دیانت۔ اصل میں جو شخص انبیاء کرام کا گستاخ ہو تو اسے اچھی و بُری، پاک و ناپاک اور نیک و بد کی تمیز ہی نہیں رہتی۔ جہاں فضیلت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی روایت دیکھی، فوراً اس کو رد کرنے پر تُل گئے اور اپنی قسمت و تقدیر کی طرح صفحات سیاہ کرنے شروع کر بیٹھے۔ مولوی مذکور نے اس روایت کے صرف ایک راوی محمد بن اسحاق پر جرح چار صفحات میں نقل کی ہے۔ حالانکہ اس میں محمد بن اسحاق متفرد نہیں ہے۔

ہم نے مانا کہ "محمد بن اسحٰق"، ضعیف بلکہ زبردست ضعیف ہے لیکن کہاں؟ احکام میں حلال و حرام میں! فضائل اور تاریخ میں یہ راوی امام اور اتنا ہی ثقہ ہے جتنا کہ احکام میں کمزور ہے اور یہ حدیث شریف تو باب فضائل میں سے ہے۔ لہٰذا یہاں اگر یہ متفرد بھی ہوتا تو قابل قبول تھا جبکہ ہماری پیش کردہ روایت مسند ابی یعلی کی سند میں تو یہ راوی سرے سے ہے ہی نہیں۔

اور مسند ابی یعلی کی سند کے تمام راوی صحیحین کے راوی ہیں جیسا کہ امام ہیثمی کے حوالہ سے گذرا۔ اس سند کا پہلا راوی احمد بن عیسیٰ ہے۔ اس سے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔

دوسرا راوی ابن وہب یعنی عبداللہ بن وہب بن مسلم ہے۔ جو کہ زبردست ثقہ راوی ہے۔ اس سے بھی حضرات شیخین نے صحیحین میں روایت لی ہے۔

تیسرا راوی ابو صخر یعنی حمید بن زیاد

اس سے امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے جبکہ امام احمد، یحیٰی بن معین، ابن عدی وغیرہ نے اس کی توثیق فرمائی ہے۔

تہذیب الکمال ۳۴۳/۵، ۳۴۴

Marfat.com

چوتھا راوی ۔ سعید بن ابی سعید المقبری ۔ یہ صحیحین کا مرکزی راوی ہے ۔ اور زبردست ثقہ ہے ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کی زبردست دلیل ہے ۔

حدیث ۲

روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان و اقامت کی آواز آنا

عن سعید بن المسیب قال : لما زل اسمع الاذان والاقامۃ فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایام الحرۃ حتی عاد الناس	حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا کہ حرۃ کے دنوں میں لوگوں کے واپس آنے تک میں ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے آذان و اقامت کی آواز سنتا تھا
دلائل النبوۃ لابن نعیم ۲/۵۶۷	

الفصل الثامن والعشرون، زبیر بن بکار فی اخبار المدینۃ بحوالہ سبل الھدیٰ والرشاد للشامی ۱۲/۳۵۷ کرامات اولیاء اللہ ۔ امام لالکائی ۹/۱۸۳، سنن الدارمی ۔ امام دارمی ۱/۴۳، طبقات الکبریٰ لابن سعد ۵/۱۳۲، باب ما اکرم اللہ تعالےٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ صحیح اثر بتا رہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں ۔ اور پانچوں وقت آذان و اقامت کے ساتھ باجماعت نماز ادا فرماتے ہیں ۔ جیسا کہ حضرات فقہا و محدثین نے فرمایا ہے ۔

امام زرقانی فرماتے ہیں

لحیاتہ فی قبرہ یصلی فیہ باذان واقامۃ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور آذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں ۔
زرقانی شرح المواہب ۶/۱۰۶	

Marfat.com

امام عبدالوہاب الشعرانی فرماتے ہیں

وھو حی فی قبرہ یصلی فیہ باذان واقامۃ وکذالک الانبیاء۔

کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ ۱/۶۷ کتاب النکاح

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ ایسے ہی دیگر انبیاء کرام بھی ادا فرماتے ہیں

اس اثر پر بھی منکرین ومعاندین نے چند اعتراضات کئے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

مسعود الدین عثمانی نے کہا:

ایک ناقابل اعتبار روایت بیان کی جاتی ہے کہ "واقعہ الحرۃ" کے زمانہ جو ذوالحجہ ۶۳ھ میں پیش آیا۔ تین رات دن مسجد نبوی میں نہ تو آذان دی جاسکی نہ اقامت ہوئی۔ لیکن سعید بن مسیب نے مسجد نہیں چھوڑی۔ وہ نماز کا وقت قبر نبوی سے آنے والی ایک دبی دبائی آواز سے معلوم کر لیتے (رواہ الدارمی مشکوٰۃ ۵۴۵) سند یوں ہے:

اخبرنا مروان بن محمد عن سعید بن عبد العزیز (عن سعید بن المسیب) اور یہ دونوں ناقابل اعتبار ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز کا سعید بن مسیب سے سماع ثابت نہیں۔ اس لئے یہ روایت منقطع ہے اور مروان بن محمد کو ابن حزم نے ضعیف کہا اور عقیلی کہتے ہیں کہ وہ گروہ مرجیہ میں سے تھا۔ (میزان الاعتدال ۳/۱۶۱) (یہ قبر میں یہ آستانے دلے)

معترض مذکور نے اس صحیح روایت کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے کے لئے دو اعتراض کئے ہیں جو کہ بالکل غلط اور معترض مذکور کی جہالت اور علم حدیث سے ناواقفیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۱۔ مروان بن محمد اور سعید بن عبدالعزیز دونوں ناقابلِ اعتبار ہیں۔ کیوں؟

Marfat.com

سعید بن عبدالعزیز کا سعید بن مسیب سے سماع ثابت نہیں۔

اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو اس سے راوی ناقابلِ اعتبار کیسے ہوا ؟ یہ قانون کس نے کہاں تحریر فرمایا ہے ؟ عثمانی کا کوئی گمراہ مرید اس کا جواب دے گا ......؟ ہمیں انتظار رہے گا۔

حالانکہ یہ بات ہی غلط ہے۔ جناب سعید بن عبدالعزیز جو کہ زبردست ثقہ امام ہے اس کی حضرت سعید بن مسیب سے ملاقات کا قوی امکان موجود ہے لہٰذا یہ روایت منقطع نہیں بلکہ متصل ہے۔ کیونکہ حضرت سعید بن مسیب کی وفات بقول واقدی ۹۴ھ اور بقول ابونعیم ۹۳ھ ہے (تہذیب الکمال ۷/۳۰۳) اور امام یحییٰ بن معین کے قول کے مطابق ان کی وفات ۱۰۰ھ ہے (تہذیب التہذیب ۴/۸۶) جبکہ سعید بن عبدالعزیز کی ولادت حسن بن بکّار بن بلال کے قول کے مطابق ۸۳ھ ہے۔ لہٰذا کم از کم دس سال اور زیادہ سے زیادہ سترہ سال کا عرصہ ہے کیا اتنے سالوں میں آدمی دوسرے سے ملاقات نہیں کر سکتا ؟

اور سند کے اتصال کے لیے امکان لقا ہی کافی ہے جیسا کہ اصول کی کتب میں تفصیل موجود ہے اور یہاں امکان لقا کا قوی قرینہ موجود ہے۔ لہٰذا یہ روایت منقطع و مرسل نہیں بلکہ متصل ہے۔

دوسرا اعتراض کہ مروان بن محمد کو ابن حزم نے ضعیف کہا ہے اور عقیلی کہتے ہیں کہ وہ گروہ مرجیہ میں سے تھا !

ہم کہتے ہیں کہ مروان بن محمد زبردست ثقہ اور ثبت ہے۔ اور جہاں تک اس کا مرجی ہونا ہے تو جب تک اپنے عقیدہ کے بارے میں روایت نہ کرے اس وقت تک یہ جرح ہی تصور نہیں ہوگی۔ امام ابو حاتم اور صالح بن محمد الحافظ نے فرمایا ثقہ ہے۔

امام عبداللہ بن یحییٰ بن معاویہ الہاشمی نے فرمایا میں نے تین طبقات پائے ان میں سے ایک سعید بن عبدالعزیز کا اور اس طبقہ میں میں نے مروان بن محمد سے زیادہ خاشع شخص نہیں دیکھا۔

Marfat.com

امام سلیمان الدارانی نے کہا کہ میں نے کوئی شامی مروان بن محمد سے افضل نہیں دیکھا۔
ان سے کہا گیا کہ اس کا شیخ سعید بن عبدالعزیز اور یحییٰ بن حمزہ بھی نہیں تو
انہوں نے فرمایا وہ بھی نہیں۔

امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا۔

امام ابو زرعہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام احمد نے فرمایا تمہارے پاس تین محدث ہیں۔
مروان بن محمد ولید بن مسلم اور ابو مسہر

ابن معین نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ دارقطنی نے کہا ثقہ ہے۔

(تہذیب الکمال ۱۸/۲۰-۱۹)

جب محدثین کے اتنی کثیر تعداد بالاتفاق اسی کی توثیق فرما رہی ہے تو پھر
ابن حزم کا اس کو ضعیف کہنا اس کو کوئی نقصان نہیں دیتا ویسے بھی ابن حزم کا
رد کیا گیا ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

وضعفه ابن حزم خطاء لانا لانعلم له سلفا فی تضعیفه

(تہذیب التہذیب ۱۰/۹۶)

اس کو ضعیف کہنا ابن حزم کی غلطی ہے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ ابن حزم سے پہلے بھی کسی نے اس کو ضعیف کہا ہو۔

لہٰذا عثمانی کا اس کو ضعیف قرار دے کر ناقابلِ اعتبار کہنا اپنے ایمان کو ہی ناقابلِ
اعتبار کرنے کے مترادف ہے۔

محمد حسین نیلوی مماتی نے اعتراض کیا ہے

اس میں ایک راوی سعید بن عبدالعزیز جو ثقہ امام ہے۔ لکنہ اختلط
فی آخر عمرہ (تقریب) لیکن اس کی اخیر عمر میں حافظہ خلط ملط ہو گیا تھا
ندائے حق ۱/۷۳

معلوم ہوتا ہے کہ جناب نیموی صاحب کو مختلط کی روایت کے قبول اور عدم قبول کے اصول کا ہی علم نہیں ہے ورنہ ایسی ادھوری اور بے تکی بات ہرگز نہ تحریر کرتے۔

مختلط کی روایت کے قبول اور عدم قبول کا اصول

امام ابن الصلاح فرماتے ہیں :

والحکم فیھم أنہ یقبل حدیث من اخذ عنھم قبل الاختلاط ولا یقبل حدیث من اخذ عنھم بعد الاختلاط أو أشکل امرہ فلم یدر عنہ قبل الاختلاط أو بعدہ

(مقدمہ ابن الصلاح مع شرح التقیید والایضاح ۴۴۲)

ان (مختلطین) میں حکم یہ ہے کہ ان کی حدیث اختلاط سے پہلے روایت لینے والوں سے قبول کی جائے گی اور جن راویوں نے ان سے اختلاط کے بعد روایت لی یا ایسے راوی کہ جن کے بارے میں یہ امر مشکل ہو کہ انہوں نے اختلاط سے پہلے روایت لی یا بعد میں تو ایسے راویوں سے روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ یہ اصول امام ابن حبان نے بھی بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں :

(کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین ۲/۲۹۵ ترجمہ محمد بن فضل)

تو ثابت ہوا کہ ہر مختلط کی روایت ہر حالت میں مردود نہیں ہوگی بلکہ جب ان سے روایت کرنے والا راوی اگر اختلاط سے پہلے روایت کرنے والا ہے تو روایت مقبول اور صحیح ہوگی۔

اور یہاں اس روایت میں سعید بن عبدالعزیز سے راوی، مروان بن محمد ہے

Marfat.com

جو کہ اس سے قبل الاختلاط روایت کرتا ہے۔

امام ابن الصلاح فرماتے ہیں

واعلم أن من كان من هذا القبيل محتجًا بروايته في الصحيحين او احدهما فانا نعرف على الجملة أن ذلك مما تميز وكان ماخوذا عنه قبل الاختلاط	اور اس قبیل کے راوی جن سے صحیحین یا ان میں کسی ایک میں روایت لی گئی ہے تو ہم پہچانیں گے کہ اس سے روایت کرنے والے نے اختلاط سے پہلے روایت لی ہے۔

(مقدمہ ابن الصلاح مع شرح ۴۶)

اور مروان بن محمد کی روایت سعید بن عبد العزیز سے۔ صحیح مسلم میں موجود ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ مروان بن محمد نے سعید بن عبد العزیز سے ان کے مختلط ہونے سے پہلے روایت لی ہے۔

سعید بن عبد العزیز کے متابع

اور پھر جناب نیموی وعثمانی اور ان کے حواریوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس روایت میں سعید بن عبد العزیز متفرد بھی نہیں ہے۔ اگرچہ وہ متفرد ہونے کے باوجود بھی اتنا ثقہ ہے کہ اس کی روایت صحیح ہے۔ یہاں تو اس کے ثقہ متابع موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اخبرنا الوليد بن عطاء بن الأغر المكي قال: اخبرنا عبد الحميد بن سليمان عن ابي حازم قال: سمعت سعيد بن المسيب يقول ......

طبقات الكبرى لابن سعد ۱۳۲/۵

كرامات اولياء الله للامام لالكائي ۱۸۳/۶

Marfat.com

اخبرنا محمد بن عمر قال: حدثنی طلحۃ بن محمد بن سعید
عن ابیہ قال: کان سعید بن المسیب ایام الحرۃ فی المسجد.....
طبقات الکبریٰ لابن سعد ۵/۱۳۲

پہلی سند میں سعید بن عبدالعزیز کا متابع ابو حازم سلمہ بن دینار ہے جو کہ صحیحین کا زبردست ثقہ راوی ہے۔ نہ تو اس کے بارے میں یہ جرح ہے کہ یہ مختلط ہو گئے تھے اور نہ ہی ان کی سعید بن مسیب سے ملاقات پر اعتراض ہے۔
جبکہ دوسری سند میں سعید عبدالعزیز کا متابع محمد بن سعید ہے جو کہ حضرت سعید بن المسیب کا بیٹا ہے اور یہ بھی ثقہ ہے۔

جب یہ روایت سند و متن کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے تو اس کو ماننا ہی مسلمانی ہے۔ لیکن ایک نام نہاد (غیر مقلد) اہلحدیث کی بھی سنیے کہ وہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

واقعہ حرہ میں سعید بن المسیب کا مسجد نبوی میں اذان سننا مدعا کے لحاظ سے بالکل بے معنی ہے۔ سعید بن المسیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں پہچانتے تھے ممکن ہے یہ آواز کسی پاکباز جن یا فرشتہ کی ہو۔ اس سے آنحضرت کی دنیوی زندگی کیسے ثابت ہوئی۔

تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی ص ۲۸۶ از مولوی اسمٰعیل سلفی

استغفراللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ ہے ان لوگوں کا گندہ عقیدہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پاک باز جن یا فرشتہ تو نہیں بولا البتہ اس مولوی مذکور کی زبان وقلم پر ضرور کسی خبیث جن یا ابلیس کا قبضہ ہے۔
آج تک کسی راسخ العقیدہ مسلمان نے یہ قول نہیں کیا سوائے ابن تیمیہ یا اس کی ذریت کے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو ارشاد فرمایا کہ میری قبر پر فرشتہ ہے جو مجھے تمہارا (امت کا) درود وسلام پہنچاتا۔ یہ کسی حدیث شریف میں نہیں کہ جن

Marfat.com

یا فرشتہ میری قبر میں اذان دیا کرے گا۔ اگر کوئی ایسی حدیث ہے تو اس کا حوالہ سلفی صاحب کے حواریوں کی طرف سے آنا چاہیئے۔

اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ اپنی دیگر گستاخیوں کے ساتھ ساتھ اس گستاخی کی سزا بھی بھگت رہا ہوگا۔ اب اس کے حواریوں کو ہی اپنی گستاخانہ ذہنیت سے توبہ کر لینی چاہیئے۔ یہ تو وہ بارگاہ ہے کہ جس کے بارے کسی نے کہا:

ع لے سانس بھی آہستہ کہ دربار نبی ہے

اور ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

شاہد نمبر ۳

عن ابن بشار قال حججت فی بعض السنین فجئت المدینۃ فتقدمت الی قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فسلمت علیہ فسمعت من داخل الحجرۃ وعلیک السلام

ابن النجار بحوالہ سبل الھدیٰ ۱۲/۳۵۶ والارشاد، شفا السقام ۱۵۱ جذب القلوب ۱۹۹

حضرت امام ابراہیم بن بشار فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا تو مدینہ شریف حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کیطرف گیا اور سلام عرض کی تو میں نے حجرہ سے وعلیک السلام کی آواز سنی:

نمبر ۴

ابن نجار ہی روایت کرتے ہیں

اخبرنی ابو محمد داود بن علی بن محمد بن ھبۃ اللہ بن المسلمۃ قال: انبأ ابو الفرج المبارک بن عبد اللہ بن محمد

بسند مذکور حضرت امام عبد الواحد بن عبد الملک بن محمد بن نقود الکرجی قطب وقت فرماتے ہیں کہ میں نے اکیلے حج کیا اور حج سے

Marfat.com

بن النقور قال حکی لی شیخنا ابونصر عبد الواحد بن محمد بن ابی سعد الصوفی الکرجی قال: حججت علی الانفراد وقصدت المدینة صلوات اللہ علی ساکنہا قبل الحج لزیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحج بعد ذلک لاحظی بزیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فدخلت و زرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجلست عند الحجرۃ نبینا انا جالس اذ دخل الشیخ ابوبکر الدیاربکری ووقف بازاء وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال: السلام علیک یا رسول اللہ، فسمعت صوتا من الحجرۃ وعلیک السلام یا ابا بکر فقلت للشیخ ابی نصر الکرجی مستبشرا: یا سیدی: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم رد علیہ: فقال سمعت من داخل الحجرۃ: وعلیک السلام یا ابا بکر وسمعہ من حاضر

ذیل تاریخ بغداد ابن نجار ۱/ ۲۵۴، ۲۵۵

سے پہلے مدینہ طیبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضری دی۔ پس میں مدینہ میں داخل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (قبر منورہ) کی زیارت کی اور حجرہ پاک کے قریب بیٹھ گیا۔ میرے بیٹھنے کے دوران ہی شیخ ابوبکر دیار بکری حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ تو میں نے حجرہ شریف سے آواز سنی وعلیک السلام اے ابوبکر۔ راوی کہتا ہے میں نے شیخ ابونصر الکرجی سے پوچھا اے میرے آقا آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کا جواب سنا تو انہوں نے فرمایا میں نے اور اس وقت جتنے لوگ حاضر تھے۔ سب نے حجرہ سے سنا۔ السلام علیک یا ابا بکر

Marfat.com

ایسے بیشمار واقعات ہیں کہ بعض اولیاء کرام علیہم الرحمہ نے جواب سنا، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ انبیاء کرام کی قبور پر جاکر ان سے سوال کرنا یہ سنت انبیاء اور ان حضرات کا قبور سے جواب دینا بھی حضرات انبیاء کرام کی سنت ہے۔

حیاۃ اور کلام فی القبر کا عجیب واقعہ

حدثنا ابن فضیل عن سلیمان الشیبانی عن سفیان عن ابی اسحاق عن عمارۃ بن عبد عن علی قال: انطلق موسیٰ وہارون وانطلق شبر وشبیر فانتہوا الی جبل فیہ سریر فنام علیہ ہارون فقبض روحہ فرجع موسیٰ الی قومہ فقالوا انت قتلتہ حسدتنا علی خلقہ قال: کیف اقتلہ ومعی ابناؤہ قال فاختاروا سبعین رجلا قال فاختاروا من کل سبط عشرۃ۔ قال وذلک و قولہ واختار موسیٰ قومہ

بسند مذکور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ و ہارون اور شبر وشبیر تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ وہ ایک پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں ایک تخت تھا تو حضرت ہارون علیہ السلام اس پر آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور ان کی روح قبض ہو گئی تو حضرت موسیٰ اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ تو نے حضرت ہارون پر حسد کرتے ہوئے ان کو قتل کر دیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں اس کو کیسے قتل کرسکتا ہوں جبکہ اس کے دونوں بیٹے میرے ساتھ تھے تو آپ

Marfat.com

سبعين رجلا فانتهوا - اليه
فقالوا من قتلك يا هارون؟
قال : ما قتلني احد، ولكن
توفاني الله -

مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/۵۲۹، ۵۳۰
کتاب الفضائل
تاریخ طبری ۱/۲۲۴، ۲۲۵
تفسیر ابن جریر ۹/۵۱

نے فرمایا کہ ستر آدمی منتخب کرو
فرمایا ہر گروہ سے دس آدمی لو
اور اللہ تعالیٰ کے اس قول
(واختار موسیٰ قومه سبعین رجلا)
کا اسی طرف اشارہ ہے حتیٰ کہ
وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے
حضرت ہارون کو (قبر سے) آواز
دیتے ہوئے کہا اے ہارون تجھ
کو کس نے قتل کیا ہے تو حضرت
ہارون نے (قبر سے) آواز دی اور
فرمایا مجھے کسی نے بھی قتل نہیں
کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وفات
دی ہے -

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بظاہر موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے کیونکہ یہ اصول ہے کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے -

تفسیر صحابی رضی اللہ عنہ

امام حاکم فرماتے ہیں

وتفسير الصحابي عندهما
مسند

اور صحابی کی تفسیر امام بخاری اور مسلم
کے نزدیک مسند (مرفوع) ہوتی ہے

مستدرک امام حاکم ۱/۱۲۳، ۲/۲۸۵
معرفة علوم الحدیث للامام حاکم - ۲۰
الاحادیث المختارہ : ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی ۲/۱۶۳

Marfat.com

توجیہ النظر الی اصول الاثر - طاہر بن صالح بن احمد الجزائری ۱۶۵

ارشاد طلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق - امام نووی ۱/۱۶۴

اس حدیث شریف سے کئی مسائل حل ہوئے۔

یہ کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور پہ حاضر ہو کر حاضر کے صیغہ سے پکارنا۔

ان کو زندہ تصور کرتے ہوئے خطاب کرنا

انبیاء کا قبور مقدسہ میں آواز سننا

سوالوں کا جواب دینا کہ تمام حاضرین ان جوابات کو سن سکیں۔

نیت کر کے گھر سے قبر نبی کی طرف جانا

یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرات انبیاء کرام سنتے، جانتے اور جواب دیتے ہیں۔ یہ شرک نہیں بلکہ نبیوں کا پاک عقیدہ ہے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ منکرین حیات انبیاء وسماع فی القبور کے عقائد بالکل غلط اور عقائد انبیاء وصحابہ سے بالکل متصادم ومتضاد ہیں۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۲۱

وما یدل علی حیاتھم ما اخبرنا ابو عبداللہ محمد عبداللہ الحافظ اُخبرنی ابو محمد، المزنی ثنا علی بن محمد بن عیسی ثنا ابو الیمان آنبا شعیب عن الزھری قال اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمٰن و سعید بن المسیب ان ابا ھریرۃ قال :

استبّ رجل من المسلمین و رجل من الیھود، فقال المسلم: وَالذی اصطفی محمد علی العالمین فاقسم بقسم، فقال الیھودی : والّذی اصطفیٰ موسیٰ علی العالمین فرفعَ المسلمُ عند ذلک یدہ فلطم الیھودیَّ

فذھب الیھودیُّ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بالّذی کان من اَمرہٖ و اَمر المسلمِ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :۔

لا تُخَیِّرُوْنی علی موسیٰ فانّ الناس یَصعقُونَ فاکُونُ اوّلَ من یُفیقُ فاذا موسیٰ باطشٌ بجانب العرش فلا ادری اَکان فیمن صَعِقَ فاَفاقَ قبلی اوکان مِمَّنْ استثنیٰ اللہ عزّ وجلّ ۔

رواہ البخاری فی الصحیح عن ابی الیمان و رواہ المسلم عن عبداللہ بن عبدالرحمن وغیرہ عن ابی الیمان

بسند مذکور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کی آپس میں تلخ کلامی ہو گئی ۔ مسلمان

Marfat.com

نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی اور یہودی بولا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت بخشی۔ اس پر مسلمان نے یہود کو زوردار طمانچہ مار دیا۔ یہودی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنا اور مسلمان کا باہم ماجرہ سنایا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگ (صور اسرافیل کی) کڑک سے بیہوش ہو جائیں گے اور سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا۔ اچانک میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایا پکڑے ہوں گے۔ میں ازخود نہیں جانتا کہ وہ بیہوش ہونے والوں میں سے ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آجائے گا۔ یا پھر ان میں سے ہوں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔

تخریج حدیث:

بخاری شریف ۳۲۵/۱، ۷۱۱/۲
مسلم شریف ۲۶۷/۲
ابوداؤد شریف ۲۸۶/۲
مسند امام احمد ۲۶۴/۲، ۳۳/۳
مصنف ابن ابی شیبہ ۵۱۱/۱۱
مسند ابی یعلی عن ابی سعید ۵۲۰/۱۱ (طرف الآخر منہ)
السنن الکبریٰ للنسائی ۴۱۲/۴
شرح السنۃ للامام بغوی ۱۰۵/۱۵ تا ۱۰۷/۱۵
المعجم الاوسط امام طبرانی ۱۹۰/۱ عن ابی سعید طرف منہ

Marfat.com

یہ حدیث شریف بھی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شریف پر واضح دلیل ہے۔

شارح حیاۃ الانبیاء

حضرت علامہ محمد بن محمد الخانجی البوسنوی فرماتے ہیں

وجہ احتجاج البیہقی بھذین الحدیثین علی حیاۃ الانبیاء یعدونھا تھم ان الصعق ھو الغشی او الموت وھذا لا یقبلہ الا من کان فی ذلک الوقت حیا حتی لا یکون تحصیل حاصل فموسٰی علیہ السلام لا یخلوہ الحال اما ان یکون صعق اولم یصعق بل حوسب بصعقہ یوم الطور فعلی کلا العالمین فیہ دلالۃ علی حیاتہ و سائر الانبیاء مثلہ فی ذلک

شرح حیاۃ الانبیاء للبوسنوی ۲

حضرت امام بیہقی کے ان دونوں حدیثوں سے حیات الانبیاء پر استدلال کی وجہ یہ ہے کہ صعقہ غشی کو کہتے ہیں یا موت کو، اور یہ اس پر آسکتی ہے جو کہ اس وقت زندہ ہو تاکہ تحصیل حاصل لازم نہ آئے۔ چنانچہ حضرت موسٰی علیہ السلام پر غشی آئے گی یا پھر غشی بھی طاری نہ ہو گی بلکہ کوہ طور کی غشی سے ہی ان کا محاسبہ ہو چکا ہے پس ان دونوں حالتوں میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت امام علی بن برہان الدین حلبی شافعی فرماتے ہیں

وفیہ ان ھذا یقتضی ان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ

اس حدیث شریف میں یہ (فزع) اس بات کا مقتضی

Marfat.com

والسلام یفزعون لانهم احیاء (انسان العیون ۳/۲۴۰ باب نبذہ من خصائص صلی اللہ علیہ وسلم

ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر فزع طاری ہوگا کیونکہ وہ زندہ ہیں۔

علامہ ابن قیم نے تحریر کیا

فاما صعق غیر الانبیاء فموت، اما صعق الانبیاء فلا ظہر انہ غشیۃ

صعقہ غیر انبیاء کے لیے تو موت ہے لیکن انبیاء کے لئے صعقہ کا معنی غشی ہے۔

کتاب الروح ۵۸ المسألۃ الرابعۃ

حضرت امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں!

الموت لیس بعدم انما ھو انتقال من دار الی دار فاذا کان ھذا للشھداء کان الانبیاء بذالک احق واولی مع انہ صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لاتأکل اجساد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

موت عدم محض کا نام نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا ہے۔ جب یہ شہداء کے لئے ثابت ہے تو انبیاء کرام تو اس کے زیادہ حق دار اور اولی ہیں۔

عمدۃ القاری ۲/۲۵

حضرت امام شمس الدین ابوبکر القرطبی فرماتے ہیں

فاما صعق غیر الانبیاء فموت واما صعق الانبیاء فالاظہر

غیر انبیاء کے لیے تو صعقہ موت ہوگی لیکن حضرات انبیاء

Marfat.com

انہ غشیۃ فاذا نفخ فی الصور
نفخۃ البعث فمن مات
حیی ومن غشی علیہ افاق
التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ۱۶۸

کرام کے لئے غشی ہو گی پس جب
صور میں پھونکا جائے گا تو مردے
زندہ ہو جائیں گے اور سب بیہوش
ہوش میں آ جائیں گے۔

حضرت امام حافظ ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں

وعلی ھذا حمل طائفۃ من
العلماء منھم البیھقی و
ابو العباس القرطبی : قول
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی قولہ تعالیٰ (ونفخ فی
الصور فصعق من فی السمٰوات
ومن فی الارض الا من
شاء اللہ ثم نفخ فیہ
اخری) (الزمر ۶۸ پارہ ۲۴)
فاکون أنا أول من یبعث
فاذا موسیٰ آخذ بالعرش
(الحدیث) ..... ولان حیاۃ
الانبیاء اکمل من حیاۃ
الشھداء بلا ریب فشملھم
حکم الأحیاء ایضاً یصعقون
مع الاحیاء حینئذ لکن
صعقۃ غشی لا صعقۃ موت

اور علماء کی ایک جماعت کہ جن میں
سے امام بیہقی اور امام قرطبی ہیں
نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے اللہ تعالیٰ کے فرمان
(ونفخ فی الصور .....) کے
زمان کو حیاۃ الانبیاء پر محمول
فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا' میں
سب سے پہلے اٹھوں گا۔ اور
اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام
عرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے
کیونکہ انبیاء کرام کی حیات
شہداء کی حیات سے بلا شک و
شبہ اکمل ہے لہٰذا وہ بھی زندوں
کے حکم میں شامل ہیں اور زندوں
کے ساتھ ان پر صعقہ ہو گا۔
لیکن وہ غشی کی حالت یہ ہو گی نہ
کہ موت کی۔

احوال القبور واحوال اھلھا الی النشور ۲۵ حدیث ۱۲۸

Marfat.com

جہاں ان دونوں احادیث (۲۱، ۲۲) سے حیاۃ الانبیاء فی قبورھم ثابت ہوتی ہے وہاں ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عاشق رسول اپنے پیارے آقا کے بارے میں کوئی ایسی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتا کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک یہودی صرف اتنا کہتا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہاں پر فضیلت دی تو مسلمان عاشق صادق صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ قائل یہودی ہے اس کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے نبی کی شان بیان کرے۔ لیکن صحابی رسول رضی اللہ عنہ اتنا بھی سننا گوارہ نہیں کرتے۔ یہی عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ محب کو محبوب کے بارے میں غیرت مند ہونا چاہیئے

ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ غیرت دینی و عشق رسول ہے کہ یہودی کے منہ سے صرف اتنی سی بات سن کر طیش میں آجاتے ہیں اور ادھر آج کل کے نام نہاد مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ شیطان و ملک الموت کی طاقت و علم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد بتلا رہے ہیں اور اس پر مناظرے کرنے کے لیے تیار نظر آتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ محبت و دفاع صحابہ کا نعرہ بھی لگا رہے ہیں۔ (فیا للعجب)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو یا حضرات انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو تو یہ آپ کا فرمانا تواضع کے طور پر ہے۔

حضرت امام ابن الخلال امام احمد سے روایت کرتے ہیں

وذھب فیہ الی ان النبی صلی   اس میں وہ (امام احمد وغیرہ) اور

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم انما اراد التواضع بہ

طرف گئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعاً فرمایا ہے۔

السنۃ لابن الخلال ۱/۱۹۲

باب الفضائل نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قاضی عیاض فرماتے ہیں

انہ قالہ صلی اللہ علیہ وسلم علی طریق التواضع ونفی الکبر والعجب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بطور تواضع اور تکبر و غرور کی نفی کے طور پر فرمایا۔

شفاء شریف ۱/۱۴۲، ۱۴۳

Marfat.com

حدیث نمبر ۲۲

وفی الحدیث الثابت عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال:

لا تفضلوا بین انبیاء اللہ تعالیٰ، فانہ یُنفَخُ فِی الصُّورِ لیُصعَق مَنْ فِی السموات ومن فی الارض اِلّا مَنْ یَشَاءُ اللہُ ثم نُفِخ فیہ اُخریٰ فاکُونُ اوّل من بُعِثَ فاذا موسیٰ آخذٌ بالعرش، فلا ادری، اَحُوسِبَ بِصَعقَتِہٖ یَوْمِ الطُّورِ اَمْ بُعِثَ قَبلِی

اور صحیح وثابت حدیث میں ہے جو کہ اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالےٰ کے نبیوں کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔ اس لئے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی ہر جان پر غشی طاری ہو جائے گی۔
سوائے اس کے جسے اللہ تعالےٰ اس سے محفوظ فرمائے گا پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا اچانک رہی دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ مَیں نہیں کہتا کہ کیا طور کی بے ہوشی ہی ان کی کفایت کرے گی یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے جائیں گے۔

امام بدرالدین عینی حنفی فرماتے ہیں

انہ قالہ تواضعا و نفیاً للکبر و العجب

آپ نے یہ تواضعاً اور تکبر اور غرور کی نفی کے طور پر فرمایا۔

عمدۃ القاری ۱۲/۲۵۱ کتاب الخصومات

Marfat.com

حضرات محدثین کرام کی عبارات سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تواضعاً فرمایا تھا۔ یا پھر اس تفضیل سے مراد وہ تفضیل ہے کہ جس سے کسی دوسرے نبی علیہ السلام کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

الا یفضل بینھم یؤدی الی تنقص بعضھم	خبردار انبیاء کرام کے درمیان ایک دوسرے پر ایسی فضیلت نہ دو کہ ان میں سے بعض کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو۔
الشفاء ۱/۱۴۳	

اس سلسلہ میں حضرات علمائے کرام نے مزید بھی کئی اقوال درج فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیں الشفاء للقاضی ۱۴۲، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۱۲/۲۵ وغیرھما

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات سے افضل ہیں اور ایسی تفضیل منع نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت قاضی عیاض ہی فرماتے ہیں

منع التفضیل فی حق النبوۃ والرسالۃ فان الانبیاء فیھا علی حد واحد اذھی شئی واحد لا یتفاضل وانما التفاضل فی زیادۃ الاحوال والخصوص والکرامات والرتب والالطاف واما النبوۃ فی نفسھا فلا تتفاضل وانما التفاضل بامور اخر	جس تفضیل سے منع کیا گیا ہے وہ نفس نبوت ورسالت میں تفضیل ہے کیونکہ حضرات انبیاء کرام اس وصف میں ایک جیسے ہیں اور ان میں باہم تفاضل نہیں ہے۔ بیشک تفاضل احوال و خصائص وکرامات مراتب و الطاف وغیرہ میں ہوتا ہے اور نفس نبوت میں کوئی تفاضل نہیں بلکہ

Marfat.com

زائدۃ علیها ولذلک منهم رسل و منهم اولوعزم من الرسل ومنهم من رفع مکانا علیا و منهم من اوتی الحکم صبیا واوتی بعضهم الزبور۔ وبعضهم البینات ومنهم من کلم اللّٰہ ورفع بعضهم درجات۔ قال اللّٰہ تعالیٰ ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض الآیۃ وقال: تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض الآیۃ

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۱/۲۴۳ (فصل فی تفضیلہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

تفاضل دیگر امور کی وجہ سے ہے جو کہ اس پر زائد ہے۔ لہٰذا اسی لئے ان میں سے کوئی رسول ہے اور کوئی رسولوں میں سے اولوالعزم اور کوئی وہ کہ جسکو بلند مقام پر اٹھایا گیا اور کسی کو بچپنے میں نبوت دی گئی اور کسی کو زبور دی گئی اور بعض کو روشن معجزات دیئے اور کسی کے ساتھ کلام فرمایا اور کسی کو سب پر درجوں میں بلندی عطا فرمائی گئی۔ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا تحقیق ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی اور فرمایا یہ رسول ہیں کہ ان میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی (الآیۃ)

تو اس سے معلوم ہوا کہ درجات و معجزات کے لحاظ سے حضرات انبیاء کرام مختلف مراتب رکھتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور فرشتوں بلکہ اللّٰہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ اس مسئلہ پر حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی نے مستقل تصنیف تحریر فرمائی ہے جس کا مبارک نام " تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" ہے یہاں موقع کی مناسبت سے مختصراً اس مسئلہ پر عرض کیا جاتا ہے

Marfat.com

افضلیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ عظیم

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ	یہ رسول ہے کہ ہم نے انہیں سے ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے
البقرہ آیۃ ۲۵۳ پارہ ۳	سب پر درجوں بلند کیا۔

اس آیت کریمہ میں رفع بعضھم درجات سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

اور پھر اس آیت کریمہ میں من کلم اللہ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں تو واضح ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ پر بھی درجوں بلندی حاصل ہے۔

دوسری آیت مبارکہ

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ؕ	قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری
سورۃ الاسراء آیۃ ۷۹، بنی اسرائیل	حمد بیان کریں۔

مقام محمود جو کہ قیامت کے روز پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا کائنات میں سے کسی اور کو یہ سعادت بیسر نہیں ہو گی۔

مقام محمود کیا ہے؟

مقام محمود سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں

۱۔ اس سے مراد شفاعت ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔
حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا۔ مقامِ محمود کیا ہے۔
آپ نے ارشاد فرمایا شفاعت

حتی تنتہی الشفاعۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذالک یبعثہ اللہ المقام المحمود	حتیٰ کہ لوگ مقام شفاعت پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے گا۔ پس اللہ تعالےٰ ان کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔
بخاری ۲/۶۸۶ کتاب التفسیر ترمذی	

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سئل عنھا قال ھی شفاعۃ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو فرمایا وہ شفاعت ہے۔
تفسیر ابن جریر ۱۵/۹۸	

اور یہی قول حضرت سلمان فارسی حضرت قتادہ حضرت عبداللہ بن عباس امام حسن رضی اللہ عنہم سے مروی ہے؛ ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن جریر ۱۵/۹۶، ۹۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت عرشِ الٰہی پر جلوہ فرما ہونگے

زہے عزت و اعتلائے محمد — کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

مقام محمود کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھایا جائے گا۔
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم یوم القیامۃ بین یدی الرب عزوجل علی کرسی الرب تبارک وتعالےٰ	بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے سامنے اللہ کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔
السنۃ: لابی بکر الخلال ۱/۲۰۹، ۲۱۱	تفسیر ابن جریر ۱۵/۱۰۰

Marfat.com

حضرت امام مجاہد شاگردِ رشید حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

یجلسہ علی العرش (السنۃ لابن الخلال ۱/۲۱۳ تا ۲۱۹ باسانید شتی تفسیر ابن جریر (۱۵/۹۸))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر رونق افروز ہوں گے۔

حضرت امام محمد بن احمد بن واصل فرماتے ہیں۔

من رد حدیث مجاھد فھو جھمی السنۃ: ۱/۲۱۴

جس نے حضرت مجاہد کی مذکورہ حدیث کو رد کیا وہ جہمی بدعتی ہے

حضرت امام ابوداؤد فرماتے ہیں۔

من انکر ھذا فھو عندنا متھم السنۃ: ۱/۲۱۴

جو اس سے انکار کرے وہ ہمارے نزدیک متہم ہے۔

امام احمد بن اصرم المزنی فرماتے ہیں۔

من رد ھذا فھو متھم علی اللہ ورسولہ وھو عندنا کافر وزعم ان من قال ھذا فھو ثنوی، فقد زعم ان العلماء والتابعین ثنویہ ومن قال بھذا فھو زندیق یقتل (السنۃ: ۱/۲۱۵، ۲۲۶)

جو اس قول کو رد کرے وہ اللہ اور اس کے رسول پر بہتان باندھتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس کا گمان ہے کہ جو یہ قول کرتا ہے وہ ثنوی (گمراہ فرقہ) ہے اور اس کا گمان ہے کہ علما اور تابعین ثنوی تھے۔ اور جو ان بزرگوں کو یوں کہے وہ زندیق ہے لہٰذا اس کو قتل کیا جائے گا

محدثین کرام اور حدیث حضرت مجاہد

قال ابوبکر بن حماد المقری

حضرت امام ابوبکر بن حماد المقری

Marfat.com

من ذکرت عندہ ہذہ الاحادیث
فسکت، فہو متہم علی
الاسلام، فکیف من طعن
فیہا. وقال ابو جعفر الدقیقی
من ردہا فہو عندنا جہمی
وحکم من رد ہذا ان ینفی
وقال عباس الدوری لا یرد
ہذا الا متہم، وقال اسحاق
بن راہویۃ: الایمان بہذا
الحدیث والتسلیم لہ. و
قال اسحاق لابی علی القوہستانی
من رد ہذا الحدیث فہو
جہمی وقال عبدالوہاب
الوراق: للذی رد فضیلۃ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقعدہ علی العرش، فہو
متہم علی الاسلام وقال
ابراہیم الاصبہانی: ہذا
الحدیث حدث بہ العلماء
منذ ستین ومائۃ سنۃ و
لا یردہ الا اہل البدع. قال
وسألت حمدان بن علی
عن ہذا الحدیث؟ فقال:

نے فرمایا کہ جس کے پاس یہ احادیث
بیان کی جائیں تو وہ خاموش رہے
تو اس کے اسلام میں شک ہے
تو جو ان احادیث پر طعن کرے
اس کا کیا حال ہوگا۔ امام ابو
جعفر دقیقی فرماتے ہیں جس نے
یہ احادیث رد کیں وہ ہمارے
نزدیک گمراہ جہمی ہے اور ان
کے ذکر نے والے کو کہا جائے گا
کہ ڈر، امام عباس الدوری فرماتے
ہیں اس کو سوائے متہم شخص کے
کوئی رد نہیں کرے گا۔ امام اسحاق
بن راھویہ (امام بخاری کے
استاد) فرماتے ہیں۔ اس حدیث پر
ایمان لانا اور اس کو تسلیم کرنا
چاہیئے اور امام ابو علی قوہستانی
نے فرمایا جس نے اس حدیث کو
رد کیا وہ جہمی ہے امام عبدالوہاب
الوراق نے اس شخص کے لیے کہ
جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے عرش پر جلوہ فرما ہونے کی
فضیلت کو رد کیا فرمایا وہ متہم
علی الاسلام ہے یعنی اس کے

Marfat.com

كتبته منذ خمسين سنة و
ما رأيت أحدا يرده إلا أهل
البدع وقال هارون بن
معروف: وما ينكر هذا
إلا أهل البدع قال هارون
بن معروف هذا حديث
يسخن الله به أعين الزنا
دقة: قال: وسمعت محمد
بن إسمعيل السلمي يقول:
من توهم أن محمدا صلى
الله عليه وسلم لم يستوجب
من الله عزوجل ما قال
مجاهد: فهو كافر بالله
العظيم قال: وسمعت أبا
عبد الله الخفاف يقول
سمعت محمد بن مصعب
يعني العابد يقول، نعم
يقعده على العرش ليرى
الخلائق منزلته

السنۃ: لابن الخلال: ۱/ ۲۱۶، ۲۱۷
بسند صحیح

اسلام میں شک ہے۔ امام ابراہیم
اصبہانی نے فرمایا اس حدیث کو
علماء ایک سو ساٹھ سال سے
بیان فرما رہے ہیں اور اس کو
سوائے بدعتیوں کے کسی نے رد
نہیں کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے
حمدان بن علی سے اس حدیث کے
متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا
میں نے اس کو پچاس سال سے
لکھا ہے اور میں نے کسی کو نہیں
دیکھا کہ اس کو رد کرے سوائے
اہل بدعت کے۔ امام ہارون بن
معروف نے فرمایا اس کا سوائے
اہل بدعت کے کوئی انکار نہیں
کرے گا۔ انہوں نے ہی فرمایا
اللہ تعالیٰ اس حدیث سے
زنادقہ کی آنکھوں کو جلائے محمد
بن اسمعیل اسلمی نے فرمایا
جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
کی بارگاہ میں جو مجاہد نے کہا وہ

Marfat.com

اس کے حقدار نہیں ہیں تو وہ اللہ
عظیم کے ساتھ کفر کرتا ہے امام
ابوعبداللہ الخفاف نے فرمایا،
میں نے امام محمد بن مصعب العابد
سے سنا انہوں نے فرمایا ہاں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر تشریف
فرما ہوں گے تاکہ مخلوق آپ کی
قدر و منزلت کا نظارا کرے۔

حضرت امام ابوالعباس ہارون بن عباس الہاشمی ۲۷۷ھ فرماتے ہیں!

من رد حدیث مجاهد فهو
عندی جهمی ومن رد فضل
النبی صلی اللہ علیه وسلم فهو
عندی زندیق لا یستتاب
ویقتل لان اللہ عز وجل
قد فضله صلی اللہ علیه وسلم
علی الانبیاء علیهم السلام و
قد روی عن اللہ عز و
جل قال: لا اذکر الا ذکرت
معی، ویروی فی قوله
(لعمرك) قال: بحیاتك
ویروی انه قال: (یا محمد
لولاك ما خلقت آدم):

جس نے حضرت مجاہد کی حدیث
رد کی وہ میرے نزدیک جہمی
(گمراہ فرقہ) ہے اور (چونکہ یہ نبی
اکرم کی فضیلت ہے) جو آپ کی
فضیلت کو رد کرے یعنی انکار
کرے وہ میرے نزدیک زندیق
ہے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے
گی اور اس کو قتل کیا جائے گا
کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام
انبیاء سے افضل بنایا ہے اور
اللہ نے ارشاد فرمایا جہاں میرا
ذکر ہوگا وہاں سے پہلے تیرا

Marfat.com

فاحذروا . . . . . ومن رد حدیث مجاہد فلا یُکلّم ولا یصلّی علیہ
السنۃ لابن الخلال ۱/۲۳۷

ذکر میرے ساتھ ہوگا (حدیث قدسی) اور اللہ کے فرمان لعمرک: سورۃ حشر آیۃ ۷۲) کے تحت روایت ہے کہ یہاں سے مراد آپ کی حیات ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ فرماتا پس حضرت مجاہد کی حدیث کو رد کرنے سے ڈرو اور بچو اور جس نے حضرت مجاہد کی حدیث کو رد کیا اس سے کلام نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں سے منکر اور گستاخوں کے ساتھ سلام و کلام اور ان کی دعائے بخشش اور نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام ہارون بن عباس نے ارشاد فرمایا ہے۔

حضرت مجاہد کے اثر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق خداوندی سے افضل ہیں۔ یہ بلند رتبہ کسی اور کو ہرگز میسر نہیں ہوگا اور پھر کہاں عرش کے پائے کہ جنکو حضرت موسیٰ پکڑے ہوئے ہوں گے اور کہاں عرش پر جلوس فرمانا کہ ہمارے آقا و مولا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا اور احادیث مبارکہ

سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس موضوع پر تجلی الیقین، میں

Marfat.com

میں تقریباً ایک سو احادیث مبارکہ پیش فرمائی ہیں - ہم یہاں اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - آپ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
أنا سید الناس یوم القیامة	کہ قیامت کے دن میں سب لوگوں کا
(و فی روایة) انا سید ولد آدم	سردار ہوں گا۔

۱- بخاری ۱/۴۷۰ کتاب الانبیاء
۲- مسلم ۲۴۵/۲ کتاب الفضائل
۳- مسند امام احمد ۴۳۵/۲ ، ۵۴۰/۲ ، ۲۸۱/۱ ، ۱۴۴/۳
۴- ترمذی ۲/ ۲۰۲ کتاب المناقب
۵- مسند الامام عبداللہ بن مبارک ۱/ ۶۲
۶- معجم الاوسط للطبرانی ۲۷۹/۲ عن انس بن مالک
۷- مسند ابی یعلی ۲۸۱/۷ " " " "
۸- السنن ابو داؤد ۲۸۶/۲ کتاب السنۃ
۹- السنن امام ابن ماجہ ۳۱۹/ کتاب الزھد
۱۰- شرح السنۃ امام بغوی ۲۰۴/۱۳
۱۱- دلائل النبوۃ امام ابونعیم ۶۶/۱

Marfat.com

۱۲۔ المصنف	ابن ابی شیبہ	۴۷۷/۱۱، ۹۶/۱۴	
۱۳۔ صحیح	ابنِ حبان	۱۳۰/۸، ۱۳۷/۸	بتحقیق کمال یوسف
۱۴۔ المسند الصحیح	ابو عوانہ	۱۷۱/۱، ۱۷۴	
۱۵۔ نوادر الاصول	الحکیم ترمذی	۲۸۴	
۱۶۔ شرح اصول اعتقاد واہل السنتہ والجماعت	امام لالکائی	۷۸۸/۴	عن ابی سعید الخدری وعبد اللہ بن سلام وابی ھریرہ
۱۷۔ کتاب الایمان	امام ابن مندہ	۸۴۷/۲، ۸۵۰/۲	
۱۸۔ السنن الکبریٰ	امامِ بیہقی	۴/۹	
۱۹۔ مکارم الاخلاق	امام خرائطی	۵۵۹/۱	

اس صحیح حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تمام انسانوں کے آقا و سردار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اس طرح کی بیشمار روایات ہیں جنکا یہاں بیان کرنا سوائے طوالت کے اور کچھ بھی نہیں ہوگا ۔ لہٰذا جس کو زیادہ تفصیل درکار ہو وہ تجلی الیقین کا مطالعہ کرے ۔ انشاء اللہ ایماندار کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل باغ باغ ہو جائے گا ۔

Marfat.com

وهذا انما يصح على ان الله جل ثناؤه رد الى الأنبياء عليهم السلام - أرواحهم فهم احياء عند ربهم كالشهداء ، فاذا نفخ في النفخة الأولى صعقوا - ثم لا يكون ذلك موتا في جميع معاينه الا في ذهاب الاستشعار فان كان موسى عليه السلام ممن استثنى الله عزوجل بقوله : الا من شاء فانه عزوجل لا يذهب باستشعاره في تلك الحالة ويحاسبه بصعقه يوم الطور -

---

اور یہ صحیح ہے اس لیے کہ اللہ جل ثناؤہ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر ان کی ارواح لوٹا دی ہیں اور اب وہ اپنے پروردگار کے ہاں شہدا کی طرح زندہ ہیں - چنانچہ پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب پر صعقہ (غشی) طاری ہوگا اور یہ کسی اعتبار سے موت نہ ہوگی بلکہ محض شعور کھو جانے کا نام ہوگا - اب اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان ، اِلّا مَنْ شَاءَ اللہ : سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور طور کی غشی میں ہی ان کا محاسبہ ہو چکا ہے تو اللہ تعالےٰ اب اس حالت میں ان کا شعور بھی نہ کھو جانے دے گا -

---

مصنف کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام صعقہ کے وقت بھی باہوش وحواس ہوں گے۔

حضرت امام بیہقی ہی تحریر فرماتے ہیں۔

والانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فہم احیاء عند ربہم کالشہداء وقد رأی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ منہم لیلۃ المعراج وأمر بالصلاۃ علیہ السلام علیہ واخبرنا وخبرہ صدق أن صلاتنا معروضۃ علیہ وأن سلامنا یبلغہ وأن اللہ حرم علی الارض أن تأکل اجساد الانبیاء وقد افردنا لاثبات حیاتہم کتابا فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم کان مکتوبا عند اللہ عزوجل قبل ان	اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح قبض کرنے کے بعد ان کے اجساد میں لوٹا دی گئی ہیں پس وہ اپنے رب کے ہاں شہداء کی طرح زندہ ہیں اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات انبیاء کرام کو ملاحظہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ہمیں خبر دی اور آپ کی خبر بالکل سچی ہے کہ ہمارا درود آپ پر پیش ہوتا ہے اور ہمارا سلام آپ کو پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسم زمین پر کھانے حرام کر دیئے ہیں اور ہم نے حیات الانبیاء پر علیحدہ مستقل کتاب لکھی ہے پس ہمارے

Marfat.com

يخلق نبيا ورسوله وهو بعد ما قبضه نبي الله ورسوله وصفيه وخيرته من خلقه
الاعتقاد والهداية الى سبيل الرشاد ص ۱۹۸ بلیهقی

آقا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے پاس صفت نبوت ورسالت سے پہلے بھی مکتوب تھے اور وہ قبض ہونے کے بعد بھی اللہ کے نبی اور رسول اور اس کے صفی اور اس کی ساری مخلوق سے افضل وبرتر ہیں ۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت "فهم احياء عند ربهم كا لشهداء" کہ وہ اپنے رب کے ہاں شہدا کی طرح زندہ ہیں سے یہ شائبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ہر لحاظ سے شہداء کی حیات کی طرح ہے کیونکہ حیات انبیاء کرام تو حیات شہداء سے کہیں زیادہ افضل واعلیٰ ہے ۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

کلام این ائمہ اعلام اقتضائے اثبات در احکام دنیا نیز میکند پس حیات ایشاں علیہم السلام اخص واکمل واتم از حیات شہدا باشد چنانچہ مذہب مختار ومنصور است نہ چنانچہ ظاہر کلام بیہقی در بعضے مواضع درانست کہ آں حیات مثل

ان اکابر علماء کے کلام کا مقتضئے یہ ہے کہ احکام دنیا میں بھی حیات کو ثابت کیا جائے (دنیاوی حقیقی زندگی ثابت کی جائے) لہذا حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کی حیات شہدا کی حیات سے اخص اور اکمل واتم ہے

شہدا است بلکہ مراد وے تشبیہ است دراصل حیات و رفع استبعاد نہ در جمیع خصوصیات۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب

یہی مذہب مختار و منصور ہے نہ کہ جیسا امام بیہقی کے کلام سے بعض مقامات پر ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کی حیات مثل حیات شہدا کے ہے بلکہ امام بیہقی کی مراد افضل حیات کی تشبیہ دینا ہے اور رفع استبعاد کرنا ہے نہ کہ جمیع خصوصیات میں ان کے برابر قرار دینا ہے۔

حضرت شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ شہدا کی حیات اور انبیاء کی حیات میں اتنا فرق ہے جتنا کہ انبیاء اور شہداء کے درجات میں فرق ہے اور جیسا فرق انبیاء اور غیر انبیاء کا ہے۔ ایسا ہی فرق ان کی حیاتوں میں ہے۔

حضرت امام حکیم ترمذی سرہ فرماتے ہیں

والصدیق ھو دون النبی والشہید دونہما وھو اقل حیوۃ من الصدیق و الصدیق اقل حیوۃ من النبی والصالح اقل حیوۃ من الشہید

نوادر الاصول للامام ترمذی ص ۲۲۹

اور صدیق نبی سے کم درجہ میں ہوتا ہے اور شہید ان دونوں درجوں سے کم درجہ میں ہے لہٰذا صدیق سے اس کی حیات بھی کم درجہ کی ہے اور صدیق کی حیات نبی کی حیات سے کم درجہ کی ہے اور ولی کی حیات شہید کی حیات سے کم درجہ کی ہے۔

Marfat.com

جب شہید کی حیات صدیق سے کم درجہ کی ہے تو نبی کی حیات سے تو بدرجہ اولیٰ کم درجہ کی ہوگی اور شہید کی زندگی کا ثبوت تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ	اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔
البقرۃ آیۃ ۱۵۴	

یعنی شہید کو مردہ کہنا منع ہے کیونکہ اس نے جان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں قربان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر ان کو زندگی عطا فرما دی اور مردہ کہنے سے منع فرما دیا گیا اگر مردہ کہنا بڑی عزت و کرامت کی بات ہوتی تو اس سے منع نہ فرمایا جاتا۔

اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگرچہ شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا گیا ہے لیکن حقیقت میں ہیں تو وہ مردہ کیونکہ ان کے جسموں کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ پھر ان کا جنازہ پڑھا گیا ان کو دفن کیا گیا، قبریں بنائی گئیں تو کیا یہ زندوں کے ساتھ اعمال کیے جاتے ہیں؟ چلیں ہم ان کو مردہ نہیں کہتے لیکن ہیں تو مردہ ناں؟

تو اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دیا۔ فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۔	اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔
آل عمران آیہ ۱۶۹	

شہید تو ہوتا ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ کتنے کلمہ گو منافق

Marfat.com

تھے جنگوں میں مقتول ہوئے کتنے یہودی اور عیسائی ہیں مسلمانوں کے مقابلے میں بلکہ بعض اوقات مشرکین کے مقابلہ میں قتل ہوئے کیا وہ شہید کہلائیں گے ؟ نہیں ہرگز کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار نہیں فرمائی تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آدمی شہید کہلاتا ہے اس کا مرتبہ یہ ہے تو اس پیارے محبوب کی حیاۃ فی القبر کا کیا کہنا جس کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ ان کو مردہ کہنا حرام ہے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو شہادت کا بھی رتبہ عطا فرمایا گیا ہے۔

نبیؐ اکرمؐ اور رتبہٴ شہادت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کسی بھی نبی یا ولی کو عطا فرمائی گئی ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور چونکہ بہت سارے انبیاء کرام علیہم السلام کو شہادت کا عظیم مرتبہ بھی دیا گیا ہے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ شہادت کا درجہ بھی عطا فرمایا گیا ہے۔

امام حکیم ترمذی فرماتے ہیں

فمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رأس الشہداء	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے سردار کی حیثیت سے وصال فرمایا۔

نوادر الاصول ص ۳۰۴
الاصل المتسوق والمائتان فی ان مراتب الشہداء سبع او ثمان

Marfat.com

حضرت امام سبکی فرماتے ہیں

قال العلماء فجمع الله له بذالک بین النبوۃ والشہادۃ وتکون الحیاۃ الثابتۃ للشہداء

(شفاء السقام فی زیارت خیر الانام للسبکی صفحہ ۱۹۰)

علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی عنایت فرمایا ہے اور بیشک شہداء کے لئے حیات (بالاتفاق) ثابت ہے۔

امام محدث عظیم حکیم ترمذی فرماتے ہیں

وروی فی الخبر ان الشہداء لا تاکلہن الارض وروی ان من اذن سبع سنین لم یدود (فی قبرہ) فاذا کان الشہید والمؤذن قد امتنعا من الارض عن اکلہما فحالۃ الانبیاء والصدیقین والاولیاء علیہم السلام ارفع من ہذا واجل فانہم الشہداء ایام الحیاۃ

(نوادر الاصول: ۱۲۷)

ایک روایت میں ہے کہ شہداء کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی اور روایت ہے کہ جس نے سات سال تک اذان دی اس کی قبر میں کیڑے نہیں ہوں گے پس جب شہید اور مؤذن کی یہ شان ہے کہ زمین ان کی حالت کو تبدیل نہیں کرسکتی تو حضرات انبیاء کرام اور صدیقین اور اولیاء علیہم السلام رضی اللہ عنہم کی کیا حالت ہوگی جو کہ ہر حال میں ان سے ارفع و اعلیٰ اور زیادہ جلالت شان والے ہیں کیونکہ وہ تو ایام حیات میں ہی شہید ہیں۔

Marfat.com

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے۔

آپ فرماتی ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی مرضہ الذی توفی فیہ. ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذالک السم	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری مرض میں فرماتے تھے میں اس لقمہ کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اب اس زہر سے میری ابھری رگ کٹ رہی ہے

الصحیح الجامع / بخاری ۲/۶۳۷ کتاب المغازی فتح الباری ۸/۱۰۷

دلائل النبوۃ / بیہقی ۷/۱۷۲

المسند امام احمد ۶/۶۸ (عن ام بشر مختصراً) مستدرک امام حاکم ۳/۵۸

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہیداً	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی وفات پائی

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۲/۲۰۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت کا مرتبہ مرحمت فرمایا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے

آپ فرماتے ہیں:

Marfat.com

لان احلف تسعا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل قتلا احب الی من ان احلف واحدۃ انہ لم یقتل وذلک ان اللہ عزوجل اتخذہ نبیاً واتخذہ شہیداً

اگر میں نو مرتبہ قسم کھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شہادت کی ہے تو یہ میرے نزدیک زیادہ عزیز کہ میں ایک مرتبہ قسم کھاؤں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں ہیں اور حقیقت الامر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت پر سرفراز فرمایا اور شہادت بھی عطا فرمائی۔

۱- مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل	۱/۴۰۸	
۲- دلائل النبوت	امام بیہقی	۷/۱۶۲	
۳- المعجم الکبیر	امام طبرانی	۱۰/۱۳۴	
۴- المستدرک علی الصحیحین	امام حاکم	۳/۵۸	
۵- الطبقات الکبریٰ	ابن سعد	۱/۲۰۱	
۶- مسند ابی یعلیٰ	امام ابو یعلی الموصلی	۹/۱۳۲	بتحقیق حسین سلیم اسد

تو ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شہید اعظم بھی ہیں اس لیے قرآن کے مطابق آپ کو اب مردہ کہنا حرام اور منع ہے اور جو لوگ منہ پھاڑ کر کہتے ہیں وہ قرآن کے منکر اور گستاخ رسول ہیں

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات پر دیگر آیات قرآنیہ

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اور اے پیارے محبوب ہم نے آپ کو تمام جہانوں پر رحم کرنے والا بنا کر

Marfat.com

بھیجا ہے :

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت علامہ غزالی زماں رازی دوراں احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : وجہ استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بموجب آیۂ کریمہ تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں اور جمیع ممکنات پر ان کی قابلیت کے موافق واسطہ فیض الٰہی ہیں اور اول مخلوقات پر تقسیم فرمانے والے ہیں

تفسیر روح المعانی میں اسی آیۂ کریمہ کے تحت مرقوم ہے :

وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للجمیع باعتبار انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام واسطۃ الفیض الالٰہی علی الممکنات علی حسب القوابل ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات ففی الخبر اول ما خلق اللہ تعالیٰ نور نبیک یا جابر وجاء اللہ تعالیٰ المعطی وانا القاسم

روح المعانی پ ۱۷ ص ۹۶

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالموں کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے موافق فیض الٰہی کا واسطہ ہیں اور اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول مخلوقات ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے اول ما خلق اللہ نور نبیک یا جابر اور دوسری حدیث میں وارد ہے اللہ تعالیٰ معطی ہے اور میں تقسیم کرنے والا ۔

آگے حضرت غزالی زماں فرماتے ہیں ۔

ان تمام عبارات سے ثابت ہوا کہ آیت کریمہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین کا مفاد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ ہزار عالم کے ہر فرد کو فیض پہنچاتے رہے ہیں جس طرح اصل تمام شاخوں کو حیات

Marfat.com

بخشتی ہے۔ اسی طرح تمام عالم ممکنات اور جملہ موجودات عالم کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اصل الاصول ہے اور ہر فردِ ممکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے فرع اور شاخ کا حکم رکھتا ہے

جس طرح درخت کی تمام شاخیں جڑ سے حیات نباتاتی حاصل کرتی ہیں اسی طرح عالم امکان کا ہر فرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کے فیوض و برکات اور حیات کا استفادہ کرتا ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہر فرد ممکن کو اس کے حسب حال واقعی عطا فرماتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عالم کے ہر ذرہ کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوتے ہیں اور ہر ایک کو اس کے حسب حالِ فیض رسانی فرماتے ہیں۔

حضرت امام نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں

ہر مثال شجرہ ایست تخم آن شجرہ روح پاک محمدی کہ (اول ما خلق اللہ نوری)	اس دنیا کی مثال درخت کی ہے اور اس درخت کا تخم و اصل روح پاک محمدی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰے نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔
مرصاد العباد/ ۲۲۹ از شیخ المشائخ نجم الدین کبریٰ	

آیت نمبر ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ	اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو

Marfat.com

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔
الحجرات آیت نمبر۲

کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

امام اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں

وقد کرہ بعض العلماء رفع الصوت عند قبرہ علیہ السلام لانہ حیّ فی قبرہ
تفسیر روح البیان ۹/۶۶

بعض علماء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ کے پاس آواز بلند کرنے کو ناپسند فرمایا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں۔

امام بیہقی نقل فرماتے ہیں

قال: ومنہ الا ترفع الاصوات عند قبرہ ولا یجالس عندہ فی لھو ولا لغو ولا باطل ولا شیٔ من امر الدنیا مما لا یلیق بجلال قدرہ و مکانتہ من اللہ عزوجل
شعب الایمان ۲/۲۰۶ باب فی تعظیم النبیؐ واجلالہ وتوقیرہ

امام ابوالولید نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے کہ آپ کی قبر شریف کے پاس آوازیں بلند نہ کی جائیں اور نہ ہی آپ کے سامنے لہو لعب، اور لغو میں مشغول ہو اور نہ ہی کوئی ایسی دنیاوی چیز میں مبتلا ہو جو کہ آپ کی جلالت شان اور عظمت جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکو عطا ہے کے شایان شان نہ ہو۔

امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں

سلیمان بن حرب قال سمعت

امام سلیمان بن حرب فرماتے ہیں

Marfat.com

حماد بن زید یقول فی قولہ تعالیٰ (یاایہا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی) قال اریٰ رفع الصوت علیہ بعد موتہ کرفع الصوت علیہ فی حیاتہ۔

الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ۱/۱۹۶ باب ادب السماع۔

کہ میں نے امام حماد بن زید سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ اے ایمان والو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے آواز بلند نہ کرو کے بارے سنا آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اسی طرح آواز بلند کرنا منع ہے جیسا کہ آپ کی حیات ظاہرہ میں منع تھی۔

امام شعرانی فرماتے ہیں

ولاترفع عندہ الاصوات کما ھو فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم

کشف الغمہ عن جمیع الامۃ ۱/۶۶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند نہ کی جائے جیسا کہ آپ کی حیات ظاہرہ میں بلند کرنی منع تھی

امام ابن کثیر فرماتے ہیں

وقال العلماء یکرہ رفع الصوۃ عند قبرہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کما یکرہ فی حیاتہ علیہ السلام لانہ محترم حیا وفی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم دائما

تفسیر ابن کثیر ۴/۲۰۷

علماء نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس آواز بلند کرنا ایسے ہی ناجائز ہے جیسا کہ آپ کی حیات ظاہرہ میں ناجائز تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محترم ہیں اور قبر میں ہمیشہ زندہ ہیں۔

Marfat.com

آیت نمبر ۵

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا سورۃ النساء - آیت ۶۴	اور جب کبھی بھی وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو آپ کی بارگاہ قدس میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی طلب کریں اور رسول اللہ بھی ان کے لئے استغفار فرمائیں تو وہ اللہ تعالے کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا پائیں گے ۔

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی فرماتے ہیں

وجہ الدلالۃ من ھذہ الآیۃ مبنی علی شیئین احدھما	اس آیت کریمہ سے وجہ استدلال دو چیزوں پر مبنی ہے
ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حیّ کما یثبت ذلک فی بابہ	۱ : کہ بیشک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسا کہ یہ اپنی جگہ ثابت شدہ ہے اور
الثانی : ان اعمال امتہ معروضۃ علیہ کما یثبت ذلک فی بابہ	۲ : یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں یہ بھی اپنے مقام پر ثابت ہے ۔

آپ آگے فرماتے ہیں

وبعد تقریر ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ	اس تقریر کے بعد ثابت ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات

Marfat.com

عارفٌ بمن یجیئُ الیہ سامع الصلوٰۃ ممن یصلی علیہ وسلام من یسلم علیہ و یرد علیہ السلام فہذہ حالۃ الحیاۃ۔

کے بعد بھی ہر حاضر ہونے والے کو جانتے اور پہچانتے ہیں درود پڑھنے والے کا درود اور سلام پڑھنے والے کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب عطا فرماتے ہیں۔ پس یہ زندہ ہونے کی نشانی و حالت ہے

سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۱۲/۳۸۰

بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے لکھا ہے

رہی آیتیں سو ایک تو ان میں سے یہ آیت ولو انہم اذ ظلموا ....
کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ آپ کے ہمعصر ہوں یا بعد کی امت اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو۔ آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہو گا کہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔

آب حیات : ۴۰

آیت نمبر ۶

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ

اور جو ہم رسول نے آپ سے پہلے بھیجے ان سے پوچھیے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا اور معبود بنائے ہیں جنکی عبادت کی جائے۔

سورۃ الزخرف ۴۵

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے خطاب اور سوال کرنے کا حکم کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں جبھی

Marfat.com

تو آپ سوال فرمائیں گے۔ اور معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام حضرات سے ملاقات اور گفتگو کا ثبوت صحیح احادیث میں ہے

علمائے دیو بند کے ابن حجر ثانی انور شاہ صاحب کشمیری

نے تحریر کیا ہے :

یستدل بہ علی حیٰوۃ الانبیاء علیہم السلام	اس آیت کریمہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاۃ پر استدلال کیا جاتا ہے۔
مشکلات القرآن: ۲۳۴	

ان آیات کے علاوہ بھی بیشمار آیات ہیں جو کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے زندہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن عقلمند را اشارہ کافی است کے مصداق ہم انہی پر اختصار کرتے ہیں۔ اور کسی دوسری فرصت میں ان تمام آیات پر کلام کریں گے۔

ویقال ان الشہداء من جملۃ ما استثنی اللہ عز وجل بقولہ الا من شاء اللہ۔ وروینا فیہ خبرًا مرفوعًا وھو مذکور مع سائر ما قیل فی کتاب البعث والنشور وباللہ التوفیق

اور علماء فرماتے ہیں کہ شہدا بھی ان میں سے ہیں کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے الا من شاء کے قول کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا ہے۔ شہداء کے بارے میں ہم نے ایک مرفوع حدیث بمع دیگر مسائل کے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دی ہے اور اللہ تعالے سے ہی توفیق کی درخواست ہے۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان الا من شاء سے مراد ایک قول کے

Marfat.com

مطابق فرشتے اور ایک قول کے مطابق شہداء بھی ہیں

حضرت امام شمس الدین محمد بن احمد ابو بکر القرطبی فرماتے ہیں

اختلف العلماء فی المستثنیٰ من هو فقیل الملٰئکة وقیل الانبیاء وقیل الشهداء و اختاره الحلیمی وقال و هو مروی عن ابن عباس ان الاستثناء لاجل الشهداء فان الله تعالےٰ یقول احیاء عند ربهم یرزقون

التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة ۱۶۷/

علماء کا اختلاف ہے کہ اس مستثنیٰ سے کون مراد ہے کہا گیا ہے کہ فرشتے اور یہ بھی کہا گیا ہے حضرات انبیاء کرام اور ایک قول شہداء کے بارے میں ہے اور امام حلیمی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرت ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ یہاں استثناء شہدا کے لیے ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

آپ مزید فرماتے ہیں

قد ورد حدیث ابی هریرة بانهم الشهداء وهو الصحیح علی ما یاتی . . . . واسند النحاس فی کتاب معانی القرآن له ـ حدثنا الحسین ابن عمر الکوفی قال حدثنا هناد بن السری قال حدثنا وکیع عن

اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے کہ یہاں مستثنیٰ شہدا ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ابھی آئے گا اور امام نحاس نے اپنی کتاب معانی القرآن میں اس کی ایک سند بیان کی ہے (بسند مذکور) حضرت

عن شعبة عن عمارة ابن ابي
حفصة عن حجر هو الهجري عن
سعيد بن جبير في قول الله عز و
جل الا من شاء الله قال هم الشهداء
هم ثنية الله عزوجل متقلدو السيوف
حول العرش ۔ التذکرہ ص ۱۶۷

قال ابوهريرة يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم فمن استثنى
حين يقول ففزع من في
السموات ومن في الارض
الا من شاء الله قال اولئك
الشهداء ۔ تفسير ابن جرير ۲۰/۲۰

سعید بن جبیر نے اس آیت کی
تفسیر میں فرمایا کہ وہ شہدا ہیں کہ
جن کی شان اللہ نے بیان فرمائی
ہے وہ تلواریں لٹکائے ہوئے
عرش کے اردگرد رہیں گے ۔

حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ میں نے
عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فزع کے وقت کس کو
اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں
مستثنیٰ قرار دیا ہے تو آپ ﷺ
نے فرمایا وہ شہداء ہیں ۔

تو معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام تو الحمد للہ اس نفخ صور کے موقع پر زندہ رہیں گے ہی ان کے صدقہ میں حضرات شہداء کرام اور ملائکہ عظام بھی نفخ صور کے وقت زندہ رہیں گے ۔ صرف ان میں سے بعض حضرات پر بیہوشی کی سی کیفیت طاری ہو گی ۔

الحمد للہ رب العالمین اس مختصر رسالہ کی شرح اختتام کو پہنچی لیکن جب یہاں پہنچا تو بعض احباب نے مشورہ دیا کہ اب منکرین شان و حیات انبیاء کے دلائل کا رد بھی ہونا چاہیئے چونکہ کتاب پہلے ہی ضخیم ہو چکی ہے اس لیے یہ طے پایا کہ منکرین حیات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دلائل اور ان کے جوابات کیلئے اس کتاب کا دوسرا حصہ مختص کیا جائے لہذا انشاء اللہ المولیٰ بوسیلہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اس کتاب کا دوسرا حصہ عنقریب تحریر کیا جائے گا ۔

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۱۶ بعد نماز ظہر
۱۴ مئی ۱۹۹۶ بروز منگل وار

Marfat.com

Marfat.com

حياة الأنبياء

في قبورهم

للإمام الحافظ الكبير أبى بكر أحمد بن الحسين البيهقى
المتوفى سنة ٤٥٨ هـ

خرّج أحاديثه وعلّق عليه
أبو سهل
نجاح عوض صيام

مكتبة الإيمان
المنصورة - أمام جامعة الأزهر

Marfat.com

بسم الله الرحمٰن الرحيم

– أخبرنا الشيخ الإمام زين الإسلام أبو نصر عبد الرحيم بن عبد الكريم ابن هوازن القشيرى – رضى الله عنه – فى كتابه إلينا من نيسابور .

قال أخبرنا الشيخ الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقى – رحمه الله – قراءة عليه وأنا أسمع فى ربيع الآخر من سنة خمس وأربعين وأربعمائة .

– وأخبرنا الشيخ الإمام الحافظ أبو بكر محمد بن عبد الله بن حبيب العامرى – أيده الله – قال أنبأ شيخ القضاة أبو على إسماعيل بن أحمد بن الحسين البيهقى فيما قرأت عليه ، أنبأ الإمام والدى شيخ السنة – رحمه الله – قال :

– الحمد لله رب العالمين ، والعاقبة للمتقين ، وصلاته على سيدنا محمد وآله أجمعين ،

Marfat.com

ذكر ما روى فى حياة الأنبياء صلوات الله عليهم بعد وفاتهم

– أخبرنا أبو سعيد أحمد بن محمد بن الخليل الصوفى رحمه الله قال أنبأ أبو أحمد عبد الله بن عدى الحافظ قال ثنا قسطنطين بن عبد الله الرومى قال ثنا الحسن بن عرفة قال حدثنى الحسن بن قتيبة المدائنى ثنا المستلم بن سعيد الثقفى عن الحجاج بن الأسود عن ثابت البنانى عن أنس – رضى الله عنه – قال :

قال رسول الله – ﷺ – : « **الأنبياء أحياء فى قبورهم يصلون** »[1].

هذا حديث يُعد فى أفراد الحسن بن قتيبة المدائنى .

– وقد روى عن يحيى بن أبى بكير عن المستلم بن سعيد ، وهو فيما أخبرنا الثقة من أهل العلم قال أنبأ أبو عمرو بن حمدان قال أنبأ أبو يعلى الموصلى ثنا أبو الجهم الأزرق بن على ثنا يحيى بن أبى بكير ثنا المستلم بن سعيد عن الحجاج عن ثابت عن أنس بن مالك قال : قال رسول الله – ﷺ – : « **الأنبياء أحياء فى قبورهم يصلون** » .

– وقد روى من وجه آخر عن أنس بن مالك موقوفاً .

---

(١) بهذا الطريق أخرجه ابن عدى فى الكامل (٣٢٧/٢) ، وقال وللحسن بن قتيبة هذا أحاديث غرائب حسان فأرجو أنه لا بأس به ، والبزار (٢٣٣٩ ، ٢٣٤٠) كشف الأستار ، وأخرجه أبونعيم فى تاريخ أصفهان (٨٣/٢) ، وابن عساكر فى تاريخ دمشق (٢٣٦/٤) التهذيب لابن بدران ..
وأبو يعلى فى مسنده (٣٤٢٥) كما سيأتى ، وصححه المناوى فى فيض القدير (١٨٤/٣) وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد (٢١١/٨) رواه أبو يعلى والبزار ورجال أبو يعلى ثقات . وقال الكتانى متواتر راجع مقدمة التحقيق .

قلت : فيه الحجاج الأسود اشتبه فيه الحال على الذهبى فقال فى الميزان (٤٦٠/١) نكرة ؟ وتعقبه الحافظ فى اللسان (١٧٥/٢) فقال إنما هو حجاج بن أبى زياد الأسود يعرف « بزق العسل » وهو بصرى كان ينزل القسامل ، روى عن ثابت وجابر وروح بن عبادة وآخرين ، قال أحمد ثقة ورجل صالح ، وقال ابن معين ثقة ، وذكره ابن حبان فى الثقات [٢٠٢/٦] وقد ترجم له الذهبى فى سير أعلام النبلاء (٧٦/٧) فقال بصرى صدوق روى عنه جعفر بن سليمان وعيسى بن رروح ، وكان من الصلحاء وثقه ابن معين مات سنة بضع وأربعين ومائة .

Marfat.com

أخبرنا أبو عثمان الإمام رحمه الله أنبأ زاهر بن أحمد أنبأ أبو جعفر محمد ابن معاذ المالينى ثنا الحسين بن الحسن ثنا مؤمل ثنا عبيد الله بن أبى حميد الهذلى عن أبى المليح عن أنس بن مالك « **الأنبياء فى قبورهم أحياء يصلون** » .

– وروى كما أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو حامد أحمد بن على الحسنوى إملاء ثنا أبو عبد الله محمد بن العباس الحمصى ثنا أبو الربيع الزهرانى ثنا إسماعيل ابن طلحة بن يزيد عن محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى عن ثابت عن أنس عن النبى – ﷺ – قال : « **إن الأنبياء لا يتركون فى قبورهم بعد أربعين ليلة ، ولكنهم يصلون بين يدى الله عز وجل حتى ينفخ فى الصور** »[١] .

– وهذا إن صح بهذا اللفظ فالمراد به والله أعلم لا يتركون يصلون إلا هذا المقدار ، ثم يكونون مصلين فيما بين يدى الله عز وجل ، كما روينا فى الحديث الأول .

وقد يحتمل أن يكون المراد به رفع أجسادهم مع أرواحهم .

– فقد روى سفيان الثورى فى الجامع قال : قال شيخ لنا عن سعيد بن المسيب قال : « **ما مكث نبى فى قبره أكثر من أربعين ليلة حتى يُرفع** »[٢] .

---

(١) أخرجه الديلمى فى الفردوس (٨٥٢) وأورده ابن الجوزى فى الموضوعات وذكره السيوطى فى اللآلىء المصنوعة (٢٨٥/١) شاهداً لحديث أنس مرفوعاً « مامن نبى يموت فيقيم فى قبره إلا أربعين يوماً » وسيأتى ذكره فى الحديث الثالث وقال الحافظ فى الفتح (٤٨٧/٦) أخرجه البيهقى من رواية محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى أحد فقهاء الكوفة عن ثابت « إن الأنبياء لا يتركون فى قبورهم بعد أربعين ليلة ولكنهم يصلون بين يدى الله حتى ينفخ فى الصور » ومحمد سىء الحفظ ، وذكر الغزالى ثم الرافعى حديثا مرفوعاً « أنا أكرم على ربى أن يتركنى فى قبرى بعد ثلاث ولا أصل له » إلا أن أخذ من رواية ابن أبى ليلى هذه وليس الأخذ بجيد لأن رواية ابن أبى ليلى قابلة للتأويل .

قلت : وأحمد بن على الحسنوى شيخ الحاكم ويقال له أحمد بن على بن حسنويه ، ذكره الذهبى فى الميزان (١٢١/١) وقال : قال الخطيب لم يكن بثقة حدث عمن لم يدركهم كمسلم والقدماء وقال الحافظ فى اللسان (٢٢٣/١) قال الحاكم وهو فى الجملة غير محتج به ، ولم ينكر سماعه من مسلم فيمن سمى أنه لم يدركهم ، وقال حمزة السهمى قال محمد بن يوسف الجرجانى الكشى هو كذاب .

قال الذهبى فى سير أعلام النبلاء (٥٤٨/١٥) نقلاً عن الحاكم « ولو اقتصر على سماعه الصحيح لكان أولى به ، لكنه حدث عن جماعة أشهد بالله أنه لم يسمع منهم ... إلى أن قال ولا أعلمه وضع حديثاً ولا ركّب إسناداً ، وإنما المنكر من حاله روايته عمن تقدم موتهم » .

(٢) أخرجه عبد الرزاق فى المصنف (٥٧٦/٣) عن الثورى عن أبى المقدام عن سعيد بن المسيب ، هكذا مرسلاً .

وسنده جيد فأبو المقدام هو ثابت بن هرمز الكوفى ، روى عن عدى بن دينار ، وسعيد بن المسيب =

Marfat.com

– فعلى هذا يصيرون كسائر الأحياء، يكونون حيث ينزلهم الله عز وجل، كما روينا فى حديث المعراج وغيره أن النبى – ﷺ – رأى موسى عليه السلام قائماً يصلى فى قبره[١]، ثم رآه مع سائر الأنبياء عليهم السلام فى بيت المقدس ثم رآهم فى السموات، والله تبارك وتعالى فعال لما يريد.

– ولحياة الأنبياء بعد موتهم – صلوات الله عليهم – شواهد من الأحاديث الصحيحة: منها.

– ما أخبرنا أبو الحسين على بن محمد بن عبد الله بن بشران ببغداد أنبأ إسماعيل بن محمد الصفار ثنا محمد بن عبد الملك الدقيقى ثنا يزيد بن هارون ثنا سليمان التيمى عن أنس بن مالك أن بعض أصحاب النبى – ﷺ – أخبره «**أن النبى – ﷺ – ليلة أسرى به مر على موسى عليه السلام وهو يصلى فى قبره**»[٢].

– وأخبرنا أبو الحسين بن بشران أنبأ إسماعيل أنبأ أحمد بن منصور بن سيار الرمادى ثنا يزيد بن أبى حكيم ثنا سفيان – يعنى الثورى – ثنا سليمان التيمى

= وأبى وائل وسعيد بن جبير، وغيرهم، وعنه روى الثورى، وشعبة، وابنه عمرو بن أبى المقدام. وثقه أحمد وابن معين وأبو داود، وقال أبو حاتم صالح وقال ابن القطان ثقة ولا أعلم أحداً ضعفه غير الدارقطنى.

وذكره ابن حبان فى الثقات (٦/١٢٤) راجع التهذيب لابن حجر (٢/١٦) وأخرجه أبو نعيم فى الحلية (٨/٣٣٣) مرفوعاً عن أنس بلفظ «ما من نبى يموت فيقيم فى قبره إلا أربعين صباحاً حتى ترد إليه روحه .... الحديث» وقال أبو نعيم حديث غريب لم نكتبه إلا من حديث الخشنى.

قال السيوطى فى الجامع الكبير (١/٧٣١) أورده ابن الجوزى فى الموضوعات ورده عليه الحافظ ابن حجر وقال السيوطى أيضاً فى اللآلىء المصنوعة (١/٢٨٥) متعقبا ابن الجوزى فى حكمه عليه بالوضع:

«وله شواهد يرتقى بها إلى درجة الحسن، والخشنى من رجال ابن ماجه ضعفه الأكثر، ولم ينسب إلى وضع ولا كذب، وقال دحيم لا بأس به، وقال أبو حاتم صدوق سيىء الحفظ، وقال ابن عدى تحتمل رواياته ومن هذه حاله لا يحكم على حديثه بالوضع».

قال الحافظ ابن حجر فى تلخيص الحبير (٢/١٢٦) متعقبا على ابن حبان وابن الجوزى فى حكمهما على حديث أنس بالبطلان: وقد أفرد البيهقى جزءاً فى حياة الأنبياء وأورد فيه عدة أحاديث تؤيد هذا فليراجع منه» اهـ.

(١) سيأتى فى الحديث رقم (٤، ٥، ٦، ٧) رؤيته – ﷺ – للأنبياء فى ليلة الإسراء.

(٢) أخرجه النسائى (٣/٢١٦) وأحمد (٥/٥٩) وأبو يعلى (٧/١١٧) من حديث أنس عن بعض أصحاب النبى – ﷺ – كما ساقه المصنف.

Marfat.com

عن أنس بن مالك قال : قال رسول الله – ﷺ – « **مررت على موسى وهو قائم يصلى فى قبره** »[١].

، – أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن عبد الله بن المنادى ثنا يونس بن محمد المؤدب ثنا حماد بن سلمة ثنا سليمان التيمى وثابت البنانى عن أنس بن مالك أن رسول الله – ﷺ – قال : « **أتيت موسى ليلة أسرى بى عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلى فى قبره** »[٢].

أخرجه أبو الحسين مسلم بن الحجاج النيسابورى – رحمه الله – من حديث حماد بن سلمة عنهما ، وأخرجه من حديث الثورى وعيسى بن يونس وجرير بن عبد الحميد عن التيمى .

– أخبرنا أحمد بن على الحربى ثنا حاجب بن أحمد ثنا محمد بن يحيى ثنا أحمد بن خالد الوهبى ثنا عبد العزيز بن أبى سلمة عن عبد الله بن الفضل الهاشمى عن أبى سلمة بن عبد الرحمن عن أبى هريرة قال : قال رسول الله – ﷺ – : « **لقد رأيتنى فى الحِجر وأنا أخبر قريشاً عن مسراى ، فسألونى**

---

(١) أخرجه مسلم (٢٣٧٥) خاص (١٦٥) . والنسائى (٢١٦/٣) وأحمد (٣ ١٢٠) وعبد الرزاق فى المصنف (٥٧٧/٣) .

قال السيوطى فى شرح سنن النسائى : قال الشيخ بدر الدين بن الصاحب فى مؤلف له فى حياة الأنبياء «هذا صريح فى إثبات الحياة لموسى فى قبره ، فإنه وصفه بالصلاة وأنه قائم ومثل ذلك لا يوصف به الروح وإنما يوصف به الجسد ، وفى تخصيصه بالقبر دليل على هذا ، فإنه لو كان من أوصاف الروح لم يحتج لتخصيصه بالقبر»

وقال تقى الدين السبكى فى شفاء السقام ص ٢٠٦ : إن الصلاة تستدعى جسداً حياً ، وكذلك الصفات المذكورة فى الأنبياء ليلة الإسراء كلها صفات الأجسام . ولا يلزم من كونها حياة حقيقة أن تكون الأبدان معها كما كانت فى الدنيا من الاحتياج إلى الطعام والشراب والامتناع عن النفوذ فى الحجاب الكثيف وغير ذلك من صفات الأجسام التى نشاهدها . بل قد يكون لها حكم آخر . فليس فى العقل ما يمنع من إثبات الحياة الحقيقية لهم . اهـ

وقال السيوطى فى إنباء الأذكياء (٢ ١٥٠) نقلاً عن العفيف اليافعى «أن الأولياء ترد عليهم أحوال يشاهدون فيها ملكوت السموات والأرض وينظرون الأنبياء أحياء غير أموات كما نظر النبى ﷺ إلى موسى عليه السلام فى قبره . وقد تقرر أن ماجاز للأنبياء معجزة جاز للأولياء كرامة . بشرط عدم التحدى ولا ينكر ذلك إلا جاهل»

(٢) أخرجه مسلم (٢٣٧٥) . والنسائى (٢١٥/٣) ، وأحمد (٣ ١٤٨) وأبو يعلى (٦ ٧١) . وابن حبان (١٣١/١) الإحسان .

Marfat.com

عن أشياء من بيت المقدس لم أثبتها فكربت كربا ما كربت مثله قط فرفعه الله لى أنظر إليه ، ما يسألونى عن شئ إلا أنبأتهم به ، وقد رأيتنى فى جماعة من الأنبياء فإذا موسى قائم يصلى فإذا رجل ضرب جعد كأنه من رجال شنوءة ، وإذا عيسى بن مريم قائم يصلى ، أقرب الناس به شبهاً عروة بن مسعود ، وإذا إبراهيم قائم يصلى أشبه الناس به صاحبكم - يعنى نفسه - فحانت الصلاة فأممتهم ، فلما فرغت من الصلاة ، قال لى قائل : يامحمد هذا مالك صاحب النار فسلم عليه فالتفت إليه فبدأنى بالسلام »[1]. أخرجه مسلم فى الصحيح من حديث عبد العزيز .

- وفى حديث سعيد بن المسيب[2] وغيره أنه لقيهم فى مسجد بيت المقدس .

- وفى حديث أبى ذر[3] ومالك بن صعصعة[4] فى قصة المعراج أنه لقيهم فى جماعة الأنبياء فى السموات وكلمهم وكلموه ، وذلك صحيح لا يخالف بعضه بعضاً .

- فقد يرى موسى عليه السلام قائماً يصلى فى قبره ثم يسرى بموسى وغيره

---

(١) أخرجه مسلم (١٧٢) . والنسائى فى الكبرى (١١٢٨٥) .

(٢) حديث سعيد بن المسيب أخرجه البيهقى مرسلاً فى دلائل النبوة (٢ ٣٦٠) وابن جرير الطبرى فى التفسير (١٥ ٥) عن ابن شهاب قال سمعت سعيد بن المسيب يقول : «إن رسول الله ﷺ حين انتهى إلى بيت المقدس لقى فيه إبراهيم وموسى وعيسى عليهم السلام . وأنه أتى بقدحين : قدح لبن وقدح خمر فنظر إليهما ثم أخذ قدح اللبن . فقال له جبريل هديت للفطرة .. الحديث» .

وأصله متفق عليه مرفوعاً عن سعيد بن المسيب عن أبى هريرة أن النبى ﷺ قال : «ليلة أسرى بى لقيت موسى فنعته فإذا هو رجل حسبته مضطرب رجل الرأس كأنه من رجال شنوءة ... الحديث» انظر البخارى (٣٤٣٧) . ومسلم (١٦٨) .

(٣) حديث أبى ذر أخرجه البخارى (٣٤٩) ، ومسلم (١٦٣) مطولاً أن رسول الله ﷺ قال : «فرج عن سقف بيتى وأنا بمكة . فنزل جبريل فخرج صدرى ثم غسله بماء زمزم ، ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وإيماناً فأفرغه فى صدرى ثم أطبقه . ثم أخذ بيدى فعرج بى إلى السماء الدنيا ... الحديث» وفيه أنه وجد فى السموات آدم وإدريس وموسى وعيسى وإبراهيم صلوات الله عليهم .

(٤) حديث مالك بن صعصعة أخرجه البخارى (٣٢٠٧) . ومسلم (١٦٤) قال النبى ﷺ «بينا أنا عند البيت بين النائم واليقظان - وذكر يعنى رجلاً بين الرجلين - فأتيت بطست من ذهب ملآن حكمة وإيماناً . فشق من النحر إلى مراق البطن . ثم غسل البطن بماء زمزم .. الحديث» . وفيه أنه وجد فى السموات الأنبياء وكلمهم وكلموه .

Marfat.com

إلى بيت المقدس كما أسرى بنبينا - ﷺ - فيراهم فيه ثم يعرج بهم إلى السموات كما عرج بنبينا - ﷺ - فيراهم فيها كما أخبره.

- وصلاتهم بمواضع مختلفات جائز فى العقل كما ورد به خبر الصادق - ﷺ - وفى كل ذلك دلالة على حياتهم.

□ ومما يدل على ذلك :

- ما أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أبو جعفر أحمد بن عبد الحميد الحارثى ثنا الحسين بن على الجعفى ثنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن أبى الأشعث الصنعانى عن أوس بن أوس قال : قال النبى - ﷺ - : « **أفضل أيامكم الجمعة ، فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة ، فأكثروا علىّ من الصلاة فيه ، فإن صلاتكم معروضة علىّ** » ؛ قالوا : وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت ؟ - يقولون بليت - فقال : « **إن الله قد حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام** » . أخرجه أبو داود فى كتاب السنن[1].

□ وله شواهد منها :

- ما أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو بكر ابن إسحاق الفقيه ثنا أحمد ابن على الأبار[2] ثنا أحمد بن عبد الرحمن بن بكار الدمشقى ثنا الوليد بن مسلم حدثنى أبو رافع عن سعيد المقبرى عن أبى مسعود الأنصارى عن النبى - ﷺ - أنه قال : « **أكثروا الصلاة علىّ فى يوم الجمعة ، فإنه ليس أحد يصلى علىّ يوم الجمعة إلا عرضت علىّ صلاته** »[3].

---

(١) أخرجه أبو داود (١٥٣١) ، والنسائى (٩٢/٣) ، وابن ماجه (١٦٣٦) ، وأحمد (٨/٤) والطبرانى فى الكبير (١٨٦/١) ، وصححه ابن حبان (١٣٢/٢) الإحسان والحاكم فى المستدرك (٥٦٠/٤) وأقره الذهبى ، والنووى فى رياض الصالحين ص (٤٣٤) .

(٢) فى المطبوعة (الدينار) والصواب ما أثبته كما فى المستدرك للحاكم .

(٣) أخرجه الحاكم فى المستدرك (٤٢١/٢) وقال صحيح الإسناد فإن أبا رافع هو إسماعيل بن رافع ، وتعقبه الذهبى فقال : ضعفوه .

قال الحافظ فى التهذيب (٢٩٥/١) قال أحمد ضعيف وقال فى رواية منكر الحديث ، وقال ابن معين ضعيف وفى رواية ليس بشىء ، وقال الترمذى ضعفه بعض أهل العلم وسمعت محمداً - يعنى البخارى - يقول هو ثقة مقارب الحديث، وقال فى التقريب (٦٩/١) ضعيف الحفظ .

قلت : وله شواهد ، منها حديث أوس السابق رقم (١٠) وهو حديث صحيح ، وحديث =

Marfat.com

قال أبو عبد الله رحمه الله : أبو رافع هذا هو إسماعيل بن رافع .

– وأخبرنا على بن أحمد عبدان الكاتب ثنا أحمد بن عبيد الصفار ثنا الحسن ابن سعيد ثنا إبراهيم بن الحجاج ثنا حماد بن سلمة عن يزيد بن سنان عن مكحول الشامى عن أبى أمامة قال : قال رسول الله – ﷺ – : « **أكثروا علىّ من الصلاة فى كل يوم جمعة ، فإن صلاة أمتى تعرض علىّ فى كل يوم جمعة ، فمن كان أكثرهم علىّ صلاة كان أقربهم منى منزلة** »(١) .

– وأخبرنا أبو الحسن على بن محمد بن على السقاء الإسفرائيني قال حدثنى والدى أبو على ثنا أبو رافع أسامة بن على بن سعيد الرازى بمصر ثنا محمد ابن إسماعيل بن سالم الصائغ حدثتنا حكامة بنت عثمان بن دينار أخى مالك ابن دينار قالت حدثنى أبى عثمان بن دينار عن أخيه مالك بن دينار عن أنس ابن مالك خادم النبى – ﷺ – قال :

قال رسول الله – ﷺ – : « **إن أقربكم منى يوم القيامة فى كل موطن أكثركم علىّ صلاة فى الدنيا ، من صلى علىّ فى يوم الجمعة وليلة الجمعة قضى الله له مائة حاجة ، سبعين منها من حوائج الآخرة وثلاثين من حوائج الدنيا ، يوكل الله بذلك ملكا يدخله فى قبرى ، كما يدخل عليكم الهدايا ، يخبرنى من صلى علىّ باسمه ونسبه إلى عشيرته ، فأثبته عندى فى صحيفة بيضاء** »(٢) .

– وفى هذا المعنى الحديث الذى أخبرنا أبو على الحسين بن محمد

= أبى الدرداء عند ابن ماجه (١٦٣٧) نحوه وفيه : «إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبى الله حى فى قبره» قال البوصيرى فى زوائد ابن ماجه (٥٤٥/١) إسناده رجاله ثقات إلا أنه منقطع فى موضعين : عبادة بن نسى روايته عن أبى الدرداء مرسلة قاله العلائى ، وزيد بن أيمن عن عبادة مرسلة ، قاله البخارى . ويشهد له أيضاً حديث أبى أمامة سيأتى برقم (١٢) وحديث أنس رقم (١٣) .

(١) أخرجه البيهقى فى السنن الكبرى (٢٤٩/٣) .

وقال المنذرى فى الترغيب (٢٨١/٢) إسناده حسن إلا أن مكحولا قيل لم يسمع من أبى أمامة .

وقال السخاوى فى القول البديع ص (١١٩) سنده حسن لا بأس به إلا أن مكحولاً لم يسمع من أبى أمامة فى قول الجمهور ، ونعم فى مسند الشامين للطبرانى التصريح بسماعه .

قلت : وللحديث شواهد سبق ذكرها ، انظر الحديث رقم (١٠ ، ١١ ، ١٢) .

(٢) أخرجه الأصفهانى فى الترغيب مفرقاً فى موضعين (٢٨٢/٢ ، ٦٨٤/٢) .

وعزاه شيخنا الحافظ عبد الله بن الصديق فى النفحة الإلهية ص (١٣١) إلى ابن مندة فى فوائده وضعفه السخاوى فى القول البديع ص (١١٨) .

Marfat.com

الروزبارى أنبأ أبو بكر بن داسة ثنا أبو داود ثنا أحمد بن صالح قال قرأت على عبد الله بن نافع قال أخبرنى ابن أبى ذئب عن سعيد المقبرى عن أبى هريرة قال : قال رسول الله - ﷺ - « **لاتجعلوا بيوتكم قبوراً ولاتجعلوا قبرى عيداً وصلوا علىَّ فإن صلاتكم تبلغنى حيث كنتم** »[١].

- وفى هذا المعنى الحديث الذى أخبرنا أبو محمد عبد الله بن يحيى بن عبد الجبار السكرى ببغداد ثنا إسماعيل بن محمد الصفار ثنا عباس بن عبد الله الترقفى ثنا أبو عبد الرحمٰن المقرى ثنا حيوة بن شريح عن أبى صخر عن يزيد بن عبد الله بن قسيط عن أبى هريرة أن رسول الله - ﷺ - قال : « **مامن أحد يسلم علىَّ إلا رد الله إلىَّ روحى حتى أرد عليه** »[٢].

- وإنما أراد والله أعلم : إلا وقد رد الله إلى روحى حتى أرد عليه السلام .

وأشار شيخنا إلى شاهد له عند ابن مندة أيضاً عن جابر ونقل عن الحافظ أبو موسى المدينى قوله غريب حسن .

قلت : ولطرفه الأول شاهد من حديث ابن مسعود مرفوعاً «إن أولى الناس بى يوم القيامة أكثرهم علىَّ صلاة» أخرجه الترمذى (٤٨٤) وابن حبان (٢/١٣٣) الإحسان .

(١) أخرجه أبو داود (٢٠٤٢) ، وأحمد (٢/٣٦٧) وصححه النووى فى رياض الصالحين ص (٤٣٥) والحافظ فى الفتح (٦/٤٨٨) ، وله شاهد من حديث على - عليه السلام - أخرجه أبو يعلى (٤٦٩) وابن أبى شيبة (٢/٣٧٥) من حديث على بن الحسين عن أبيه عن جده مرفوعاً بنحوه وحسنه السخاوى فى القول البديع ص (١١٧) .وأخرجه الطبرانى فى الكبير (٣/٨٤) عن الحسن بن الحسن عن أبيه مرفوعاً «حيثما كنتم فصلوا علىَّ فإن صلاتكم تبلغنى» وحسنه المنذرى فى الترغيب (٢/٢٧٩) .

(٢) أخرجه أبو داود (٢٠٤١) ، وأحمد (٢/٥٢٧) ، والبيهقى فى السنن الكبرى (٥/٢٤٥) ، وأبو نعيم فى تاريخ أصفهان (٢/٣٥٣) وصححه النووى فى رياض الصالحين ص(٤٣٥) ،والسخاوى فى المقاصد الحسنة ص (٣٧٢) .

- قال الحافظ فى الفتح (٦/٤٨٨) رجاله ثقات ووجه الإشكال فيه أن ظاهره أن عود الروح للجسد يقتضى انفصالها عنه وهو الموت ، وقد أجاب العلماء عن ذلك بأجوبة :

أحدها : أن المراد بقوله «رد الله علىَّ روحى» أن رد روحه كانت سابقة عقب دفنه لا أنها تعاد ثم تنزع ثم تعاد .

الثانى : سلمنا لكن ليس هو نزع موت ، بل لا مشقة فيه .

الثالث : أن المراد بالروح الملك الموكل بذلك .

الرابع : أن المراد بالروح النطق فتجوز فيه من جهة خطابنا ما نفهمه .

الخامس : أن يستغرق فى أمور الملأ الأعلى ، فإذا سلم عليه رجع إليه فهمه ليجيب من سلم -

Marfat.com

٪ - وفى هذا المعنى الحديث الذى أخبرنا أبو القاسم على بن الحسين بن على الطهمانى ثنا أبو الحسن محمد بن محمد الكارزى ثنا على بن عبد العزيز ثنا أبو نعيم ثنا سفيان عن عبد الله بن السائب عن زاذان عن عبد الله بن

= عليه ، وقد استشكل ذلك من جهة أخرى ، وهو أنه يستلزم استغراق الزمان كله فى ذلك ممن لا يحصى كثرة ، وأجيب بأن : أمور الآخرة لا تدرك بالعقل ، وأحوال البرزخ أشبه بأحوال الآخرة والله أعلم . اهـ .

قلت : وقد أجاب السيوطى عنه أيضاً فى إنباء الأذكياء (٢/١٥٢ - ١٥٤) بخمسة عشر جواباً منها :

- أن قوله «رد الله» جملة حالية ، وقاعدة العربية أن جملة الحال إذا وقعت فعلاً ماضياً قدرت فيها «قد» كقوله تعالى : ﴿أوجاؤكم حصِرت صدورهم﴾ أى قد حصرت وكذا تقدر هنا والجملة ماضية سابقة على السلام الواقع من كل أحد .

و «حتى» ليست للتعليل ، بل مجرد حرف عطف بمعنى «الواو» فصار تقدير الحديث مامن أحد يسلم على إلا وقد رد الله على روحى قبل ذلك فأرد عليه .

وإنما جاء الإشكال من ظن أن جملة «رد الله علىّ» بمعنى الحال أو الاستقبال وظن «حتى» تعليلية وليس كذلك .

وبهذا الذى قررناه ارتفع الإشكال من أصله ، وأيده من حيث المعنى أن الرد ولو أُخذ بمعنى الحال والاستقبال لزم تكرره عند تكرر المسلمين ، وتكرر الرد يستلزم المفارقة ، وتكرار المفارقة يلزم عليه محذوران :

أحدهما : تأليم الجسد الشريف بتكرار خروج الروح منه ، أو نوع ما من مخالفة التكريم إن لم يكن تأليم .

والآخر : مخالفة سائر الناس الشهداء وغيرهم ، فإنه لم يثبت لأحد منهم أن يتكرر له مفارقة الروح وعودها فى البرزخ . والنبى ﷺ أولى بالاستمرار الذى هو أعلى رتبة .

ومحذور ثالث : وهو مخالفة القرآن ، فإنه دل على أنه ليس إلا موتتان وحياتان . وهذا التكرار يستلزم موتات كثيرة وهو باطل .

ومحذور رابع : وهو مخالفة الأحاديث المتواترة السابقة ، وما خالف القرآن والتواتر من السنة وجب تأويله ، وإن لم يقبل التأويل كان باطلاً فلهذا وجب حمل الحديث على ما ذكرناه . انتهى كلام السيوطى .

تنبيه : قال السيوطى فى آخر إنباء الأذكياء : «ثم رأيت الحديث المسئول عنه مخرجاً فى كتاب حياة الأنبياء للبيهقى بلفظ «إلا وقد رد الله علىّ» فصرح فيه بلفظ «وقد» فحمدت الله كثيراً وقوى أن رواية إسقاطها محمولة على إضمارها وإن حذفها من تصرف الرواة» اهـ .

قلت : ولم أر ذلك فى المطبوعة التى بين أيدينا ولا عند من نقل عن البيهقى ولا من تكلم فى هذه المسألة ، وقد قال البيهقى رحمه الله عقب هذا الحديث «وإنما أراد والله أعلم إلا وقد رد الله إلى روحى حتى أرد عليه» . فتأمل !!

Marfat.com

مسعود قال : قال رسول الله - ﷺ - **« إن لله عز وجل ملائكة سياحين فى الأرض يبلغونى عن أمتى السلام »**(١).

٢٠ - وأخبرنا أبو الحسين بن بشران وأبو القاسم عبد الرحمٰن بن عبيد الله الحرق قالا : أنبأ حمزة بن محمد بن العباس ثنا أحمد بن الوليد ثنا أبو أحمد الزبيرى ثنا إسرائيل عن أبى يحيى عن مجاهد عن ابن عباس قال : **« ليس أحد من أمة محمد - ﷺ - يصلى عليه صلاة إلا وهى تبلغه يقول له الملك فلان يصلى عليك كذا وكذا صلاة »**(٢).

- أخبرنا على بن محمد بن بشران أنبأ أبو جعفر الرازى ثنا عيسى بن عبد الله الطاليسى ثنا العلاء بن عمرو الحنفى ثنا أبو عبد الرحمٰن عن الأعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة عن النبى - ﷺ - قال : **« من صلى علىّ عند قبرى سمعته ومن صلى علىّ نائيا منه أبلغته »**(٣).

---

(١) أخرجه النسائى (٣/٤٣) ، والدارمى (٢/٢٢٥) ، وأحمد (١/٣٨٧) ، والطبرانى فى الكبير (١٠/٢٧١) وصححه ابن حبان (٢/١٣٤) الإحسان ، والحاكم (٢/٤٢١) وأقره الذهبى .

(٢) أخرجه البيهقى فى الشعب (٤/٢١٤) هكذا موقوفاً أيضاً وعزاه شيخنا الحافظ عبد الله بن الصديق فى نهاية الآمال ص ٢٩ إلى ابن راهويه والحرق وابن بشران والمصنف أيضاً وقال : إسناده صحيح وهو موقوف له حكم المرفوع لأنه لا يعلم بالرأى والاجتهاد .

قلت : ومن شواهده الحديث السابق رقم (١٦) عن ابن مسعود مرفوعاً وهو صحيح .

(٣) أخرجه البيهقى فى الشعب (٤/٢١٣) والخطيب فى تاريخ بغداد (٣/٢٩٢) والأصفهانى فى الترغيب (٢/٦٨١) والعقيلى فى الضعفاء (٤/١٣٧) من طريق محمد بن مروان السدى ، وقال العقيلى لا أصل له من حديث الأعمش وليس بمحفوظ ولا يتابعه إلا من هو دونه .

وأورده ابن الجوزى فى الموضعات ، وتعقبه السيوطى فى الآلىء المصنوعة (١/٢٨٣) وقال : أخرجه البيهقى فى شعب الإيمان من هذا الطريق وأخرج له شواهد ، ثذكرها .

وقال : ثم وجدت محمد بن مروان متابعاً على الأعمش ، أخرجه أبو الشيخ فى الثواب حدثنا عبد الرحمٰن بن أحمد الأعرج ثنا الحسن بن الصباح ثنا أبو معاوية عن الأعمش به .

قلت : وقد جود الحافظ فى الفتح (٦/٤٨٨) هذا الإسناد وإليه ذهب السخاوى فى القول البديع (ص ١٦٦) .

تنبيه : شيخ الحافظ أبى الشيخ الأصفهانى هو : عبد الرحمٰن بن أحمد بن أبى يحيى الزهرى أبو صالح الأعرج مات سنة ثلاثمائة ، ترجم له الأصفهانى فى طبقات المحدثين (٤/٢٢٧) وفى أخبار أصفهان (٢/١١٣) وأورد له حديثين فى كل ، ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً وليس كما ذكره الشيخ الألبانى حيث قال فى [السلسلة الضعيفة ٢٠٣] «لا يعرف والظاهر أنه القاضى عبد الرحمٰن ابن أحمد الطبرى ...» .

قلت : وعلى هذا فهو مجهول الحال ومقتضى كلام أمير المؤمنين فى الحديث الحافظ ابن حجر =

Marfat.com

- أبو عبد الرحمٰن هذا هو محمد بن مروان السدى فيما أرى وفيه نظر وقدْ مضى ما يؤكده .

- وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنبأ أبو عبد الله الصفار ثنا أبو بكر بن أبي الدنيا حديثي سويد بن سعيد حديثي ابن أبي الرجال عن سليمان بن سحيم قال : رأيت النبي - ﷺ - في النوم فقلت : يارسول الله هؤلاء الذين يأتونك فيسلمون عليك أتفقه سلامهم ؟ قال : « **نعم وأرد عليهم** » .

□ ومما يدل على حياتهم :

- ما أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ أخبرني أبو محمد المزني ثنا على بن محمد بن عيسى ثنا أبو اليمان أنبأ شعيب عن الزهري قال أخبرني أبو سلمة ابن عبد الرحمٰن وسعيد بن المسيب أن أبا هريرة قال : استب رجل من المسلمين ورجل من اليهود ، فقال المسلم : والذي اصطفى محمداً على العالمين فأقسم بقسم فقال اليهودي : والذي اصطفى موسى على العالمين ، فرفع المسلم عند ذلك يده فلطم اليهودي ، فذهب اليهودي إلى النبي - ﷺ - فأخبره بالذي كان من أمره وأمر المسلم ، فقال - ﷺ - : « **لا تخيروني على موسى فإن الناس يصعقون فأكون أول من يفيق ، فإذا موسى باطش بجانب العرش ، فلا أدري أكان فيمن صعق فأفاق قبلي أو كان ممن استثنى الله عز وجل** »[1].

رواه البخاري في الصحيح عن أبي اليمان ، ورواه مسلم عن عبد الله بن عبد الرحمٰن وغيره عن أبي اليمان .

- وفي الحديث الثابت عن الأعرج عن أبي هريرة عن النبي - ﷺ - أنه قال : « **لا تفضلوا بين أنبياء الله تعالى ، فإنه ينفخ في الصور ليصعق من**

= العسقلاني في الفتح أن إسناده جيد أنه وقف على حاله والحافظ مَن أهل الاستقراء ، فالحكم عليه بالوضع غير سائغ . والله أعلم .

(١) أخرجه البخاري (٣٤٠٨) ، ومسلم (٢٣٧٣) خاص (١٦١) من هذا الطريق . وأخرجاه أيضاً من طريق الأعرج عن أبي هريرة ، البخاري (٢٤١١) ، ومسلم (٢٣٧٣) خاص (١٦٠) ، وأبو داود (٤٦٧١) أيضاً .

ومن حديث أبي سعيد الخدري أخرجه البخاري (٤٦٣٨) ، ومسلم (٢٣٧٤) وأبو داود (٤٦٦٨) مختصراً بلفظ «لا تخيروا بين الأنبياء» .

Marfat.com

في السموات ومن في الأرض إلا من يشاء الله نفخ فيه أخرى فأكون أول من بعث فإذا موسى آخذ بالعرش فلا أدرى أحوسب بصعقته يوم الطور أم بعث قبلى »[١].

– وهذا إنما يصح على أن الله جل ثناؤه رد إلى الأنبياء عليهم السلام أرواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء ، فإذا نفخ في النفخة الأولى صعقوا ثم لا يكون ذلك موتاً في جميع معانيه إلا في ذهاب الاستشعار فإن كان موسى عليه السلام ممن استثنى الله عز وجل بقوله : « إلا من شاء الله »[٢] فإنه عز وجل لا يذهب باستشعاره في تلك الحالة ويحاسبه بصعقة يوم الطور .

٢١ – ويقال أن الشهداء من جملة ما استثنى الله عز وجل بقوله : « إلا من شاء الله » وروينا فيه خبراً[٣] مرفوعاً وهو مذكور مع سائر ما قيل في كتاب «البعث والنشور » . وبالله التوفيق .

آخر كتاب حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام والحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا
محمد وآله وسلم

---

(١) أخرجه البخارى (٣٤١٤) ، ومسلم (٢٣٧٣) خاص (١٥٩) .

(٢) الآية ٦٨ سورة الزمر .

(٣) البعث والنشو ص ٣٣٦ مطولاً من طريق إسماعيل بن رافع عن أبي هريرة ، مرفوعاً ، وفيه راوٍ مبهم ، وإسماعيل بن رافع ضعيف . انظر التهذيب لابن حجر (٦٩/١) .

وأخرجه الحاكم في المستدرك (٢٥٣/٢) من طريق زيد بن أسلم عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ «أنه سأل جبريل عليه السلام عن هذه الآية – ونفخ في الصور فصعق من في السموات ومن في الأرض إلا من شاء الله – من الذين لم يشأ الله أن يصعقهم ؟ قال : هم شهداء الله عز وجل» قال الحاكم صحيح الإسناد وأقره الذهبي ، وقال الحافظ في الفتح (٣٧١/١١) رواته ثقات . وأخرج نحوه عبد الرازق في التفسير (١٧٥/٢) عن قتادة وعن سعيد بن جبير مرسلاً .

Marfat.com

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱	آئینہ تسکین الصدور	شبیر محمد دیوبندی	جامع مسجد ذوالنورین جھنگ
۲	آبِ حیات	قاسم نانوتوی	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۳	ابکار المنن فی تنقید آثار السنن	عبدالرحمٰن مبارکپوری ۱۳۵۳ھ	الجامع سلفیہ فیصل آباد
۴	اجابت الغوث مشمولہ رسائل ابنِ عابدین شامی	ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ	سہیل اکیڈمی لاہور
۵	الاجوبۃ الفاضلۃ لاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ	عبدالحئی لکھنوی ۱۳۰۴	مطبوعات الاسلامیہ حلب
۶	الاحادیث الطوال	ابوقاسم سلیمان بن احمد طبرانی ۳۶۰	وزارۃ الاوقاف بغداد عراق
۷	الاحادیث المختارہ	ضیاء الدین مقدسی ۶۴۳	دارالباز مکۃ المکرمہ
۸	الاحسان بترتیب صحیح ابنِ حبان	ابوحاتم محمد بن حبان ۲۴ شوال ۳۵۴	مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
۹	احسن الکلام	سرفراز احمد گکھڑوی	مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
۱۰	احوال القبور واحوال اھلھا الی النشور	ابوالفرج زین الدین ابنِ رجب حنبلی ۷۹۵	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۱	احیاء العلوم	ابوحامد محمد بن محمد الغزالی ۵۰۵	دارالکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۲	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۲۵۲	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۱۳	الاختیار لتعلیل المختار	امام عبداللہ بن محمد بن محمود الموصلی	دار فراس للنشر مصر
۱۴	اخفاء الذکر	سرفراز گکھڑوی	مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
۱۵	ادب المفرد	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری یکم شوال ۲۵۶	المکتب الاسلامی بیروت
۱۶	الاربعین	ابوعبدالرحمن السلمی ۴۱۲	〃 〃 〃 ۱۹۸۸
۱۷	ارشاد طلاب الحقائق الی معرفت سنن خیر الخلائق	ابوذکریا یحییٰ بن شرف النووی ۲۴ رجب ۶۷۶	مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ
۱۸	ازالۃ الخفاء عن خلافتہ الخلفاء	شاہ ولی اللہ ۱۱۷۶	سہیل اکیڈمی لاہور
۱۹	الاستیعاب بمعرفت الاصحاب	ابوعمرو یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر مالکی ۴۶۳	بیروت
۲۰	اصول الفقہ	اسماعیل دہلوی	صدف پبلشرز کراچی
۲۱	اعلام النبوۃ	ابوالحسن علی بن محمد الماوردی ۴۵۰ھ	دار احیاء العلم بیروت
۲۲	الاعلان بالتوبیخ	شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی ۹۰۲	مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
۲۳	اقامۃ البرھان	سجاد بخاری	کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی
۲۴	اقامۃ الحجۃ	عبدالحئی لکھنوی	پشاور
۲۵	انباء الاذکیا بحیات الانبیاء	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی ۱۸ جمادی الاول ۹۱۱ھ	مکتبہ علویہ فیصل آباد

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۲۶	انوار احمدی	مولانا انوار اللہ قادری چشتی حیدر آبادی	مکتبہ علویہ فیصل آباد
۲۷	انیس الجلیس	جلال الدین سیوطی	
	ب		
۲۸	بدائع الزھور	ابوالبرکات محمد بن احمد ایاس حنفی ۹۳۵	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ
۲۹	البدایہ والنہایہ	حافظ عماد الدین ابن کثیر ۷۷۴	مکتبہ قدوسیہ لاہور
۳۰	بذل المجہود شرح ابوداؤد	خلیل احمد سہارنپوری	
۳۱	البغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث	امام نور الدین الہیثمی ۸۰۷	جامعہ اسلامیہ مدینہ شریف
۳۲	بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ	سیوطی	دارالفکر بیروت ۱۹۸۹
۳۳	بوادر النوادر	اشرف علی تھانوی	ادارہ اسلامیات لاہور
۳۴	بہار شریعت	صدر الشریعہ مولانا امجد علی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ اسلامیہ لاہور
۳۵	بیان الارکان	بحر العلوم مولانا عبد العلی	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ
	ت		
۳۶	تاج التراجم	قاسم بن قطلوبغا	ایچ ایم سعید کراچی
۳۷	تاریخ اسماء الثقات من نقل عنہم العلم	ابوحفص عمر بن احمد ابن شاہین ۳۸۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۳۸	تاریخ الامم والملوک	ابنِ جریر طبری ۳۱۰ھ	دار القلم بیروت
۳۹	تاریخ بغداد	ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۰	تاریخِ ثقات	عبد اللہ بن صالح بن مسلم العجلی ۲۱۱	دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۱	تاریخِ جرجان	ابو القاسم حمزہ بن یوسف السہمی ۴۲۷	عالم الکتاب بیروت
۴۲	تاریخ عثمان بن سعید الدارمی	عثمان بن سعید الدارمی	دار المامون للتراث بیروت
۴۳	تاریخ الکبیر	امام محمد بن اسماعیل البخاری	ادارہ معارف النعمانیہ حیدرآباد دکن
۴۴	التحذیر الابداع عن تحبیر الابتداء	مولانا ابو میمونہ الکرانوی	مکتبہ ایشیق استنبول ترکی
۴۵	تحریکِ آزادئ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی	مولوی محمد اسماعیل سلفی ۱۹۲۸ء	مکتبہ سلفیہ لاہور
۴۶	تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصنِ الحصین من کلام سید المرسلین	محمد بن علی الشوکانی ۱۲۵۵	دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۷	تحفۂ احمدیہ المسمیٰ بہ نجوم الشہابیہ للرجوم الوہابیہ	شیخ احمد حسنی	کوہِ طور لاہور
۴۸	تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین	شاہ احمد سعید دہلوی مدنی نقشبندی ۱۲۷۷ھ	حیدرآباد سندھ
۴۹	تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرہ	علامہ ابی بکر الحسین الفخر المراغی ۸۱۶	المکتبۃ العلمیہ مدینہ منورہ ۱۹۸۱
۵۰	تخریج الاربعین السلمیہ فی التصوف	امام سخاوی	المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۸

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۵۱	تدریب الراوی	امام سیوطی	دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور
۵۲	تذکرۃ الحفاظ	شمس الدین ذہبی ۷۴۸ھ	دار الکتب العربی بیروت
۵۳	التذکرہ فی الاحادیث المشتہرہ	بدرالدین محمد بن عبداللہ الذرکشی ۷۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۵۴	التذکرہ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرہ	امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی ۶۷۱ھ	دار الفکر بیروت
۵۵	تذکرہ الموتیٰ والقبور	قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵	مکتبہ الیشیق ترکی
۵۶	الترغیب والترہیب	ابوالقاسم اسماعیل بن محمد الاصبہانی الیتمی المعروف قوام السنہ ۵۳۵ھ	دار الحدیث قاہرہ مصر ۱۹۹۳ء
۵۷	الترغیب والترہیب	ابومحمد زکی الدین عبدالعظیم المنذری ۶۵۶ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۶۸
۵۸	الترغیب فی فضائل الاعمال	ابنِ شاہین	دار ابنِ جوزی ریاض سعودی عرب
۵۹	تسکین الصدور	سرفراز گکھڑوی	مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
۶۰	التعریف والاخبار فی تخریج احادیث الاختیار	امام زین الدین قاسم بن قطلوبغا ۸۷۹ھ	قلمی نسخہ
۶۱	تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء	مولانا ابوالحسن حسن الکاکوروی	نفیس اکیڈمی کراچی
۶۲	تفسیر جلالین	امام سیوطی وجلال الدین المحلی	قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۳	تفسیر جمل	سلیمان بن عمر العجیلی الشافعی ۱۲۰۴	مطبع البابی الحلبی المصر
۶۴	تفسیر روح البیان	امام اسماعیل حقی ۱۱۲۷ھ	
۶۵	تفسیر روح المعانی	امام محمود آلوسی ۱۲۷۰ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۶۶	تفسیر صاوی علی الجلالین	علامہ صاوی المالکی ۱۲۷۱ھ	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
٦٧	تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب)	امام فخر الدین رازی محرم ٦٠٦	ایران
٦٨	الکشاف عن حقائق التنزیل	ابوالقاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری ٥٣٨ھ	نشر ادب الحوزہ ایران
٦٩	تفسیر مدارک	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی ٧٠١ھ	دار الکتاب العربی بیروت
٧٠	تفسیر مظہری	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ١٢٢٥ھ	کوئٹہ
٧١	تفسیر معالم التنزیل	امام لبغوی ٥١٦	دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور
٧٢	نور العرفان حاشیہ کنز الایمان	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی ١٩٧١ء	مکتبہ اسلامیہ لاہور
٧٣	تقریب التہذیب	حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی ٨٥٢	دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور
٧٤	تکریم المومنین بتقویم مناقب خلفاء راشدین	صدیق الحسن بھوپالی ١٣٠٧ھ	قادری کتب خانہ سیالکوٹ
٧٥	تلخیص المستدرک علی ہامش المستدرک	شمس الدین الذہبی ٧٤٨ھ	دار المعرفۃ بیروت ١٩٨٦
٧٦	التمہید لمانی الموطا من المعانی والاسانید	حافظ ابو عمرو یوسف بن عبداللہ عبدالبر المالکی ٤٦٣ھ	مکتبہ قدوسیہ لاہور
٧٧	تنزیہہ الشریعہ المرفوعہ عن الاخبار (الشنیعۃ الموضوعہ)	امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراقی الکنانی ٩٦٣ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٩٨١
٧٨	تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ	مولانا ابوالوزیر احمد حسن دھلوی ١٣٢٨ھ	المکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۷۹	تنویر الحلک فی امکان رویۃ النبی والملک	جلال الدین سیوطی ۹۱۱	مکتبہ رضویہ فیصل آباد
۸۰	توجیہ النظر الی اصول الاثر	طاہر بن صالح بن احمد الجزائری ۱۳۲۹ھ	دار المعرفۃ بیروت
۸۱	توحید خالص	ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی	مکتبہ عثمانیہ کراچی
۸۲	التوسل بالنبی والصالحین	علامہ ابی حامد بن مرزوق مصری	مکتبہ الشیق استنبول ترکی
۸۳	التوکل علی اللہ	ابوبکر عبید اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا ۲۸۱ھ	مکتبہ العلمیہ بیروت
۸۴	تہذیب تاریخ دمشق	عبد القادر ابن بدران ۱۹۲۷ء	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۸۷ء
۸۵	تہذیب التہذیب	حافظ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی ۱۸ ذی الحج ۸۵۲	مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
۸۶	تہذیب الکمال	ابی الحاج جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المزی ۷۴۸ھ	دار الفکر بیروت ۔ ۱۹۹۴ء
۸۷	التیسیر شرح الجامع الصغیر	امام عبد الرؤف المناوی ۱۰۰۳ھ	مکتبہ الامام الشافعی الریاض سعودی عرب
۸۸	التیسیر القاری شرح صحیح البخاری	شیخ نور الحق محدث دہلوی ۱۰۷۳ھ	حاجی عبد الغفار ارگ بازار قندھار

ج

۸۹	الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع	الحافظ الخطیب البغدادی ۴۶۳ھ	مکتبہ المعارف ریاض ۱۹۸۳
۹۰	جامع التحصیل فی احکام المراسیل	الحافظ صلاح الدین ابی سعید خلیل بن کیکلدی ۷۶۱ھ	وزارۃ الاوقاف بغداد
۹۱	الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ وسنتہ وایامہ (بخاری شریف)	امام محمد بن اسماعیل البخاری	ایچ ایم سعید کراچی

مطبوعہ	مصنف متوفی	نام کتاب	نمبر شمار
قدیمی کتب خانہ کراچی	ابوالحسین امام مسلم بن الحجاج القشیری ۲۵ رجب ۲۶۱ھ	الجامع الصحیح (مسلم شریف)	۹۲
مکتبہ امدادیہ	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ۱۳ رجب ۲۷۹ھ	الجامع الصحیح (ترمذی شریف)	۹۳
مکتبہ اسلامیہ سمندری فیصل آباد	ابوالمؤید محمد بن محمود الخوارزمی ۶۶۵	جامع المسانید	۹۴
	شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ	جذب القلوب الی دیار المحبوب	۹۵
دار العاصمہ الریاض	محمد بن عاصم ثقفی ۲۶۲ھ	جزء	۹۶
	احمد بن عصام ۲۷۲ھ	"	۹۷
مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	علامہ شمس الدین ابن قیم ۷۵۱	جلاء الافہام	۹۸
مکتبہ اسلامیہ لاہور	اشرف علی تھانوی ۱۳۶۳	جمال الاولیاء	۹۹
مکتبہ صدیقیہ اشاعت القرآن حضرو اٹک	قاسم نانوتوی	جمال قاسمی	۱۰۰
مکتبہ الحلبیہ مصر	یوسف بن اسماعیل النبہانی ۱۳۵۵	الجواہر البحار فی فضائل النبی المختار	۱۰۱
دار الجوامع الکلم بیروت	ابن حجر مکی	الجوہر المنظم فی زیارت القبر الشریف النبوی المکرم المعظم	۱۰۲

ح

مطبوعہ	مصنف متوفی	نام کتاب	نمبر شمار
مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد	جلال الدین سیوطی ۹۱۱	الحاوی للفتاویٰ	۱۰۳
ایچ ایم سعید کراچی	علامہ احمد علی سہارنپوری ۱۲۹۷	حاشیہ بخاری	۱۰۴
موسستہ علوم القرآن دمشق	مولوی ارشاد الحق اثری	حاشیہ مسند ابی یعلیٰ	۱۰۵
دار المامون للتراث دمشق	حسین سلیم اسد	" " "	۱۰۶
مکتبہ ایشیق استنبول ترکی ۱۹۸۷	مولانا سعید الرحمٰن التیراہی	الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین	۱۰۷

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۰۸	حجۃ اللہ البالغہ	الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۶ھ	مکتبہ سلفیہ لاہور
۱۰۹	حجۃ اللہ علی العالمین	یوسف بن اسماعیل نبھانی	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۱۱۰	حسن التوسل فی آداب زیارۃ افضل الرسل	شیخ عبدالقادر مکی حنبلی ۹۸۲	مطبعہ امیر قم ایران
۱۱۱	حقیقت التوسل والوسیلہ علی ضوء الکتاب والسنۃ	علامہ موسیٰ محمد	عالم الکتب بیروت
۱۱۲	حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی	دارالکتب العلمیہ البیروت لبنان
۱۱۳	حیاۃ الاموات فی بیان سمع الاموات	امام احمد رضا فاضل بریلوی ۱۳۴۰ھ	مکتبہ حامدیہ لاہور
۱۱۴	حیاۃ الحیوان الکبریٰ	کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری ۸۰۸	انتشارات ناصر خسرو ایران
۱۱۵	حیاۃ النبی	علامہ احمد سعید کاظمی ۱۴۰۶	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
	د		
۱۱۶	درۃ الناصحین	علامہ الخوبوی	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ
۱۱۷	الدرر السنیہ فی رد علی الوہابیہ	شیخ احمد بن زینی دحلان مکی ۱۳۰۷	مکتبہ الیشیق ترکی
۱۱۸	الدر المنتقی شرح الملتقی	علامہ محمد علاؤ الدین الحصکفی	دار احیاء التراث العربی بیروت
۱۱۹	در مختار		ایچ ایم سعید کراچی
۱۲۰	الدعوات الکبیر	امام ابو عبداللہ البیہقی ۴۵۸ھ	وزارۃ الاوقاف کویت
۱۲۱	دلائل النبوت	امام ابو نعیم الاصبہانی ۴۳۵ھ	دار النفائس بیروت ۱۹۸۶ء
۱۲۲	دلائل النبوۃ	البیہقی	دار الکتب العلمیہ بیروت

ذ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۲۳	ذم الدنیا	ابن ابی الدنیا ۲۸۱	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۲۴	ذیل تاریخ لبغداد	حافظ محب الدین محمد بن محمود المعروف ابن نجار ۶۶۳	
۱۲۵	ذیل طبقات الحفاظ	سیوطی	دار الکتب العربی بیروت
		ر	
۱۲۶	رد المختار علی در المختار	محمد امین ابن عابدین شامی	دار الاشاعت کراچی
۱۲۷	رسالہ ابی داؤد الی اہل مکہ	امام ابو داؤد	
۱۲۸	رسالہ بیعت در مجموعہ رسائل	شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ۱۲۳۸	مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۱۲۹	رسالہ الرحیق المختوم شرح قلائد المنظوم		
۱۳۰	رسالہ فی اثبات کرامات اولیاء	شیخ احمد بن شہاب الدین اسجاعی ۱۱۹۷	مکتبہ ایشیق ترکی
۱۳۱	الرسالہ فی اصول الفقہ	ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی ۲۰۴	مکتبہ دار التراث القاہرہ ۱۹۷۹ء
۱۳۲	رسائل القشیریہ	ابو عبد الکریم ہوازن القشیری ۴۶۵	المعہد المرکزی للابحاث الاسلامیہ کراچی
۱۳۳	رسالۃ النصوص	امام محمد بن اسحاق صدر الدین القونوی	مرکز نشر دانش گاہ مشہد ایران
۱۳۴	الرفع والتکمیل فی جرح والتعدیل	مولانا عبد الحئی لکھنوی ۱۳۰۴ھ	مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب ۱۹۸۷
۱۳۵	رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم	امام عمر بن سعید الفوتی	دار الفکر بیروت
۱۳۶	الروض الانف	امام سہیلی	فاروقی کتب خانہ ملتان
		ز	
۱۳۷	الزبدۃ العمدہ شرح قصیدۃ البردہ	ملا علی قاری	ہجرہ اکیڈمی اسلام آباد

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۳۸	زرقانی علی المواہب	علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی مالکی ۱۱۲۲ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۳
۱۳۹	الزھد	امام احمد بن حنبل ۲۴۱	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۴۰	زہر الربی شرح سنن النسائی المجتبیٰ	جلال الدین سیوطی ۹۱۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۴۱	سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد	امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۹۹۳
۱۴۲	سبیل النجات عن بدعت اہل الزیغ والضلالۃ	قاضی عبد الرحمٰن الکوتی	مکتبہ ایشیق استنبول ترکی
۱۴۳	سر الاسرار فی ما یحتاج الیہ الابرار	شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی ۵۶۱ھ	غوثیہ کتب خانہ لاہور
۱۴۴	سراج المنیر شرح الجامع الصغیر	علامہ علی بن احمد العزیزی ۱۰۵۰ھ	مکتبہ الایمان مدینہ منورہ
۱۴۵	السراج الوہاج شرح مسلم	صدیق الحسن بھوپالی	مکتبہ قدوسیہ لاہور
۱۴۶	سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین	یوسف بن اسماعیل نبہانی	مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
۱۴۷	السعی المشکور فی رد المذہب الماثور	علامہ عبد الحئی لکھنوی ۱۳۰۴ھ	لکھنؤ
۱۴۸	السنن	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی ۲۵۵	نشر السنہ ملتان
۱۴۹	السنن	محمد بن یزید ابن ماجہ ۲۷۳	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۵۰	"	ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی	مکتبہ امدادیہ ملتان
۱۵۱	السنن	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی ۱۳ صفر ۳۰۳	مکتبہ سلفیہ لاہور
۱۵۲	السنن الصغیر	امام بیہقی	جامع دراسات الاسلامیہ کراچی
۱۵۳	السنن الکبریٰ	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی ۱۳ صفر ۳۰۳	ملتان

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۵۴	السنن الکبریٰ	امام بیہقی	نشر السنۃ ملتان
۱۵۵	سوالات برقانی	احمد بن محمد البرقانی	کتب خانہ جمیلی لاہور ۱۴۰۴ھ
۱۵۶	سوالات ابی داؤد احمد بن حنبل	امام ابو داؤد سجستانی	مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ
۱۵۷	سیر اعلام النبلاء	الذہبی	موسسۃ الرسالہ بیروت
۱۵۸	سیر الاولیاء	سید محمد بن نورالدین المعروف امیر خورد ۷۷۰	مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد
۱۵۹	السیرت الحلبیہ	علی بن برہان الدین الحلبی ۹۰۰ھ	دار الفکر بیروت
۱۶۰	سیرت (کتاب السیر والمغازی)	محمد بن اسحاق بن یسار ۱۵۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۹۸۷

ش

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۶۱	شرح اصول الاعتقاد اہلسنۃ والجماعت	ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی	دار طیبہ الریاض
۱۶۲	شرح حیاۃ الانبیاء	علامہ محمد بن الحاجی البوستوی ۱۳۶۵	بزم حیاۃ الانبیاء گجرات
۱۶۳	شرح السنہ	امام ابو محمد حسین بن مسعود البغوی ۵۱۶	المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳
۱۶۴	شرح الشفاء	ملا علی قاری ۱۰۱۴	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۶۵	شرح العلل الترمذی	زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب حنبلی ۷۹۵	
۱۶۶	شرح الصدور	السیوطی	دار ابن کثیر دمشق ۱۹۸۹
۱۶۷	شرح قصیدہ البردہ	علامہ عمر بن احمد الخرپوتی	
۱۶۸	شرف اصحاب الحدیث	خطیب بغدادی	جامعہ انقرہ ترکی
۱۶۹	شروط الائمۃ الخمسہ	حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ الحازمی	
۱۷۰	شعب الایمان	امام بیہقی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۰

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۷۱	الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے	قاضی عیاض مالکی ۵۴۴ھ	فاروقی کتب خانہ ملتان
۱۷۲	شفاء السقام	تقی الدین ابو الحسن علی السبکی ۷۵۶	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۱۷۳	شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد	محمد بن علوی مالکی	
۱۷۴	شکایۃ اہل السنۃ	امام القشیری	کراچی
۱۷۵	الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ	نواب صدیق الحسن بھوپالی	قادری کتب خانہ سیالکوٹ
۱۷۶	شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق	یوسف بن اسماعیل نبہانی	دار الملاح للنشر والطبع ۹۷۸

ص

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۷۷	الصارم المنکی	ابو عبداللہ محمد بن احمد ابن عبدالہادی ۷۴۴ھ	مکتبہ ضیاء السنۃ فیصل آباد
۱۷۸	صحیح ابن خزیمہ	ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ ۳۱۱	المکتبہ الاسلامی بیروت ۹۷۵
۱۷۹	الصلوٰت والبُشر فی الصلوٰۃ علی خیر البشر	ابو طاہر محمد بن یعقوب مجد الدین فیروز آبادی ۸۱۷	مکتبہ اشاعت القرآن لاہور

ض

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۸۰	الضعفاء الکبیر	محمد بن عمرو عقیلی ۳۲۲	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۸۱	الضعفاء والمتروکین	امام النسائی	مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل

ط

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۸۲	الطبقات الحنابلہ	ابو یعلی حنبلی	مطبعۃ الاعتدال دمشق
۱۸۳	طبقات الشافعیہ الکبریٰ	تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب سبکی ۷۷۱	دار احیاء الکتب العربیہ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۸۴	طبقات الصوفیاء	ابوعبدالرحمن السلمی	مکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل
۱۸۵	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد	دارصادر بیروت ۱۹۸۵ء
۱۸۶	الطبقات الکبریٰ	شیخ عبدالوہاب الشعرانی ۹۷۳	مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۵۴ء
۱۸۷	طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا	ابوالشیخ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۸۸	طبقات المدلسین	علامہ ابن حجر عسقلانی	مکتبہ سلفیہ لاہور
		ع	
۱۸۹	عرف الشذی شرح الترمذی	انورشاہ کشمیری	ایچ ایم سعید کراچی
۱۹۰	العطایۃ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ	امام احمد رضا فاضل بریلوی	قدیم فیصل آباد جدید: لاہور
۱۹۱	عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایہ	علامہ عبدالحی لکھنوی	سہیل اکیڈمی لاہور
۱۹۲	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	بدرالدین عینی ۸۵۵	بیروت + کوئٹہ
۱۹۳	عمل الیوم واللیلہ	امام نسائی	مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۸۵
۱۹۴	عون المعبود	شمس الحق عظیم آبادی	
۱۹۵	عین الفقر	سلطان العارفین سلطان باہو ۱۱۰۲ھ	فاروقی کتب خانہ لاہور
۱۹۶	عیون الاثر	ابن سید الناس	
		غ	
۱۹۷	غنیۃ الطالبین فی مایجب من احکام الدین	ابوالمحاسن سید محمد بن خلیل القاوقجی الحنفی ۱۳۰۵	المکتبۃ الحسینیہ المصریہ ۱۹۳۲ء

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۱۹۸	غوث العباد ببیان الرشاد	شیخ مصطفیٰ ابو یوسف الحمامی الازہری	مکتبہ ایشیق ترکی
۱۹۹	الغیلانیات	محمد بن عبداللہ البزاز الشافعی ۳۵۴ھ	اضواء السلف الریاض ۱۹۹۶ء
		ف	
۲۰۰	الفتاوی الحدیثیہ	شہاب الدین ابن حجر مکی الہیتمی ۹۷۳	مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۷۰
۲۰۱	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	عزیز الرحمٰن	
۲۰۲	فتاویٰ ورسائل ابنِ صلاح	ابوعمرو عثمان بن صلاح ۶۴۳	دارالمعرفہ بیروت ۱۹۸۶
۲۰۳	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی	کرا
۲۰۴	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۲۲۹	دارالاشاعت کوئٹہ
۲۰۵	فتاویٰ السبکی	تقی الدین سبکی	دارالمعرفہ بیروت
۲۰۶	الفتاویٰ الکبریٰ الفقہیہ	ابن حجر الہیتمی	دارالفکر بیروت ۱۹۸۳
۲۰۷	فتاویٰ نذیریہ	نذیر حسین دہلوی	دارالنشر الکتب الاسلامیہ
۲۰۸	فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی	امام ابو یحییٰ ذکریا الانصاری	جامعہ علوم الاثریہ جہلم + دار العلمیہ بیروت
۲۰۹	فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث	امام سخاوی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۱۰	فتراک رسول		مکتبہ اشرفیہ مریدکے
۲۱۱	فتوح البلدان	احمد بن یحییٰ البلاذری ۲۷۷	
۲۱۲	الفجر الصادق فی الرد علی منکری التوسل والکرامات الخوارق	جمیل آفندی صدقی الزہاوی ۱۹۳۶	مکتبہ الشیق ترکی ،،
۲۱۳	فردوس الاخبار	حافظ ابو شجاع شیرویہ بن شہردار الدیلمی ۵۰۹	المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۲۱۴	فضائل الاعمال	ضیاء الدین المقدسی ۶۴۳	
۲۱۵	فضل الصلوٰۃ علی النبی	قاضی اسمٰعیل بن اسحاق ۲۸۲ھ	المکتبۃ الاسلامی دمشق ۱۹۶۳ء
۲۱۶	الفوائد الجلیلۃ البھیۃ علی شمائل النبوۃ	محمد بن قاسم جسوس ۱۱۸۲	
۲۱۷	الفوائد مع الروض البسام	ابو القاسم تمام بن محمد الرازی ۴۱۴	دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۹۹۲
۲۱۸	فیض الباری شرح صحیح البخاری	انور شاہ کشمیری ۱۳۵۲	دار الفکر الاسلامیہ لاہور
۲۱۹	فیض القدیر شرح الجامع الصغیر	عبد الرؤف المناوی ۱۰۰۳	دار الفکر الاسلامیہ لاہور
۲۲۰	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۶	مدنی کتب خانہ لاہور
		ق	
۲۲۱	القرآن الکریم	فقیر اللہ بن عبد الرحمن الحنفی ۱۱۹۵	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ۱۳۹۷ھ
۲۲۲	قطب الارشاد	نجم الدین عمر بن محمد النسفی ۵۳۷	مکتبۃ الکوثر السعودیہ ۱۹۹۱
۲۲۳	القند فی ذکر علمائے سمرقند	ظفر احمد عثمانی	ادارۃ القرآن کراچی
۲۲۴	القول البدیع قواعد فی علوم الحدیث	شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی ۹۰۲	قادری کتب خانہ سیالکوٹ
		ک	
۲۲۵	الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ	شمس الدین ذہبی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۳
۲۲۶	الکامل فی الضعفاء	ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی ۳۶۵	مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
۲۲۷	کتاب الاذکار المنتخب من کلام سید الابرار	نووی	دار القلم بیروت

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۲۲۸	کتاب الاعتقاد الی سبیل الرشاد	بیہقی	عالم الکتب بیروت ۱۹۸۳
۲۲۹	// الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام مشمولہ فی الحاوی	سیوطی	مکتبہ نوریہ رضویہ۔ فیصل آباد
۲۳۰	کتاب الاموال	ابو عبید القاسم ۲۲۴ھ	مکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل
۲۳۱	کتاب الایجاز فی المناسک	(امام نووی)	
۲۳۲	کتاب ایمان	امام ابو عبداللہ محمد بن یحیی اسحاق ابن مندہ ۳۹۵	مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۸۵
۲۳۳	کتاب الثقات	ابنِ حبان	دار الفکر بیروت
۲۳۴	الجرح والتعدیل	ابنِ ابی حاتم الرازی ۳۲۷	دار احیاء التراث عربی بیروت ۱۹۵۲
۲۳۵	کتاب الروح	ابنِ قیم ۷۵۱	(دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن)
۲۳۶	کتاب الزہد	عبداللہ بن مبارک ۱۸۱	دار الکتب علمیہ بیروت
۲۳۷	// الزہد	امام ابوداؤد السجستانی	دار السلفیہ بمبئی۔
۲۳۸	کتاب الزہد	ہناد بن السری الکوفی ۲۴۷	دار الخلفاء للکتاب الاسلامی کویت ۱۹۸۵
۲۳۹	کتاب الزہد الکبیر	امام بیہقی	
۲۴۰	کتاب السنۃ	ابوبکر احمد الخلال ۳۱۱	دار الرایہ ریاض ۱۹۸۹
۲۴۱	کتاب الضعفاء والمتروکین	ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی ۵۹۷	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۶
۲۴۲	کتاب العاقبہ	عبدالحق بن عبدالرحمٰن الاشبیلی ۵۸۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۵ء
۲۴۳	کتاب الصلاۃ علی النبی	ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم ۲۸۷	دار المامون للتراث بیروت //
۲۴۴	کتاب العظمۃ	ابو الشیخ	دار العاصمہ بیروت
۲۴۵	کتاب الفتن والملاحم	نعیم بن حماد ۲۲۸	مکتبہ التوحید القاہرہ ۱۹۹۱

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۲۴۶	کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین	ابن حبان	
۲۴۷	کتاب المعجم	ابوسعید احمد بن الاعرابی ۳۴۱	مکتبۃ الکوثر ریاض ۱۹۹۲ء
۲۴۸	کرامات اولیاء ملحق بالدرر السنیۃ	احمد بن سعید محمد مکی الحموی الحنفی ۱۰۹۸	مکتبۃ ایشیق ترکی
۲۴۹	کرامات اولیاء	ہبۃ اللہ اللالکائی ۴۱۸	دار الطیبہ ریاض ۱۹۹۴
۲۵۰	کشف الارتیاب فی اتباع محمد بن عبدالوہاب	سید محسن الامین مصری	بیروت ۱۳۸۲ھ
۲۵۱	کشف الاستار عن زوائد البزار	علامہ نور الدین الہیثمی ۸۰۷ھ	مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۸۴
۲۵۲	الکشف الحثیث عمن روی بوضع الحدیث	برہان الدین ابراہیم الحلبی ۸۴۱	عالم الکتب بیروت ۱۹۸۷
۲۵۳	کشف الغمہ عن جمیع الامۃ	امام عبدالوہاب الشعرانی	دار الفکر بیروت
۲۵۴	الکفایہ فی علم الروایہ	خطیب بغدادی	دار الکتب العربی بیروت ۱۹۸۵
۲۵۵	کف الرعاع عن محرمات اللہو والسماع	ابن حجر مکی	مکتبۃ ایشیق ترکی
۲۵۶	کنز العمال فی السنن والاقوال	تقی الدین علی المتقی الہندی ۹۷۵	مؤسسۃ الرسالہ
۲۵۷	الکنز المدفون الفلک المشحون	جلال الدین سیوطی	مکتبہ احیاء العلوم فیصل آباد ۱۹۸۲
۲۵۸	کوکب الدراری شرح صحیح بخاری	شمس الدین محمد یوسف بن علی الکرمانی ۷۹۶	
		ل	
۲۵۹	لسان المیزان	ابن حجر عسقلانی	مصور عن حیدر آباد دکن
		م	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۲۶۰	مجمع الزوائد و منبع الفوائد	الحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی ۸۰۷	دارالکتب العربی بیروت ۱۹۸۲
۲۶۱	المجموع شرح المہذب	نووی	دارالفکر بیروت
۲۶۲	مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	ادارۃ البحوث التعلیمیہ والافتاء الریاض ۱۹۹۰ء
۲۶۳	مجموعہ رسائل نجدیہ	حمد بن ناصر نجدی	مطبعۃ المنار مصر
۲۶۴	محقق التقول فی مسئلۃ التوسل	امام محمد زاہد بن حسن الکوثری ۱۳۷۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۲۶۵	المحلی بالآثار	ابو محمد علی بن احمد بن سعید ابن حزم الظاہری ۴۵۶	
۲۶۶	مختصر سیرت رسول	عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی	مکتبہ العلوم الاثریہ جہلم
۲۶۷	مختصر الفتاویٰ المصریہ	ابنِ تیمیہ	بیروت
۲۶۸	مدارج النبوت	شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۲۶۹	المدخل	ابن الحاج ۷۳۷	دارالفکر بیروت ۱۹۸۱
۲۷۰	مرصاد العباد	امام نجم الدین الکبریٰ ۶۱۰	کتابخانہ سنائی ایران
۲۷۱	مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	نورالدین علی بن سلطان محمد ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۲۷۲	المستدرک علی الصحیحین	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن حاکم ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ بیروت ۱۹۸۶
۲۷۳	المسند	امام عبداللہ بن مبارک ۱۸۱ھ	مکتبۃ المعارف الریاض ۱۹۸۷
۲۷۴	المسند	ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی ۲۱۹	المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۲۷۵	المسند	امام ابو یعقوب اسحاق بن راہویہ ۲۳۸ھ	مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ
۲۷۶	"	ابو یعلیٰ احمد بن علی الموصلی ۳۰۷	دار المامون للتراث ۱۹۸۷
۲۷۷	"	امام احمد بن حنبل ۲۴۱	المکتب الاسلامی بیروت
۲۷۸	المسند الرویانی	امام ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی ۳۰۷	مؤسسہ قرطبہ ۱۹۹۵ء
۲۷۹	مسند الشامیین	امام طبرانی	" الرسالۃ بیروت
۲۸۰	مسند الشہاب	ابو عبداللہ شہاب الدین القضاعی	"
۲۸۱	مشکل الآثار	ابو جعفر احمد الطحاوی ۳۲۱	ایچ ایم سعید کراچی
۲۸۲	مشکلات القرآن	انور شاہ کشمیری	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۲۸۳	مصباح الزجاجہ فی زوائد ابن ماجہ	شہاب الدین احمد بن ابی بکر البوصیری ۸۴۰	دار الجنان بیروت ۱۹۸۶
۲۸۴	المستصفیٰ من علم الاصول	امام غزالی	منشورات الشریف الرضی قم
۲۸۵	المصنف	عبدالرزاق بن ہمام صنعانی ۲۱۱	المجلس العلمی بیروت ۱۹۷۰
۲۸۶	"	ابوبکر ابن ابی شیبہ ۲۳۵	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۲۸۷	المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ	ابن حجر عسقلانی	دار المعرفۃ بیروت ۱۹۹۳
۲۸۸	مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات	محمد بن محمد سلیمان الفاسی المغربی ۱۰۹۴	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۲۸۹	مظاہر حق	نواب قطب الدین دہلوی ۱۲۷۹	
۲۹۰	مظہر العقائد	علامہ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی ۱۳۶۸	رضا اکیڈمی لاہور
۲۹۱	المعتمد فی المعتقد	علامہ فضل اللہ شہاب الدین توریشتی ۶۶۲ھ	مکتبہ ایشیق استنبول

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۲۹۲	المعجم الاوسط	طبرانی ۳۶۰	دار الحدیث القاہرہ ۱۹۹۶
۲۹۳	معجم السفر	ابوطاہر احمد بن محمد السلفی ۵۷۶	مجمع البحوث الاسلامیہ اسلام آباد
۲۹۴	معجم الشیوخ الکبریٰ	ذہبی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۰
۲۹۵	المعجم الصغیر	الطبرانی ۳۶۰	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۱۹۸۶
۲۹۶	المعجم الکبیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰	وزارت الاوقاف عراق
۲۹۷	المعجم المختص بالمحدثین	الذہبی	مکتبہ الصدیق الطائف ۱۹۸۸
۲۹۸	المعراج الکبیر	امام نجم الدین الغیطی ۹۸۴ھ	فاروقی کتب خانہ لاہور
۲۹۹	معرفت علوم الحدیث	امام حاکم	دار الکتب العلمیہ مدینہ منورہ
۳۰۰	معرفتِ الصحابہ	ابو نعیم اصبہانی	مکتبۃ الحرمین حجاز
۳۰۱	مفتاح العارفین	سلطان باہو	اللہ والوں کی قومی دکان لاہور
۳۰۲	المقاصد الحسنہ	امام سخاوی	دار الکتب العربیہ بیروت ۱۹۸۵
۳۰۳	مقاصد السالکین	خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی	مکتبہ امینیہ دہلی
۳۰۴	مقالات دجوی فی ردّ علی الیتمین	علامہ یوسف الدجوی المصری	مکتبہ ایشیق ترکی
۳۰۵	مقدمہ ابنِ صلاح	امام ابنِ صلاح	مکتبہ حقانیہ پشاور
۳۰۶	المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی	نور الدین الہیثمی	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۰۷	المقنع فی علوم الحدیث	سراج الدین عمر بن علی المعروف ابن ملقن ۸۰۴	دار فواز للنشر سعودی عرب
۳۰۸	مکارم الاخلاق	محمد بن جعفر الخرائطی ۳۲۸ھ	دار الکتب المصریہ قاہرہ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۳۰۹	مکتوبات شریف	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ۱۰۳۴	امرتسر
۳۱۰	مکتوبات شریف برحاشیہ اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۳۱۱	ملفوظات امیر ملت	مرتبہ محمد صادق قصوری	برج ک
۳۱۲	" محدثِ کشمیری	احمد رضا بجنوری	المکتبہ المدینہ لاہور
۳۱۳	منال الطالب فی شرح طوال الغرائب	مجد الدین مبارک بن محمد الاثیر ۶۰۶	جامعہ ام القری مکۃ المکرمہ
۳۱۴	المنامات	ابنِ ابی الدنیا	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت
۳۱۵	مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء	امام سیوطی	، ، ،
۳۱۶	المنتخب	ابو محمد عبد بن حمید ۲۴۹ھ	مکتبہ ابنِ حجر مکۃ المکرمہ
۳۱۷	المعتقد المنتقد مع تعلیقات المستند المعتمد	شاہ فضلِ رسول بدایونی ۱۲۷۹ھ	مکتبہ ایشیق ترکی
۳۱۸	المنجلی فی تطور الولی (مشمولہ فی الحاوی)	جلال الدین سیوطی	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۳۱۹	المنحۃ الوھبیہ فی ردّ علی الوہابیہ	علامہ داؤد بن سلیمان بغدادی ۱۲۹۹	مکتبہ ایشیق استنبول ترکی
۳۲۰	موارد نظمان عن زوائد صحیح ابنِ حبان	علامہ نور الدین الہیثمی	المطبعۃ السلفیہ مصر
۳۲۱	المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ	علامہ شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی ۹۲۳	
۳۲۲	موضح اوہام الجمع والتفریق	ابو بکر خطیب البغدادی	دار الفکر بیروت
۳۲۳	موطا	امام مالک بن انس	ایچ ایم سعید کراچی
۳۲۴	المہند علی المفند	علمائے دیوبند	

Marfat.com

شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۳۲۵	میزان الاعتدال	ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی ۷۴۸	المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل
		ن	
۳۲۶	ندائے حق	محمد حسین نیلوی	مکتبہ حسینیہ سرگودھا
۳۲۷	نزھۃ المجالس	عبد الرحمٰن صفوری	البابی الحلبی مصر
۳۲۸	تسیم الریاض فی شرح الشفاء	شہاب الدین احمد بن محمد الخفاجی ۱۰۶۹	دار الکتاب العربی بیروت
۳۲۹	النکت علیٰ کتاب ابن صلاح	ابن حجر عسقلانی	دار الرایہ الریاض ۱۹۸۸ء
۳۳۰	نوادر الاصول فی معرفت اخبارِ رسول	ابو عبداللہ محمد بن علی المعروف حکیم ترمذی ۲۵۵ھ	المکتبۃ العلمیہ المدینہ منورہ
۳۳۱	نور الاسلام	شیخ عبد الکریم محمد المدرس	مکتبۃ الیشیق استنبول ترکی
۳۳۲	نور الایضاح	حسن بن عمار بن علی شرنبلالی ۱۰۶۹	مکتبہ امدادیہ ملتان
۳۳۳	نور اللمعہ فی خصائص الجمعہ	امام سیوطی	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۳۴	نیل الاوطار من احادیث سید الاخیار	محمد بن علی بن محمد الشوکانی ۱۲۵۵	"
		و	
۳۳۵	الوفا باحوال مصطفےٰ	ابنِ جوزی	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۳۳۶	وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ	نور الدین علی احمد السمہودی ۹۱۱ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۸۱ء
		ہ	
۳۳۷	ہدائیت المسلمین	میاں محمد بخش عارف کھڑی ۱۹۰۷ء	دربار کھڑی شریف
		ی	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف متوفی	مطبوعہ
۳۳۸	ینابیع ترجمہ رسالہ التراویح	سرفراز گکھڑوی	مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
۳۳۹	الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر	امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی ۹۷۳ھ	مکتبۃ الازہریہ مصر ۱۳۲۱ھ
۳۴۰	یہ قبریں یہ آستانے	مسعود الدین عثمانی	کراچی

مرتبہ

محمد شفیق شہزاد ایم۔اے۔ایم۔ایڈ

شاہین آباد گوجرانوالہ

Marfat.com

درِ رسُول کی حاضری

ترجمہ

شِفاءُ الفُواد بِزیارۃِ خیر العِباد

تصنیف

شیخ محمّد علوی مالکی
اُستاذ الحدیث مکّۃ المکرمہ

ترجمہ

مولانا مُفتی محمّد خاں قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ
ا۔ فصیح روڈ۔ اسلامیہ پارک۔ لاہور
فون:۔ ۷۵۹۴۰۰۳

Marfat.com

زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احادیثِ زیارت کی صحت پر
ناقابلِ تردید دلائل

تصنیف:

فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح

ترجمہ:

علامہ محمد عباس رضوی

عالمی دعوتِ اسلامیہ
۱- فصیح روڈ - اسلامیہ پارک لاہور فون، ۷۵۹۳۰۰۳

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے تعلقِ بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلقِ غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ کی دیگر علمی و تحقیقی کتب

۱۔ شاہکار ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفیٰؐ
۳۔ حضورؐ کا سفر حج
۴۔ امتیازات مصطفیٰ
۵۔ در رسولؐ کی حاضری
۶۔ ذخائر محمدیہ
۷۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائل نعلین حضورؐ
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟
۱۳۔ حضورؐ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۴۔ اسلام اور تحدید ازواج
۱۵۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبرؓ۔ عشق رسول
۱۷۔ شب قدر اور اس کی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصور رسولؐ
۱۹۔ مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین
۲۱۔ حضور رمضان المبارک کیسے گزارتے؟
۲۲ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
۲۴۔ کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ منہاج النحو
۳۰۔ منہاج المنطق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
۳۷۔ ترجمہ اشعت اللمعات۔ جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافل نعت
۳۹۔ صحابہ کے معمولات
۴۰۔ خواب کی شرعی حیثیت
۴۱۔ مزاجِ نبوی ﷺ
۴۲۔ تبسمِ نبوی ﷺ
۴۳۔ گریہ نبوی ﷺ
۴۴۔ مجلسِ نبوی ﷺ
۴۵۔ فضائل و برکات زمزم
۴۶۔ اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
۴۷۔ جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
۴۸۔ کیا سگِ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبیؐ
۵۰۔ مقصد اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبویؐ
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک)
۵۴۔ محبت و اطاعت رسول ﷺ
۵۵۔ آنکھوں میں بس گیا سراپا حضورؐ کا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے تعلقِ بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلقِ غلامی
مستحکم بنانے کیلئے امیرِ عالمی دعوتِ اسلامیہ کی دیگر علمی و تحقیقی کتب

۱۔ شاہکار ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفیٰؐ
۳۔ حضورؐ کا سفر حج
۴۔ امتیازات مصطفیٰ
۵۔ در رسول کی حاضری
۶۔ ذخائر محمدیہ
۷۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائل نعلین حضورؐ
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟
۱۳۔ حضورؐ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۴۔ اسلام اور تحدید ازواج
۱۵۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبرؓ۔ عشق رسول
۱۷۔ شب قدر اور اس کی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصور رسولؐ
۱۹۔ مشتاقانِ جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین
۲۱۔ حضور رمضان المبارک کیسے گذارتے؟
۲۲۔ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
۲۴۔ کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ منہاج النحو
۳۰۔ منہاج المنطق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
۳۷۔ ترجمہ اشعۃ اللمعات. جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافل نعت
۳۹۔ صحابہ کے معمولات
۴۰۔ خواب کی شرعی حیثیت
۴۱۔ مزاجِ نبوی ﷺ
۴۲۔ تبسمِ نبوی ﷺ
۴۳۔ گریہ نبوی ﷺ
۴۴۔ مجلسِ نبوی ﷺ
۴۵۔ فضائل و برکات زمزم
۴۶۔ اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
۴۷۔ جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
۴۸۔ کیا سگ مدینہ کہلوانہ جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبیؐ
۵۰۔ مقصد اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبویؐ
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک)
۵۴۔ محبت و اطاعت رسول ﷺ
۵۵۔ آنکھوں میں بس گیا سراپا حضورؐ کا

Marfat.com